

5402

DATE LABEL

| | | | |
|--|--|--|--|
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |
| | | | |

Call No.....

1913041, کتاب

Date...27...x...65...

Account No.....

57960

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last stamped above.
An overdue charges of 6 nP. will be levied for each day. The book is kept beyond that day.

(47)

cat. by
gmr

کتابخانه



مکتبہ امیر کبیر
کتابخانه
مکتبہ امیر کبیر
مکتبہ امیر کبیر
مکتبہ امیر کبیر

215

1919/24
1919/24

11
183

CHS

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين



مطبع مشهور کتب مطبوعه
کتابخانه کتب مطبوعه
کتابخانه کتب مطبوعه



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر تسلیم خامہ نکتہ پرواز ایسے نکتہ نواز کی جناب میں سجدہ ریزی کہ جس نے اپنی قدرتِ کاملہ
 زبانِ بزرگان کو اندازِ تکلم سکھایا عنوانِ فصاحتِ ثانیہ آفرینش سے بلاغتِ طراز کے مضامین
 نعتِ منقبت سے کبریا کہ جس نے گو آہوازہ اناصح العربیہ عجم کو آویزہ گوشِ عالمِ میان بنایا صلواتِ
 اطیبین صحابہ المطہرین اما بعد عالمِ عالم نادانی کا لکھال ہرزہ بیاسینہ مفید و مخبر
 نیک از خاکِ پای معنی نگارین جدید و قدیم امیرِ اسدِ تسلیم آریا سخنِ صاحبانِ فن کی خدمت میں
 التماس ہے ستا خانہ عرض ہے یہی کہ عالمِ شباب میں کہ شعبہ جنون مورہی شخص کو شوریدہ سرِ آشفہ مزاج
 پر ضروری و لو کہ از خود رنگی نے پاؤں کے کیفِ جوانی نے آنکھوں میں پردے چشم بنایا گوشِ شنوا
 دیکھنے سننے کو باتیں سے غفلت بخود سے اگر کہی آپ میں آفاقی ہے صحبتِ نیت از سے جی پہلنے لگا
 یارانِ اہلِ اقرب و دم نکلنے لگا اکثر افسانہا عشقِ انکیز حکایتِ ہامی دامیر لکھتا سنتا بارہا لطفِ سحر طرازی
 اعجازِ رازی پر و تائثر ہنما آخر شعر و سخن کی طبعیت مائل ہوئی ہوز و نی کلام سے فرحتِ حاصل ہوئی
 مدتِ از تک کچھ کہا کیا آپ ہی ہر خیالی بیوہ مقالی کو دیکھ کر چپ کا کیا سبب عدمِ لیاقتی کے

Date

57960
27.11.65

ST 01

استادوں کی خدمت سے قاصر ہوتا اس جواب پریشان کسی مجموعہ کمال کے روبرو زبان سے نکلتا اتفاقاً
 ایک دن مہر سپہ سخی دانی تاج برج روشن بیانی دور دریا معنی طرازی آبرو بخشش کو ہر نکتہ پر دازی جناب
 میرا محمد صغریٰ علی خان نسیم شاہ خاقانی جہان بلاغت آفری عالم فصاحت حضرت
 حکیم محمد موسیٰ خان اسکنہ اسم کے فرادیس جنان کبھی دست میں شرف امتیاز ملازمت سے
 ممتاز ہوا حصول ولایت مہوس سے سرفراز ہوا بجا ذکر اذکار ادب اور وہ ہر ارشاد فرمایا کہ تو بھی کچھ
 موزوں کہ لکیر عرض کیا بہت بہتر اوسے جناب روح عنایت نے لکھ صلاح سے درستی ہمواری
 طبیعت نے لکھ یہاں تاکہ مدت ممتد میں قریب ایک کے فراہم ہو گیا بعد تر تریب لہاسی دیف کے
 بہلا چنگا ایک ذخیرہ باہم ہو گیا مگر افسوس نہ خدر میں کہ اہل جہاد باطلہ کا زور تھا ہر طرف میں والونکا
 شور تھا کلی کوپے میں سوادی بی بی تا دین جو انی دین انسان کم نظر آتا تھا ہر فرد بشران بیخو
 کے شر سے کہلاتا تھا وقت غل و غل خارج فوج انگریز و ہندوستانی کے وہ سرمایہ حیات مجھ سے
 چھٹ گیا ہمارا اثاثہ البیت کے کٹ گیا چند ہی ل کو نہایت قلق ہوتا وہ سے جگشوں ہاشعرو
 سخن کے نام سے نفرت ہوتی ایسے چرچے سے وحشت ہوتی آخر بقول شخصی شعر طبیعت کے
 ہو کا قلق چند روز بڑھتا ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جاگی بہ بعد چند سے پروہی سودا ہوا او
 ہرزہ خیالی میں مبتلا ہوا تب وجہ شاد استاد شعر پروہی بے اختیاری ہو گئی پھر
 وہی حالت ہماری ہو گئی بہ بالفعل بسبب دانی جو ہر شناسی میر کہ میر الشوری صاحب میر عیاش
 اعتبار فخر روزگار جیس شیم غطار و رقم جناب غشی فک کشور صاحب کے ان خرف بار چند
 کو پھر یکجا کیا تب وجہ برعکس نہ نام زنگی کا فور نام تاریخی اسکا منظر ارجمت ۱۲۰۸ھ قرار دیا
 ہنوز ان باریک بین جو بچہ و ان نکتہ چین سے امید ہی کہ اسے مایہ کے عیب نقصان کو دیکھ کر چین چین پر
 نلامیں اصلاح باصواب سے کہ طریقہ پاک نظر ان معنی شناس کا ہی کمتر نوازی کو کام فرامین تہمت

قصائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدہ اول نعت محمد بنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقریقین یزدتی ہی لباس غنیا
 خاک میں مل کر بھی ہی مجھ کو خیال خسرو
 منہ نہ دیکھا میری حسرت کبھی اسیر کا
 کچھ تو کم ہو جوش محرومی خدا را ای فلک
 فیض ارباب ہم سب قوت مایگان
 گہ میں بیٹھا عالم ایجاد کی کرتا ہوں سر
 میری سو کی رابطہ ہی صدوت مصرعیت
 گواہ گل ہون لب کن نہایت گل کی طرح

جسم عریان پڑا تو ہوتا ہی نقش بوریہ
 جاننا ہوں ہو کر کی سائی کو میں ظل ہما
 آج تک ہی صورت ایمان سیر پا رسا
 بہر چندی انقلاب لطف بخت نارسا
 کشتی درویش کو دست کرم ہی نا خدا
 دل مری پہلو میں ہی اُمید قدرت نما
 ایک ہیں معنی میں و فون ز ظاہر میں جدا
 مجھ کو سوی اصل ہے ہر کم نشان پ ہوا

میرا ہر نالہ دلیل مستند مقصود ہے
 سرسری ای شیخ میری نقشِ ہستی کو بجان
 عشقِ کامل چاہی فیضِ جانِ پاک سے
 امتحانِ گر چاہتا ہی دیکھ سینی کو مری
 جسکا ادنیٰ مرتبہ یہی کہ مثلِ روح و تن
 طلی کی نہ پڑے گرد و ن شبِ معراج میں
 ایک ذاتِ پاک تھی کوئیں میں دل کو عین
 معنی بیتِ دو عالم یوں سمجھنا چاہی
 عینِ کثرت میں پہنچا بندِ وحدتِ مثلِ شمع
 اک توجہ میں دو عالم کی حقیقت کھل گئے
 زندگی بخش دل مردہ تھا ہر حرفِ سخن
 سینہ حاسد سی پوچھا چاہی اوجِ کمال
 واہ ری عظمتِ خاکِ پاکو راہِ فخر سی
 اہلِ بنیشت تھی مگر بنیشت تھی مردِ مروت سی
 بسکہ فانیات حق میں تھے گراما کا تبین
 نی نیازی کی بولت حرفِ دولت ہرین
 کیا کہوں تجک ادب سے دل اتنا کوئی ستم
 دیکھ کر ہر عبادتِ سُنکی تسبیح و دعا
 ذرہ ذرہ آیت نہ تھا آفتابِ حشر کا

نہ نہامی کاروانِ ہونِ صورتِ بانگِ درا
 قطرہٗ ناچیز ہوں بسکین ہون دریا شناسنا
 رفتِ رفتہ نور ہو جاتا ہے پتلا خاک کا
 ہو رہا ہی مشرقِ خورشیدِ مہرِ مصطفیٰ
 ہر گھڑی آغوش میں تھا شناہدِ قربِ خدا
 جیسے عینک سی گذر جائی نگاہِ تیز یا
 فرشیوں کی نورِ ایمانِ عرشوں کے پیشوا
 تھی خبر ذاتِ مقدس نہ کہ کتابِ مستدا
 نورِ خشنِ زم تھی اور بزمِ سی مطلبِ تما
 قلبِ تہا لوحِ طلسمِ گنجِ اسرارِ خدا
 آبِ حیوان تھا وہیں لبِ لبّ جہ آبِ لبّ
 سو جگہ سی چاک ہی جس طرحِ مفلس کی دوا
 کیسے پختا تھا ہر ملک آنکھوں میں جامِ توتیا
 مثلِ دامانِ نگاہِ چشمِ اعظمِ پارسا
 دمِ بخود ہیں صورتِ تصویر کیا تھا کیا ہوا
 ہو گیا رنگِ شبنمِ بدنِ جبینی سدا جہرا
 جسکے سایہ تک پہنچ سکتی نہ تھی حصّہ ہوا
 عالمِ علوی سی آتی تھی صدایِ مرہبا
 صبحِ عیدِ بہشتِ جنتِ اوسکی کوچی کی فضا

ایکات پاک تھی صوف چار اوصاف
 واہری لطف تکلم وقت ارشاد بیان
 تیغ فی جسم کی تھی فرشتی خست یار
 کہینچے تیغ دوم جسم میان کارزار
 سامنی جواگیار ہے ہوا سو ہی عدم
 تھہری تسلیم کچھ ترک ادب کا پس کر
 چاہی ہر دم حضور دل سی یہ کہتا رہی

خضر فی عیسیٰ نفس موسیٰ سخن یوسف لقا
 حرف ہو کر لب سی آنا کشتہ علم خدا
 سنے نام زندگی خضر ہستی تھی مقنا
 روح کا فسد یاس سے کہتی ضمینا بقضا
 بنگنی شمشیر عریان جادہ و شمت فنا
 خاک تو لکھی گا اوصاف جناب مصطفیٰ
 امی شہ والا حسب صل علی اصل علی

قصیدہ دوم و مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکنند جاہ
 قیصر مان سلطان عالم محمد اجد علی شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہیکلی ہین دیدہ بخواب سی سد گواہ
 وسطی اپنی کی و نون ہین نہایت بی فیض
 بی نہاتی کو مری دیکھ کہ آنسو کی طسج
 اشک سی پھر میں قسمت نگر می دامن
 اشک آلودہ خون ہی ہی فریب تقدیر
 پارہ دل تہ دامن ہی ہی سان یا آنسو
 اشک یزی نہونی حیرت اندوہ سی کم
 تہا وہ غم دوست کہ صنایع ازل کی کی
 چین غربت میں سوا زخم جگر کے معلوم

دیکھتی دیکھتی مٹ مٹ گئی کیا کیا گوہر
 کیا مری آبلہ پای جنون کیا گوہر
 خود بخود ٹوٹ گیا آتہ جو آیا گوہر
 دیکھتا ہوں میں سد خواب میں یا گوہر
 دیتی ہین لعل میں کا مچی دہو کا گوہر
 لعل ایسا ہی مری سخت میں ایسا گوہر
 ابر تصویر بھی برساتا ہی کیا کیا گوہر
 اشک ہوتا میں بکڑ کر جو بساتا گوہر
 خوب بیدا کیا جب بحر سی نکلا گوہر

آبر و لاکہ ہو تمکین جو نہیں کچھ بھی نہیں
 وہ سب بخت میں یا میں اگر سایہ پڑی
 دل نہیں صاف تو کیونکر ہو قبول عالم
 دیتی ہیں اہل صفا اہل صفا کو قوت
 کس طرح جس میں جاتا ہے ہر ہی شے
 چھوڑا انداز غزل وقت قصیدہ آیا
 عذر شہیدہ سری ہی جو تجھی سن تمہی

قیمتی ہونہیں سکتا کہی ہلکا گوہر
 بیگمان قلب صدف میں ہر سویدا گوہر
 سچ ہی کیا خاک نظر پر چڑھی جو ناگوہر
 ضعف دل کی لپی لکھتی ہیں اطبا گوہر
 آج تار پریشان میں بیرون ناگوہر
 نہ لٹا بخودی شوق میں عدا گوہر
 مطلع صاف کہ ہر نقطہ ہو جسکا گوہر

مطلع تانے

غوری دیکھ نہ دیکھ دم والا گوہر
 لاکہ بقدری ورن ہی مگر اسپر ہی
 یہ دل جان بول جان صفا طینت کا
 دیکھتا ہوں اسی نور دل لوح محفوظ
 اس ہی ہی حشر تلک نیت نام ممدوح
 کرتا مل ہی تو چل منصف ورن کی حضو
 شاہ جم مرتبہ واجد علی فاقستان
 روز و شب کو ہوا اگر عزم تصدق آویہ
 شہرت دست کرم قابل نظارہ ہے
 انقلاب مسکی طبیعت کو اگر آبی پسند
 یوں ہیں چندی جو رہا حوصلہ و شکر

آبر و میں در مضمون ہیں سوایا گوہر
 مجوسی گر پوچی تو ہمسر نہیں اسکا گوہر
 آبلہ ہی جگر چاک صدف کا گوہر
 مارا پہر تابی جہان میں تہ دریا گوہر
 چند دم ہی سبب رونق دنیا گوہر
 نہ ہی شک سخن چاہی کہ اچھا گوہر
 بحر لطف و کرم وجود کی بکیت گوہر
 لعل خورشید بنی عفت شریا گوہر
 دیکھنی آتی ہیں دریا سی تماشا گوہر
 بحر میں غسل ہو اور کان میں پیدا گوہر
 عالم بحر میں ہو جامی کا عنقا گوہر

نیم خطہ ہی نہوں دست سخا کو کاسے
 بحر و نیسان ہی کوئی اسکی سخاوت پوچھے
 درفشانی کا یہ عالم ہی کہ ہر کوچی میں
 گریہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری سے
 سنے نیاز نہ اگر جانب دریا دیکھے
 بے تر تو عارض و شن جو کھائی اعجاز
 واشد عدل ہی کر عقدہ کشائی وہ کری
 رنگت رخ رعب سی ایسا ہودم زرم سفید
 قطربای عرق چہرہ سی نادم جو ہوئے
 آبر و بخشی جو برباد ازل کو وہ کہے
 مشتری ہمت والا ہوئی جسے اسکی
 آب یہ قطرہ نیسان میں نما نون کا میں
 معجزہ ہے سخن صاف لب زکین سے
 دیدہ کو رو کر خاک کف پاسی ملے
 اسقدر ہے مہر مظلوم پہ دستِ حمت
 نقش پا ہی بدلت نیت عالم ایسا
 دیکھ لی گرنکہ گرم سے ہنگام غضب
 دیکھ انصاف کہ صدمہ جو یا گردون
 اور اک مطلع روشن پڑھوں ایسا میں

ہمہ تن گزنین کو نین کے دریا کو ہر
 نظر آتی ہیں جہان میں تہ و بالا کو ہر
 صورتِ ذرہ نظر آتی ہیں صمد یا کو ہر
 بدلی خرمہر کی محتاج نہ گے گا کو ہر
 کم ہواک قطرہ شبیم سی زیادہ کو ہر
 دم نظارہ ہواک دیدہ سینا کو ہر
 روش غنچہ نسیم ہو شکفتہ کو ہر
 کہ بنے قطرہ خون تن باعد کو ہر
 چھپے جا کی تہ و امن دریا کو ہر
 صاف بنجای ہر اک ذرہ صحرا کو ہر
 لعل ہی دی کی عدن میں نہیں ملتا کو ہر
 ہوگا او سکے رخ صافی کا پسینا کو ہر
 ہوتی ہیں لعل میں سے یہاں پیدا کو ہر
 پیر کہی مگر بھی شب گور میں اعلیٰ کو ہر
 رکمتی ہیں گرتو تسمی کی تہ کو ہر
 جیسے ہوتا ج سر شاہ کو زیبا کو ہر
 یکہلی ایسا کہ ہو سیا کا ٹکڑا کو ہر
 سر گندہ بحر سے فریاد کو آیا کو ہر
 رگ جان جھونٹ ہوں مضمون مصفا کو ہر

مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| <p>تجھ پہ کیا صدیقی کرون ای شہ والا گوہر لاجرم بحر معائنے میں لگا کر غوطے سامنے جسکی ہی اک قطرہ خون لعل میں جلتے ہیں سببِ غمِ نظر اہل نظر فیضِ محبت سے تری موجہ نسیان ہی بان پاس ہے خاطر نازک کا ورنہ میں جنین دہن پر سرخ و کریمان زمین پر ہوتا لب تک آتی ہی مجھ بود عاریِ قبول ای خدا بحر معانی رہی جبک جارے جب تک قطرہ نسیان کی صد ہر مشاق مشغلہ ہو کفِ ہمت کا جہان میں ہر دم فرقِ اقدس سے رہی تاج شہی کو عت</p> | <p>اب نہ کہتا ہی میں لعل نہ دریا گوہر فکرِ غمِ خاص نے پیدا کی صدیا گوہر پانی پانی ہی نہ دست و و بار گوہر کہتی ہیں اہل صفا رشکِ مصفا گوہر ہر سخن کا مری مہم بہرتی ہیں دریا گوہر کم سی کم آج سی تاحشر لٹا گیا گوہر جس طرے فتنہ کا وہاں نظر آتا گوہر عرشِ اعلیٰ پہ لٹاتی ہی تمہیں گوہر جب تک فکرِ سخنور کر ہی پیدا گوہر جب تک بطنِ صدف میں بنی قطر گوہر شعرا کی دہن پاک میں بھرنا گوہر تاج ہو جو سلوہ وہ آپ مصطفیٰ گوہر</p> |
|---|---|

قصیدہ سوم مضیبا

| | |
|---|--|
| <p>کس طرح نہ دل تڑپی رک جان کی برابر ناکامی قسمت سی ہی مجھ کو تیرے دون تدبیرِ شام کو ہوتی ہی دگرگون نادم مری تدبیر ہی تقدیر سی ایسے روتا ہوں قسمت کو کہ رہتا ہی ہمیشہ</p> | <p>ہر دم ہی دمِ خمِ برآں کی برابر ہر روز تنہا شبِ ہجران کی برابر کیا کیا ہیں گرم گردشِ وراں کی برابر جس طرح پیشیاں ہوشیاری کی برابر گردِ آبِ ہم گرم کر یہ گریہ بیان کی برابر</p> |
|---|--|

آرام نہیں دے دے گریہ کر دے
 اندری گشتہ نصیبی کہ شب روز
 کیا کیا نہیں گشتہ تنہا میں جگر میں
 آنسو بھی خفا میں جو خفا ہے مجھ سے
 دشواری چنبش صفت فقر شکر کف پا
 کچھ مرنے کو پہنچائی ہوئی جاتی ہی علم کو
 عالم پر مری داغ ہو گلزار میں جا کر
 ہر شاخ نصیبوں سے مری تیر کی بجای
 ہٹتی نہیں ہم بدل پوس سی میری
 دو دجری سی نظر آتا ہی ہسان تار
 پروانہ تھیں سوز جگر کے نہ عدو کو
 ناقدری ورنہ سی نہیں بات کی قابل
 لیکن مجھے با اینہما ہر وقت ہی تسکین
 کہتا ہوں کوئی غم نہیں جامی ہی اگر شاہ
 واعدلی آفاق میں کمال صفت ماہ
 آتش مرا حوصلہ مجھ سے ہے بزار
 قوتِ عاجز ہو اگر اوسکی حمایت
 دانش میں فلسفہ میں فلاطون ہو کہ بقراط
 کس طرح بیان ہو کف ہمت کا فسانہ

چکر ہے مجھی گردش ورنہ کی برابر
 برباد ہوں میں گریہ و بیان کی برابر
 سینہ ہی را گنج شہیدان کی برابر
 رک جاتی ہیں اگر سر مرثکان کی برابر
 کہ ضعف سی ہی گوشہ زندان کی برابر
 امید مری عمر گریزان کے برابر
 شہر وں جو کبھی میں گل خندان کے برابر
 ہر غنچہ گل ہو مجھی پیکان کی برابر
 حسرت ہے مجھے داغ عزیزان کی برابر
 چھی سچ وطن شام غریبان کی برابر
 جلتا ہوں چراغ شب حرمان کی برابر
 ہر چند کہ ہوں ناظم شہر ان کی برابر
 ہر شکل دشواری ہی آسان کی برابر
 حم مرتبہ شوکت میں سلیمان کی برابر
 ہمیشہ جہان مہر و رخشان کی برابر
 دارا کو جو سمجھوں کہے دربان کی برابر
 روباہ بھی ہوشیہ رنستان کی برابر
 دونوں ہیں ہاں طفل دبستان کی برابر
 عالم میں کھنڈ ریز ہی نسیان کی برابر

افلاس کا لیتا نہیں دنیا میں کوئی نام
 احسانِ کرم میں کرمِ فوضی سی او کی
 حالِ غریب پر یہ ترشہم ہی کہ جیسی
 دلشاد و رعایا ہی یہاں تک کہ شبِ روز
 کیا خوفِ سیاست ہی کہ بجلی نہ پک کر
 عالم میں ہوا کہی ایسا نہیں آیا
 قوت میں شجاعت میں فنِ تغیر نہیں
 کہیں صفتِ اعدا میں جو ہنگام و غایت
 حاسد کو اگر چاہی گرفتارِ جبرحت
 کیا رستہ شوکت ہی کہ باہر میں عظمت
 کیا خاک لکھون قصرِ معلیٰ کی میں تعریف
 جبریل الٰہی سی جو اوڑی روزا بد تک
 نقشِ بگ کل تر تازہ و رنگین
 کیونکر نہ مجھی فخر ہو تقدیر پر اپنے
 گروہ تھی شبِ روز و لجانِ بکری
 یہ ابھی وہ رتبہ ہی کہ پڑھتا ہوں قصیدہ
 کیا حسنِ ادا وہی و بھی تو عجیب ہے
 جب دیکھی پیشانی و خسار میں و شن
 انسانِ پری کیوں نکرین حلقہ بگوشے

مفلس ہے غنی قیصر و خاقان کی برابر
 ہر مور کو دعویٰ ہی سلیمان کی برابر
 بیکس ہو کوئی رحمتِ یزدان کی برابر
 رہتی ہیں عائن لبِ خندان کی برابر
 چمکی نہ کہی سر میں ہتھکان کی برابر
 دیکھی ہیں ورقِ فتر دوران کی برابر
 رستم سی فزونِ سام و زیان کی برابر
 دریا ہو روانِ خون کا طوفان کی برابر
 تن پر سر موہو سر پیکان کی برابر
 فقیر نہ بیٹھے کہی دربان کی برابر
 رفعت میں ہر اک ذرہ ہی کیوان کی برابر
 پونجی نہ کہے قریبِ ایوان کی برابر
 ہر محن مکانِ گلشنِ رضوان کی برابر
 ثابت ہی کہ میں آج ہوں حستان کی برابر
 و حمانِ شبِ قبلہ و ایمان کی برابر
 سلطانِ اولیٰ الامر ہما زبان کی برابر
 کلہ پڑے کہی سلسلہ سلیمان کی برابر
 و نراتِ مہ و مہر و خشان کی برابر
 فرمان ہی تو قیصر سلیمان کی برابر

خطبی میں پڑھا جای اگر نام نہ اوسکا
تسلیم کہاں تک ہو سرح سراسے
ہنگام دعا ہاتھ سی دینا نہیں اچھا
جب تک وہ خورشید الہی ہیں ستار
جب تک جگر شمع فروزان ہی الہی
احبابِ نشاہ کی خاطر ہو جان میں
حاسد کو دکھائی فلک دشمن آرام
دن بہر ہی پروانی کی مانند پریشان

اسلام ہی ہویش کشیشان کی برابر
مانا کہ روان طبع ہی عثمان کی برابر
کہہ جا کی حضرت سوزان کی برابر
بی نقش قدم عالم امکان کی برابر
داغ دل پر روانہ سوزان کے برابر
ہر شام رخ صبح و خشان کی برابر
صبح شام غمِ شبان کی برابر
راتوں کو جلی شمع شبستان کی برابر

قصیدہ چارمضیا

کوئی میکش مجھی پہلو میں بٹھاتا کیونکر
صفت جاہم تھی بزم کہ عالم میں
نام ساقی ہوں کہ ہوں پیخان کی شہت
دور سی ساغر لب سبز جو یکہا میں نے
اٹسرح ہوں گایا ساقی دورانِ محب کو
بیکسی دیکھ کی روتی ہی مری صورت کو
جل کی دیتی ہی طعنی مری حسرت کو
کیا کروں کشاکش درد جگر کا اظہار
چپکی سنتا ہوں جو سنوائی ہی میری تقدیر
فکر پیہم سی دل جان میں گرفتار بلا

نہ بنا شیشہ باد نہ بنا میں ساغر
ہی سبب ہی مری قسمت میں لکھی ہی
اہلِ خانہ مجھی کہتی ہیں باہر باہر
پنی لیا دیدہ پر آب میں آنسو بھر
جیسی امتِ دار و فاکوئی یارِ دل
آرزو کہتی ہی کیا مرقی ہو اس جینی پر
کیا کہوں تجکو پڑین بخت پہ تیری پتر
اپنی ہستی کو میں دے بہرِ جہی ہستی و بہر
لجھا ہوش پہ رہتی ہی نہیں بان جن بہر
شام آفت کی گذرتی ہی مصیبت کے سحر

شکر و شکوہ نہ کسی سی نہ کسی سی تکرار
 تنگ آتا ہوں تو آتا ہی مری دل کو خیال
 داد خواہ ستم دہر ہوں اب کس سے کہوں
 دیتی ہی سنگی تسلی یہ صدای غیب سے
 عرض کر جلد یہ افسانہ حسرت اپنا
 شاہ واجد علی ایجادِ جہاں کا باعث
 جسکی کوچی میں ہر اک ذرہ تیرے چرخ برین
 بل کیا خاک میں یوں نام ستم عالم میں
 پر تو عارض پر نوری روشن ہی جہاں
 عقل میں شوکت و اقبال میں نہیر گردون
 غیری سوج بھی ہیں تابع فرمان و سکی
 پرورش قطرہ نسیان کی اگر وہ نگری
 گرسنی شہرت بخشش تو پی عرض سوال
 زرفشانی کی اگر وصف کہوں گا غدا
 درپراو کی صفیت پس نے برگ و نوا
 اس توقع پر کہ خالی نہ پھرن ہاتھوں
 غرق گوہر میں کری حوصلہ سائل کو
 بہر تکلیف ابد سوج تبشیم ہر دم
 خشک ایسا نہ تھک کا نظارہ کری

مجھ سی چارہ نہ الم کو نہ مجھی غم سی مفر
 ای خداوند زمین مالکِ سپرِ خضر
 جوشِ غم داغ ستم کا ہنس دل و روج
 ہاں نہو خستہ و دل ریش و پریشان مخطر
 آستانِ سلطانِ جہاں پر جا کر
 صاحبِ طبل و علم مالکِ تخت و افسر
 روز و شب جلوہ فشان ہی صفت شمس و قمر
 جس طرح طلوع بر باد کامیری اختر
 مثلِ عرشیدِ جہاں تاب ہی جلوہ گر
 نہ ارسطو ہی مقابل نہ سکنت در ہمسر
 آگ بھی کندی لاکھ برس تک تھک
 موتیا بند بنے چشمِ صدف میں گوہر
 گوری حاتم طائی نکل آئے باہر
 آرمقیش کی بنجائیں خطوطِ مسطر
 روز پیر تا ہی فلک اوڑھ کییلی چاد
 کاسہ ہر کہی ہی کہی ہی حاتم قمر
 جس طرح آب میں ہی غرق سہرا پاکوہر
 دہن نہجم عدو میں ہی زبانِ نجس
 کہ سیر تیر نظر تک بھی نہو خون میں نہ

آنکہ ستم کی جہاں جہاں اگر خواب میں ہے
 او سکی محفل میں ہم کیف زبان زینت
 حکم خدام کو دی غم و جلائے کا اگر
 اس قدر اہل غرض کی ہی نگاہوں کا ہجوم
 رفعت سے معلیٰ کی نیو پہنچو سرف
 یہ کوئی گہری کہ ہی عرش زمین پیدا
 چوٹ ہے سس لی اگر او سکی فضا کا عالم
 لب و دندان کا اگر عکس کوئی اعجاز
 اس قدر لطافت سے نشتا ہی ہر اک کو آرام
 وہ اگر طول شیش کو چاہی تا حشر
 آج تک مدح سہاؤ سکی نہ واحد حرف ہی کم
 کثرت خیال و حشم کا جو سنی افسانہ
 باتوں باتوں میں حضور شبہ تیسری تقریر
 میں جو سمجھا ہوں لب و روح تو اگو او سکی
 نگہ لطافت اگر سردی ہفت و کسلائی
 وہ نہ تیار ہی گرا پنی طرح تر تریب
 مجسمی کہتی ہی می فکر و نظم سخن
 پڑہ کوئی مطلع با آب کہ سن سکی جسے

ویکہ لی روز و غاقر و غصب کے تیور
 جام بردار ہی حجم آئینہ دار اسکت در
 مجمرہ چرخ بنی اخگر سوزان اختر
 پردہ چشم کا و زرات ہی پردہ در پر
 ویکہ بارہ در ہی چرخ برین ہی ششدر
 یا کہ ہر درجہ ہی بیت اشرف ہفت اختر
 ہشت جنت ہوش و زرق و برق آکر
 لعل گوہر ہو بنی لعل بدخشان گوہر
 کہ نہیں دل سیلاب ہی ہو مضطر
 پنچہ مہر سی ٹگری نہودا مان سحر
 شعرائی لکھی ہر چند ہزار و فست
 چوم لی آگی قدم و سبب ہی محشر
 ہوتی ہیں زندہ ہزار و ن ل مردہ اگر
 کیا کہوں خوف ہی جباب کہیں گے کافر
 مثل پا قوت کری دور حرارت خشک
 دفتر کفر کیوں بنطس آئے است
 اور صورت پہ دکھا طبع رسا کی جو ہر
 غرق حاسد عرق شرم میں ہوتا بلر

کوئی وعدہ ہو جہان میں پی سخت و فسر
 کر پڑی فرق عد و پر تو وہ صدقہ کمالی
 جان بدخواہ کو اکدم میں کہانی ہی عدم
 گردم سیر ہو منظور سواری کا سرج
 کیا کمون میں اثر کر م مزا جی سمند
 صر صر تیز قدم پاسکے کیونکر او کو
 تازیانی کا اگر نام ہی سن لی وہ کہے
 سرکشی کیا کری او سس کوئی پامال غرور
 آستان تک رسائی ہو کہ بھی خواب میں ہی
 کیا بیان ہو خدم و خیل و حشم کا او کے
 مختصر سخن طول و عابہ تسلیم
 کیا ترا حوصلہ کیا تیری حقیقت نادان
 صدق دل سی یہ دعا کر کہ الہی جب تک
 شاہ کی حاسد و بدخواہ وعد کو پھوٹیب

کہانی ہی گم ز شہنشاہ کی سو کند ظفر
 کہ بنی نقش سیم گاوزدین کا معطر
 تیغ ہی یا ملک الموت کے موج شمشیر
 ماچہ ماہ بنی کو کبہ محسبہ انور
 ترنو قطرہ عرق کا صفت آب کہ
 ہوش رفتار میں شوخی میں گری برق نظر
 ہو یہ جولان کہ نکل جا ہی گمان سی باہر
 در سو اوڑی سی انجم سی زیادہ شکر
 شکر کی سجدی کر ہی بھی ہیں جا کر قصیر
 اس قدر پس پہ کہ فقور ہی او فی چاکر
 مدح سلطان ہی بہت حد بیان ہی تر
 ہمہ دانی سی یہاں پہچانے بہتر
 جلوہ افروز جہان میں فلک و شمس و قمر
 گردش سخت سیوزش دل قانع جگر

قصیدہ بہار ایضاً

طبع رنگین تی کہلائی پیرنی و چار گل
 ویکر چپ ہی مگر کہتا ہی دل میں واقع
 ہمہ فنی سی غیر مرتبہ مرا ہو کیا مجال
 بلبل موزون فغان ہون شعر ہی میرا چین

پہر چرخ ہوش حاسد ہو کیا یکبار گل
 گلشن جنت میں بھی اسی نہیں نہار گل
 وہ گل بہ رنگ بو ہی میں نکست با گل
 نخل میں سیلے رنگین سنی بنجار گل

عطر بزی گرمی انفاس قدسی کی سنی
 راز دار شور و خاموشی ہوں کچھ مٹن اگر
 دیکھ نہ گیتی یاض فکر کی بی قصد ہے
 ہوں تہ کا ل جذب الفت میں گچا ہوں
 صالح کل مذہب سے سب سے مل جاتا ہوں
 لیکن اس گلشن میں قحط قدر دان سے ہوں خراب
 وہ گریبان چاک ہوں جاؤں اگر سوی چین
 ہوں جہ سوادی جو اپنی چاک سینہ مثال
 ہوں بیت آشنا کیا دیکھوں سیر بوستان
 داغ سو داغ حسرت داغ دل داغ جگر
 ہوش میں تسلیم آج نہ شکوہ دہر کا
 آرزو ہی اور کوئی مطلع رنگین سنا

زرد ہو شیرت سی مثل نگس بیمار گل
 گل سنی بیل خفا بیل سی ہو بیمار گل
 دامن ہر لب سی کرتی ہیں دم گذار گل
 چہوڑ کر بیل کو ہو میری کلی کا بار گل
 لائین کی میری لحد پر کا فرو دینار گل
 جس طرح ہو موسمی میں دل و خوار گل
 دیکھ کر محبو بنی اک دیدہ خوبسار گل
 کوڑیوں کی ہول کبھی ہیں ہر بازار گل
 میری نظروں میں کھمکتی ہیں شکل خار گل
 بچلی ہم چار باغ عنصری سی چار گل
 سنکے ہل پریشان ہی جگر افکار گل
 بی تکلف جس سے ہو ہر نقطہ اشعار گل

مطلع ثانی

غفلت فریب سے ہی بہرل میخوار گل
 موج پہی اعمت بار چو شش فصل بیمار
 جسطرف دیکھو نظر آتی ہی بلبل جد میں
 کہہ رہے ہیں باز دل ہمجنس با ہم شوق میں
 خوش ہیں سبز دل صیاد و گلچین
 کوئی پوچھی دل سی مینوشون کے اعجاز بیمار

پہول کی بدلی لی آیا ساقی سرشار گل
 کیا عجب بنجای اگر خار سرد یوار گل
 کر رہی ہی چھپے کرینفت سار گل
 مونس پر فائدہ بلبل شمع کا غمخوار گل
 ہنس رہے ہیں دیکھ کر مثل لب شیار گل
 ہوئی نقش و نگار خانہ خمار گل

آرہی ہیں کہتیں ہر سمت سو سونا زہری
 شور میں لاکر دل بیل کو چپ ہیں نازی
 نور بخش دیدہ معذوری دید چمن
 شکر قسمت کیا کروں مجھ کو دکھایا وہ چمن
 مدح و اجد علی شہ جسکے قد جاہ پر
 اس چمن آبا میں نقشہ ہی سراپا باغ کا
 گر نگاہ کم می لگی اوسکی قصر جاہ کو
 ہو جو پیدا شوق طرہ ہوشن بیل کی طرح
 روی کشن کا پڑا پر تو جو وقت سیر باغ
 جوش غفلت میں ہے کیا کیا مدح نگین کا خیال
 سر کی بل آتی چمن سے آپ کی پاؤں کو
 گزراں قہر ہو دلیں ہوا سیر باغ
 تم یہ صدہ کرنی کو پست بلند و ہری
 شہرت افزا جیسی ہی نگین مزاجی آپ کے
 صدہ ہمت کے پنھنوی بی نیاز می ہرین
 بن کی گلستہ جگہ پائی ہی جیسی ہر مین
 طول مدت کا کیا تسلیم وک اپنی زبان
 وقت حیرت چمن سے گزرن کی سامنی
 اخی اجد تک کہائی سوزی دل گریبان

ہو رہی ہیں یاد کار طبلہ عطار گل
 بن گئی لطف مزاج شاہد عیت گل
 کیا تعجب گزنی چشم اولی الا بصار گل
 ہر گزری ہی وقت چمن میں تکرار گل
 چرخ ہی آبی رضائی کہکشان ہی گل
 زلف سنبل چشم ز گس ستر و قد خسار گل
 مردک بجای بہر دیدہ غبار گل
 اوٹکی پونچھی باغ سی تاکوشہ و ستار گل
 ہنگنی مانست خاطر طالع انوار گل
 خواب میں کہلا رہی ہیں طالع بیدار گل
 کہتی کرماند نکست طاقت رفتار گل
 خون دشمن سی کہلائی شاخ مغل و ار گل
 آسمان کہتا ہی نجم و ہن کہسار گل
 ہو گئی سیری طرح عالم میں ہمقدار گل
 میں تو کیا فصل ہر گزرتی ہیں ہر مند گل
 کہتی ہیں باغ جنان سی مثل زرخ عار گل
 ہو سہا و اتار کی سی قدردان کو بار گل
 بھیج باغ مدعا کی جلد تر و چار گل
 شعلہ ہی جبتک حضور مرغ آشنوار گل

اخی جیتکے یاضد ہر میں مشہور ہے
 رزم گاہ و وجہاں میں ناوک موج کا

بہر زخم داغ بلبل مرسم زنگار گل
 خون عدا سی ہی ہر دم لب سو فار گل

قصیدہ ششرا یضا

نغمہ سنجی کی قابل فی ستر ارفغان
 لاکھ چہیری جی شغل طرمنہ کی چہ کتنا نہیں
 ہر طرح پوشیدہ حاصل ہی مجھ کو غیب سی
 ہون بان بیزبانی ریزوان اگاہ ہے
 غیر لائی گا کمان سی لطف مضمون بلند
 چاہتا ہی دخل ہیجاسی کرئی ل میں جگہ
 بسکہ ہون فیض سرم دلوی سی کامیاب
 آفتاب صبح عشرت ہون ولیکن دانخت
 بوی گل ہون گل کو بھی صحبت می ہی ناگوار
 میں ہوجا خواہ اسیری اپنی آزادی ہی معین
 جز پریشانی شریک ماتم مستی نہیں
 خاک کی پہلی غبار دل بھی صبریں شریک
 کہہ کیا خانہ خرابی نے دل برباد میں
 عین بستی میں خیال سر بلندی ہی بھی
 شوکت تخت سلیمان تنگ بہت ہی مجھ
 حریف وہ ہون کہ مکت پہنہ ہرگز سکون

بلبل اتھویر ہون کتنا نہیں گویا زبان
 بند کہتا ہون تنگ غچہ پیکان دہان
 سینہ میں بانہ دل ہون ل میں ہون مثل کمان
 میری خاموشی ہی میری اٹلی طرح بیان
 قابل پرواز کب ہی شہیر زاغ کمان
 بد کمان مجھ کو ہی سچا ہی مزاج قدردان
 گنگ ہی آگے میری حبان دایل کی بان
 ہوتی ہی شام مصیبت سانی سی عیان
 ہون بکرو حی ہی اپنی طبع نازک پر کران
 تنگ ہی حشت پیر وسعت کوں مکان
 ہون بکرو وجہ داغ آہ بزم ملیسان
 جی بہرائی کر میں بکھون سو کشت عفران
 آج کل ہی اپنا سینہ غیرت ہندستان
 ہون تی آشنا مثل غبار کاروان
 گرچہ ہون منت کشر یا بوس موزنا توان
 کلاقت رت گیت لکھی سون رومی امتحان

گرمائی ہو پیدا بعد سے جانمو
 رفتہ رفتہ اب بدولت بی ری کی ہرین
 اتنی ہی ہر جانہیں ہر شجہ کی خیال
 تاکون پیدا نہ شکل قمر صرمان پر کاروار
 سخت مشکل ہو گیا دم بہر ہی جینا دہرین
 عرض میں کس سی کون یا جبرائی کیسی
 دیکھنا کیا کیا فریب ز روی ہون اب
 مجھ کو سو دای سر گیسوی سخت ارجمند
 ہوشیار ای خامہ بیوہ سپہا ہوشیار
 گل کسلا یا چاہتی ہی آید فصل ہر
 پروکھاتا ہی ترقی جو شہستانہ سر
 پزنگاہیں ہونڈہتی ہیں مجمع احباب کو
 بی تعلق ہون تعلق کی تناسی مجھے
 صورت آ دم جو دیکھون چاک پہلو اس کٹی
 مطالع مضمون کا یاد آیا ہے مجھے

میں میری قاف نہا وہ ہی گرد کارون
 بن گیا ہوں اعتبار وعدہ وصل بتان
 کون آن وارہ کیوں ہر ہون رہتا ہوں کلن
 مجھ کو چاہی نہیں بیتا ہی بخل آسمان
 خضنی کیونکر بسری آہ عمر جاودان
 دوست دشمن خویشین بگاہ سنگر مہربان
 بان انصاف کرنا غمکسارت دوان
 اور وہ زنجیر پیکر غفلت خوابان
 تاکجا وقت بان آئیں رسم شاعران
 رنگ لا یا چاہتی ہی اور آہنگ فغان
 کرتی ہی پزنا ز معشوقانہ طبع نوجوان
 پزری ہی پیری آنکھوں میں نیم وستان
 لپٹی جاتی ہی ہر اک تصویر یوار مکان
 مثل جو اسیکرون پیدا ہون خیل ہوشان
 جس سے پیدا ہی عروج التماس قدسیان

مطلع ثانی

اوج دکھلاتا ہی حسن بہت فطرت زبان
 دیکھ کر جو بن بہار سبزہ نوخیز کا
 چوستا ہی ہر دبان غنچہ گل باغ میں

بوسہ روی زمین لیتا ہی کہا کیا آسمان
 گر گیا نظرون سی حسن سبزہ روی بتان
 نرم ہو کر بن گیا ہر خار بلبل کی زبان

جوئیستی میں جوانانِ چین کے سامنی
 دیکھ کر مستون کو دخت کنار جام سے
 عرضِ رضوان کا ہی نخوت نہی چیتا جو
 خستہ آوارہ و رسوا ذلیل و بی وطن
 منبرِ شاخ پر پڑھتی ہی بیٹی عندلیب
 جسکے ادنی ریزش نہر کی بدلت ہرین
 پڑکئی تھی اک نگاہ ہر جور و زلزل
 عادل و سکیں نواز و جرم بخش و ظلم گاہ
 نکست افشانی دامنِ شمیم خلوت سے
 گرسنیِ تقریر روح افزا تو فرطِ شوق سے
 ہر کدای و ہرین فیضِ جبین سائی سی شاہ
 یشتِ دشمن سپاگر پڑجای سایہ تیغ کا
 جس گھڑی کبھی نگاہِ قہری سوی عدو
 تیغ او سکی گریبانِ عرصہ رستم چلی
 دیکھ کر وجہ مراتب سینہ گردون بچاک
 ہوں یہ حیران اسکی سرخوش عنان کو کیا کہوں
 یا تو ہریت راری یا مزاج گرم یار
 کہ خلافتِ ای عالی بند و بست ہر ہو
 رفعتِ قصرِ علی کی لکھون تعریف کیا

چلتی ہی بادِ صبا کرتی ہوئی گیلیان
 ٹپکی پڑتی ہی بیک ٹپک چشمِ افشان
 بنگیا معشوق بی پروا مزاج غیبان
 پرتی ہی ہری طرح بادِ خزان بختانمان
 خطبہایِ مدحِ جدِ علی شاہِ جہان
 مختصر ہی طولِ امان میں و آسمان
 آج تک ہی کاسہ خورشیدِ نورِ رُفشان
 صاحبِ دو سخا و دستگیرِ یکسان
 ہو رہا ہی حلقہٴ آغوشِ عالمِ عطردان
 بلبیلِ تصویرِ ہر گفتگو کو لے زبان
 بنگیا ہی داغِ سجدہ کو کپِ بختِ جو ان
 بطنِ بادِ رسیِ عددِ زادہ ہو پیدِ خستہ جان
 عافیت پیدا کری تاثیرِ مرکِ ناگمان
 آئی کو سون بہرِ استقبالِ شورِ الامان
 وای نادانی کہ ہم بھی ہیں مسکو کہکشان
 نبضِ سہل یا نظرِ جلوہ برقِ طپان
 یا پری یا رنگِ جست یا تصویرِ یاکمان
 دورِ دوران کی طرح برہم کر کیبِ جہان
 تارکِ عرشِ برین ہی رہے چترِ سائبان

خاک ہو بسہ سیرستان پاک کا
 کہیں چلتے ہیں انکھ میں جن بشر غلمان و حور
 عالم علوی سی او سکی دلفریبی پوچھی
 اس قدر طبعی دنی غیرتانی وقت ہمسر
 او سکی کوچی گئی انکھ میں رشک انفاسِ بحر
 کیا مصفا ہیں و دیوار جسکے سامنے
 چرخ پر حکم قضا سی بہر تزیین و صفا
 قصر والامین سرور غفرانی فی انامیکیز
 رہرو دین نبی ہی اس طرح بی کیفیت و کم
 شوکت اسلام و کلامی اگر وہ شاہدین
 ذات او سکی دشمن تجا نہ مانند خلیل
 آفت امید کا فرط طیف جان حق پرست
 حکمران ملک جان سر دفتر دیوان دل
 آسمان تخت دولت آفتاب عرش جاہ
 بہترین نقش حکومت اور دارا حشم
 باعث تسکین دل آرام جان بستلا
 تاکجا تسلیم خوش رخ خوانی بان خموش
 لاتا و تھا بہر دعا جلدی کہ بام عرش پر
 ای خدا جب تک میں نظم ہی خاطر فریب

پستی گار زمین ہی اوج فوق فقدان
 ہو گیا ہی سہرہ بیشتر غبارِ آستان
 گرد پرتی ہیں تصدق کی لہری آسمان
 چپ با آثر نگاہ خلق سی باغ جنان
 او سکی چو کہت سجدہ آموز جبین انشون
 دیکھ لیتا ہی بشر سب دل کی اسرار نہا
 صورت جاوہر بنجانی ہی شکستہ شان
 شمع روشن جہ طرح محفل میں یاقالب میں جا
 جیسے خط استوا پر آفتاب آسمان
 پانی پانی ہو کی یہ جامی مل سنگ بتان
 مسجدوں کی واسطی داؤد ثانی ہیکل
 برق کشت شرک ابرو بہار مومنان
 شوکت دین محمد قوت اسلامیان
 مشرق صبح سعادت مطلع نام و نشان
 داد کر نوشیروان شمشیر زین جنگیز خان
 لمعہ نور خدا روح تن روحانیان
 ہو رہی گا پہر کہی طبع رسا کا امتحان
 کب سی ہیں آلودہ آمین لب و حانیان
 محو ستانی ای خدا جب تک ہی سہ شاعران

ای خدا جنتک بر نشان حال می آید سخن
شش جهت بر غیب میوه کو حال می

اگر معنی ای خدا جنتک بر سوای جهان
شکوشت اقبال مجاهد دولت نام نشان

قصیدہ علم درح عالی مناقب والا صلب محبت با باخان امام اقبال ریسورت

مژده مرکب عدوی انقباض روزگار
راتن بخت بلند هر می پیش نظر
بوشن خاطر بود راهی داستان لبت و دست
طرف سامان طرب آتی آتی تازبان
سینه صنفی می صحن بزم عشرت آج کل
کاروان اشک حسرت نی کیا ترک سفر
فرق لایا جویش شادوی خاطر عشاق بین
پاک می آغاز مطلب تمهید انجام می
روح می مجروح جانی می او کی تا فلک
جوش مستی بین سحاط توبه و عذاب کمان
چمیرتی می خاطر مشتاق کو موج نسیم
مطلع رنگین چمن پیرا باغ فکر به

آرزو بنکر نکلتا می مری دل می غبار
شوخیان و کمدار راهی ابلق لیل و نهار
عرض مطلب لعل هو جاتا می وقت ختصاص
نغمه بختی می فریاد دل بی اختیار
رقص شادی کرد راهی خامه مضمون نگار
سینه عشاق کی مانند خالی می کنار
جای ناله فتنه هوتا می منته می آشکار
هر تمنایین می طول رحمت پروردگار
آج کل موج هوا کرتی می کار نو و افکار
ساقیا بر خیز و همت کن شتابی می بیار
گدگداتی می طبیعت کو هوای لاله زار
دامن اندیشه می هم رنگ دامان بهار

مطلع ثانے

زندگی کیا مری می این منت کشفی و بهار
بسکه می جوش طوبت آتی آتی تاز بین

هورا می سبز نخل شعله شمع مزار
سبز بر لائی اگر بوی کوئی ششم شزار

کیا تعجب اگر ریش سفیدِ خدیو
 آپ سی باہری کیا کیا ہر گل تر باغ میں
 شوخ چشمی گنس سیاک کی مین کیا کہن
 ہر حباب آبجو مشتاقِ حُسنِ دوست ہی
 دوکڑی ہی ایک عالمِ نظیرِ آئنا نہیں
 عقدہ زلفِ صنم کی نکلتیں ہیں باغ میں
 رفعتیں و کملا رہی ہیں خاکسارانِ حین
 واہ کیا فیض بہار ہی کہ بربادی میں ہی
 گوشِ بلبل کو سنا تا ہی لبِ گل ہر طرف
 جسکی احسان و سخا و جود عالمگیر سے
 حُسن و پایا کہ شب بہرِ شتیاق و دید میں
 دیکھ لیکن خواب میں جلوہ جمالِ پاک کا
 جلوہ خورشیدِ تابِ ماہِ سی و شن ہوا
 دیکھ کر صرفِ سخاوت کہتی ہی حاتم کی روح
 ہوا اگر سو مرتبہ صبحِ ازل شامِ ابد
 صفحہ کوئین پر لکھیں کہ امانا کا بتیں
 آب کو ہرنی و دم شششق و کملا یا کمال
 ہر بحرِ بالا قصبہ آسمان میری طرح
 اگر نہ افسانہ ہرأت تو فرطِ خوف سی

سبز ہو جائی بربک سبزہ خسار یار
 کرتی ہی دل میں جگہ گلابا نکلیا ہوا ہزار
 جہانگشی ہی پردہ برگِ شجر سے بار بار
 صدوتِ آغوشِ بجاتی ہی موجِ جویا بار
 ہو کیا خصتِ مزاجِ باغبان کا استبار
 بنگیا ہی دلِ غلامِ نافہ مشکِ ستار
 سرمہ چشمِ فلک ہی گلشنِ کاغذ بار
 آج کل سورتِ پیر ہی سبکو کمانِ سنوار
 مدحتِ نوابِ بابا خانِ والا ستار
 ہر کدو بی سوا ہی مثلِ قارون بالدار
 پیر کردون ہی کواکب سی سہرِ چشمِ زار
 حضرت یعقوب کو ہوا یوسفِ ناگوار
 داغِ رکتا ہی جگر پر شاہِ دلیل و نہاد
 ہمتِ والا کی صدیقی جودِ جہان کی نشان
 اور ہو پیدا ترقی حنفیہ ہر دم ہزار
 ہونہ تو ہی اک عطاری نیمِ خطہ کا شمار
 کشتی درویشِ طوفانی ہونی انجام کار
 اک نگاہِ مہر کا خورشید ہی امیدوار
 بنضِ سہل کی طرح ترقی رک سفند یار

۲۲
ضرورت تیغ و دیکری و عید افروغ هو
خنده زخم دل و شمن سی و پاهای عیان
هفت خان بی قصه باز بچه گاه و دکان
کیا لکهن تعریف میر با سپهر رفتاری
و ده سبک خیزی بی چشم و پر که مدحی پادشاه
نعل و شمشیر و دیکر جلوی یقین آیا مجھے
گر گدائی گر خیال تیز رفتاری اوسی
یه جهان تنگ و سخت قابل جولان کهان
وصف و بخشش خدائی اکیفات پاک مین
گر خلافت ای عالی نوحه و صرف عیش
به رخ گری گردش فی آخر کچه نه بچه پیدایا
ملکوت روتی خدائی کردیانه پیر نلکین
لکهنوی تسلیم مصرع بی تاریخ سال
که چکی کمنا تها جو کچه همو خوش فکر مین
یون صریر ملک سی پیدایا رستم آگهی
انجی اعالم مین بی جسو قیاس پست و بلند
از ان نیایا خدا جبتک ملون و مست
آندوی بیولو مد و حرم هر دم مین

صوری سکره روح و تن هون با هم همکنار
رکتی بی سامان شادی مرگ تیغ آبدار
رستم جنگ ماهی ایک طفل نیسوار
توسن اندیشه بی و امانده ناست غبار
خواب حست مین و سکی فرقی ی زینهار
مین هلال و بدر جوش آند و مین همکنار
گام اول مین ابدیاتی ازل کا اعتبار
عزم جنبش سی کری طی عرصه و ز شمار
بر زم مین جیشید وقت نعم سام شمسوار
کیف عشرت مین هو پید اغفلت خواب مزمار
آکی مرکز پیر هوا اقبال و دولت کا قرار
اوده گیانی اختیاری کا جهانسی اختیار
موج آب رفته پیر آئی میان جویبار
لی رها بی چنگیان دل مین خیال ختصاص^{۸۸}
ای حریص عا وقت عا بی شویار
ای خدا جبتک مین و آسمان مین قرار
ای خدا جبتک عرو مین هر بی اعتبار
مطر و جنگ و رباب و ساقی و مینا و یار

عوضاً عن مکمل کا فضل خلاز زمان
بین عین مکملین نون و نون و



مطالع مشرق کشفی طبع منقح
کتابخانه

بسم الله الرحمن الرحيم

رویت لائف

عاشق دل خموش ہی حُسن قدیم کا
 لکھون گراؤ سکی قامتِ لائف دہن کی وصف
 سوزِ غم فراق میں برسوں پہکا ہونہیں
 ہر وقت آ رہی ہی آہوا بل غ قدس کی
 جب سی دل حزمین ہی گزر گاہ نور پاک
 محتاج ہوں غنی سی نہیں تہی میں کم
 صنعت کو او سکی دیکھی دیوانوں کی طرح
 میں کیا جو ہو سکی گنہ حقیقت کو پاسکون
 پہکتا ہی دل فراق میں اوس نو بہار کی
 عشقِ مسیح دہر فی ایسا کیا ضعیف

یہ بیزبان رقیب بنا ہی حکیم کا
 میر سخن ہو عفت دہ لائف لائف ہم کا
 اب کیا جلائی گا مجھی شعلہ حیم کا
 کسکو دماغ خستہ موجِ نسیم کا
 مسجود مثل کعبہ ہوں عرشِ عظیم کا
 نظار کی ہوں حلقہ بابِ کریم کا
 چنتا ہی تنگی دا ہمہ کیا کیا حکیم کا
 گل ہے چراغِ ہوش بیان ہر فہم کا
 جو بن ہی داغ پر گل باغِ غیم کا
 عالم ہی جسمِ زار پہ نبضِ سقیم کا

خواہاں نہیں میں آپ کی لطفِ عمیم کا

عاشق ہوں کوئی حاصل ہر نگاہِ رحم

تسلیم کچھ میں شاعرِ نکمیں بیان نہیں

گلچین ہوں اپنی گلشنِ طبعِ سلیم کا

۱۶

۲

نمونہ ہی مرا سیدنہ بہارِ بہشتِ جنت کا
چراغِ شامِ بکس ہے شاردہِ اغِ حسرت کا
یہی جاتا ہوں مانِ دل میں تیرے کی باریک
کہ انگشتِ شہادت ہو گا شعلہٴ شمعِ تربت کا
پکارا وہوں کا بیابانہ لیکر نامِ حضرت کا
کہ ہر داغِ جگر نقشِ ہے مہرِ نبوت کا
ہر اک خمِ دل صد چاکِ روازہٴ ہی جنت کا
لکھوں گراں ہورِ ناتوان پر صوفِ عظمت کا
چمٹا جاتا ہی دہنِ باہمی امیدِ رحمت کا
سیہ کاری مری مری زنجیری شفاعت کا
کس نے اب کو مشرودہ و بھی فردوسِ جنت کا
گر بیان ہو گا میری بات یہ ہیں حقِ قیامت کا
سہارا ٹوٹ جاتا میری دل کی طرح امت کا
گنہ کاری کا مجھ پر خاتمہ تیرے شفاعت کا
خدا داد واد ہر بھی کوئی جیسا اب حسرت کا
کہ نقشِ پامی تو نقشِ پا حضرت کی امت کا

گل افشانِ عشق ہی ل میں شمعِ درویشِ شر کا
تیرے عشقِ مینہ سی دل لریک وشن ہی
کہ لکھیں گے قبلہ رخ تربت پیرِ ہولِ نکس کے
رسالت کے گواہی دے گا میں دل تفتہ مرکز ہی
جہنم کیا جلای گا مجھی جنگِ آؤن گا
عجب کیا گزشتی گورین میرا پھین کلمہ
شمیمِ خلد آتی ہی شہیدِ تیغِ الفت کو
لبائیں بس مجھی شہیرِ جبریلِ محشر تک
عتابِ گنہ گاہی ہی شفیعِ عاصیانِ کتب
یہی شہمت اگر ہی تو معاذ اللہ محشر میں
تمنا ہی مجھی گز بہر میں کی کوئی قدس میں
نہ جائی گا یہ سودا خاطرِ ہم می کرب ہے
وسیلہ گز نہوتا آپ کے وعدی کا محشر میں
تھوڑ جب مریں تا ہوں تو یہ انصاف کہتا ہی
ہزار و طعن میں آتشِ سوزِ جسمِ سہمی
بلند یکاروں کہا شکاری تسلیمِ سہمی میں

لکھا ہی کی غم مٹون غم کھارے وان کا
تعلق کی ہی باقی ہا زلف پریشان کا
عیان ہی کی ہلی مان بہاوت ہای ہیان کا
مجھی کیون دیکر جلتا ہی لہر مسلمان کا
اسید نفع بجا ہی تپا کا ابل نعت سی
بہل جاتا تو ہی کچھ دل غبار وشت حشیت
دل برین میں لکھوں آن زوین کی شوقی ہین
رولایا مجھ کو کس پر وہ نشین کی پارسائی فی
نموظ کی ہوئی بوسہ لبوں کا کون پاتا ہی
مقدور ہی ہی تو کل پہونچ جائیگی جو کہ تک
دکھا دیتی ہی جلوہ روز عشرت کا شب ماقم
وہی گریہ ہی ناری ہی شہون ہی فن میں
مجھی سیاد ظالم کس خطا پر ذبح کرتا ہے
وہن ہی جانی نہ داغ دل کی لو نکلتی ہی
تماشا شبیم و گل چمن میں خاک دیکھیں گے
شکر و اشد دل سی سدا محروم رہتی ہین
فراق یار میں جینی سی مرنا سخت کل ہی
برنگی می گل عیان سیر کی باغ عالم میں
شباب آ یا نہیں ہے ہا تو انی بڑھتی جاتی ہی

جواب فتر کن ہر ورق ہی اپنی دیوان کا
ملا قسمت سے بہر و فن تخت سنبستان کا
کہ عالم سبزہ تربت پہ ہی شمشیر عریان کا
نہ گل امان و زرخ کا نہ بیل باغ رضوان کا
ملا ہی کسکو پانی چشمہ و سر درخشان کا
ویا ہی سادہ غوبت میں پریشان فی پیشار کا
ہمارا سینہ کو یا نقشہ ہی شہر خموشان کا
کہ کشتہ کیا نہ شکون نے کہی امان مرگان کا
اجاری میں حضر کی اسے چشمہ آب حویان کا
اشارہ ہو چکا ہی آج ہم ہی ونکی زبان کا
بنی ہی شام غم کو نہ گھٹ جس جرم خندان کا
بنا ہوں حق خوان غمنا نہ شہر خموشان کا
چھو اپٹانہ کوئی پہول توڑا اس گلستان کا
لیکھ دینی لگا شعلہ چسپاں غریر امان کا
یہاں و نا پڑا ہی ہم کو اپنی زخم خندان کا
نہ پہولا باغ عالم میں سید غنچہ پیکان کا
بیان ہونا زکیا و شواری تکلیف آسان کا
سب کو وحی نہی زاوٹھانہ ہم سے ہی اپنی امان کا
بنا ہی ضعف ہے بہر و شست عمر گریزان کا

| | |
|---|---|
| <p>مردین نو جوانی کی بر آئین عہد پیری میں دلِ ناکام سی داغِ الم دم بہ نہیں ہٹتا ملا ہی کو سنا رشکِ سمن باریکے جس سے رفیقانِ جنون کی آمد و خصت برابر ہے کٹی عمرِ دوروزہ مثل شیشہ بزمِ عالم میں</p> | <p>کٹی شبِ جگو گویا کھلا دروازہ زندان کا اجارہ ہو گیا ہی خانہٴ مفلسِ چہرمان کا گریبان پر کمان ہی منِ صبحِ گلستان کا کشتیا ہی نکلتی ہیں ہی خارِ غیلان کا نہ سر پہ کیا مہنی لیا احسانِ سامان کا</p> |
|---|---|

| | | |
|----|--|----|
| ۲۵ | <p>سنو کچھ اور بھی تسلی میری نالہ منوں ارادہ ہی ترقی پر ابھی طبعِ سخندان کا</p> | ۲۶ |
|----|--|----|

| | |
|--|---|
| <p>تماشا جامہ زیبی دیکھی گی خونِ شہیدان کا جنون میں ہی شریکِ کسی ہوں جسمِ بے جان کا اجل محرومِ ہر جائی کوئی بوشہ و ندان کا دلاتا ہی ہمیں کیوں یادِ عطا صبحِ فردا کی ٹپکتا ہی نہانی میں جو قطرہ اوکی بالوں سے وہ کافر و دین کی سخت کوس ہی میں جاتا ہے صبا اوڑتی ہوئی لائی خبرِ جیسے کہ بلبل کی جنون میں یہاں تک جھکا گیا ہی نہ توانی سی میں ہتھ قدم ہوں گرمیِ فتناری سیری ملا شریار کی گشتِ تکی مرکز ہی باقی ہی پیشمان کہی منہٴ سنہٴ سنونِ ضعیفِ صبح ہوئی جب و خصت جسمِ بیرونِ نظر آیا</p> | <p>گریبان پر ہیں میں ہی ہلالِ عیدِ قربان کا کہی صبحِ مہ و سن کہی ماتمِ گریبان کا کہی سیری حق میں بیوتی ہی قطرہٴ آجوبان کا غمِ محشر کوئی صد نہیں ہی شامِ ہجران کا گمان ہوتا ہی زلفِ شکن پر انیسان کا اسی خاتمہٴ پنجیس ہوز اہد کی بیان کا گریبان گل فی پہاڑ اسو کی غنچوں نے منہٴ بانکا کہ مجھ کو حلقہٴ زنجیر حلقہ ہی گریبان کا بنایا جاوہ صحر اکورشتہ شمعِ سوزان کا بگولا پر رہا ہی آج تک خاکِ غریبان کا کہ تو فی فصلِ گل میں کہ لیا پڑہ گریبان کا گیا ہمراہِ یوسف کے وہ جوین کٹی زندان کا</p> |
|--|---|

فلک فی شکل بدلی فصاحت و زویر صلیح کے
جنون کے جوش میں کیا زندگی گنتی ہوئی ہے
انکر ترقی نہیں اعلیٰ کو صحبت سپت فطرت کے
کیا ہی تیرا بران اس قدر ہر قسم قاتل نے
بکستہ ہونے میں کیا شعلہ طفلان شک محرومی
اوہری قافلہ لاکھوں گنہگاروں کے جاتی ہیں
جنون صحرائیں ہی اگر نہ آزادی ملی ہما
گملا کر گری سوز و رونا کر دیا پائے
ابھی تک کہ میں بیٹھا غیری باتیں بناتا ہوں
جسم ہو کہ طوفان کہتی ہیں کچھ دیکھی ہو
جنون بہر کفر سوا انکار نش غریبان کو
اوہ زمی دوست جنوں طرفہ تاشا ہی

عجب ہی بکستا ہونے میں شب تکلیف بھران کا
کرم ہر وقت غریب کا سدا احسان بیابان کا
ہوا و امن گروہ الودہ عکس ماہ تابان کا
کہ پہاڑ میں دانازک ہی شہنشاہ پیکان کا
پیشیاں میں شمع و مہر کا نہ شرمندہ گریبان کا
الہی عالم رحمت میں کیا ہی قسط عصیان کا
یہاں ہی حلقہ آہ و بکا تباہ حلقہ زندان کا
بتائی کیا بتا قاتل دل مجروح پیکان کا
جہازہ اوہہ کیا غافل تھی ناکام بھران کا
دل پر سونکا صدقہ تصدق چشم گریان کا
کہ جس پر پردہ پوشین کسان امن بیابان کا
چمکا آتا ہی سوی پائی ہیں سر گریبان کا

مقابل آج ہی تسلیم خستہ دل معنی سے

خدا یا آبرور کہنا تصدق شاہ مردان کا

۵

۳۱

تیرے خنجر بیانتک پاس تھا قاتل کی امان کا
گران ہوا ہی جنون کیا دلچ صمد سنگ طفلان کا
وطن میں تازہ وار و ہون طبعیت گم کیا پہلو
وہ عالم قتل ہو گا اک نگاہ ناز سی تیری
کہہ ہی آہیں نہ دیکھا اور کچھ جزا شک محرومی

بزرگ شمع کشتہ جیل کیا خون خچم خندان کا
کہ میں چن پرورش پایا ہو سختی دوران کا
ابھی پہاڑی آنکھوں میں ہی نقشہ بیابان کا
ستار کسکو دی کا خون بہا خون شہیدان کا
ملا تقیر بھی دامن بھی و امان شرکان کا

مہ نو ہمنشین نخل فلک سخی لب قفس ہی
 کسی حالت میں نہیں دل کا جو بن کہ نہیں ہوتا
 جنوں میں عیش کہ مصوت سہی آہی دل آہی
 درود یواری ہر وقت میرانی برستی ہی
 مقرر آج کوئی رشک سفاکی والا ہی
 وہ برہم چون کہ مجھ کو برہمی نہیں ملتی ہی
 ہمیشہ پنجہ خوشید سی کیوں چاک ہوتا ہی
 اثر و کملا رہا ہی خارِ حسرت بعدِ رون ہی
 گریبان چاک کچھ کل نہیں مگر بلبل ہی
 نگاہیں ہونڈ ہمتی ہیں مجمع احبابِ فتن ہی
 ملا یا خاک میں نورِ نظر کو بقیہ ساری ہی
 ہوا کرتی ہی زینتِ غیب سے نگہنِ اجوں کے
 لگایا تیر پٹی باندہ کر آنکھوں قاتل نے
 گریبان کب طح اپنی کروں گا چاک سکو ہی
 ہنسے دل کہول کر دم بہرہ نخل شورِ بختی ہی
 مرنگی صبح تاک مسدود وارِ وصل حیرت ہے
 نقابِ لٹی رخ روشن بھی سنی شہتِ شہت
 مداوی تپتِ ران بھی نفرت ہو گئی دل کو
 تنہا ہی سبکدوشی میں کا نا آپ سے اپنا

گریبان بھی نہ ہوا مل کر ہوا اس دامن کا
 کہ رنگین ہو مہن ہر رنگِ بان بھی خم خندان کا
 سولا ویتا ہی ہنس و مینا بھی چاک گریبان کا
 مری صحن مکان میں کوئی تختہ بھی بان کا
 بنا ہی دیدہ یعقوب زون پنی زندان کا
 سولا ویتا ہی افسانہ شبِ لب پریشان کا
 بنا ہی کیا گریبان سحر ہی مری امان کا
 سدا بالای تربت سایہ ہی نخل مغیلاں کا
 کہتا فسوس ای گلچین ہے ہر تار گلستان کا
 اثر باقی ہی آنکھوں میں ابھی خوابِ پریشان کا
 قیامت ہو گیا ہلنا سر دامن شرکان کا
 سدا شبہ ہو لادیتی ہی منہ کلہا می خندان کا
 دل مضطربین مان رہ گیا دیدارِ پیکان کا
 کہی تو مات آئے گا جنوں امن بیابان کا
 کسی مہنہ نہ دیکھا میری خمون فی نکدان کا
 ابھی سی پیر میں کیوں ماتی ہی شامِ حیران کا
 بنا ہی قتابِ حشر ہر روزہ بیابان کا
 طبیعت کیا ہی جلتی ہی جو آہی بان کا
 حباب آسالیہ مہنی احسان تیغِ عریان کا

فروغِ داغِ ہجر رفتگانِ ہم ہر سینے میں
 دلون میں ہویاری تفرقہ انداز ہوتی ہے
 نئی شکلیں ہزاروں و زین ہر گزرتی ہیں
 کہوں کیا اضطراب کا ادھر آئی او دھر ہا
 کہانتک نازِ بختِ جانی اب تو فرصت و
 کیا کیوں دیکھ کر خمون کو پردہ آج ای قاتل

ہر وسا کیا چرخِ غریب کو غریبان کا
 کہ بیداری ہی مست جا تا ہی با ہم وصلِ شرکان کا
 دلِ باد میں نقشہ ہی بازِ یکاہِ طفلان کا
 شبِ صلت پہ سایہ پڑ گیا عمرِ گریزان کا
 کہ دم گشتی لگا ہی اونکی شمشیرِ صفا بان کا
 دل مجروح فی شاید شگافِ خم سی جہان کا

دکھا جاتی ہیں ہر تسلی صحت چکی غیروں سے

اثر پیدا ہوا اتنا تو باری شوقِ مہمان کا

۶

۳۴

بہنو گنتی کیا نالہ سوزان سی گھر صیاد کا
 کیا کہوں میں شل فی عالمِ دلِ نالہ شاد کا
 کم نہیں ہوتا ارادہ خاطرِ ناشاد کا
 گزرتی ہی پاس اوطالِ تری بیدار کا
 دیکھتا ہی باغ میں عالمِ فساد کا
 کہ دیا کیا تیرہ تختی فی کہ تل گنتی نہیں
 مرتی مہی ساتھ تھی گشتِ تنگی تقدیر کے
 کیا الگ ہوتا ہی عاشق کو ملا کر خاکِ مین
 ظالموں نے کر دیا خالی گلِ بلبل سی باغ
 دہست گلچین خشک ہو کر رہ گئی شکاری
 کیا جرات تھی کہ گہما ہی جتوں سے جا بون

حوصلہ ہی حوصلہ تھا بلبلِ ناشاد کا
 سینے سی لب تک بہرا ہی حوصلہ فریاد کا
 شام سی منہ چومتا ہوں صبح تک فریاد کا
 حشر کی دن ہی نہو گا حوصلہ فریاد کا
 آج بھی آئینہ اوس غیبتِ شمشاد کا
 آج کچھ ہٹ پیرا ارادہ ہی شبِ سردیاد کا
 حلق پر پہر گپ سامنہ خنجرِ جلا د کا
 چرخ ہی شاگرد ہی میری ستم ایجا د کا
 گھر ہی گلچین کا بسا آباد کہ صیاد کا
 صبر ٹوٹا عند لبِ شیانِ برباد کا
 پانی پانی ہو کی نشتر بہ کیا فصا د کا

ای جنون طمع تو سلاسل کڑی نگین مال
 اپنی غفلت سے بھلا یاد لے غم کا خیال
 شام کو جو کہتی ہیں صبح دم وہ کنہین
 مجھے و نون سبک میشت کوہ میں آداب عشق
 منہ چھپتی ہی ہوئی بی تری گلزارین
 تھا وہ نگین و دیاسنکر نوید عیش ہے
 نالہ کیسا کہہ ہی ہی گل سے بلبل باغ میں
 یاد آتی ہیں لحد میں حسرت اندوہ و غم
 اوج سی اپنی پشیمان رہتی ہیں میدان
 کیا نحوست ہے چری کا سامنا دن بہ ریا
 بدگمان جلاوا غمیرت سی میں ن آب
 یاکو سبچ وہ نشین کی آگنی عصمت مجھے
 فیض صحبت کوئی اونی ہوا علی کیا مجال
 عشق بی تاثیر فی بخشی نہ دست اس قدر
 باپک وار کی اولاد کی کرتی ہی قسطل
 سخت بلبل کی صحت فی فصل گل آگنی
 جب ملی اگر کلی ہی زخم تن خندان ہوئی
 دیکھتا ہوں مکیسی کا اپنی جو بن قتل
 خاک بھی کر دل پر داغ ہی سکتش فشان

دل بھی سی توڑنا اچھا نہیں جتا دکا
 خود فراموشی کی گمراہی اتھاری یاد کا
 خواب کا نقشہ ہی نقشہ عالم بجا دکا
 ہون ساقی کا اوستا و ہون سر باد کا
 رنگ میرا ہمسفر ہے نکمت بر باد کا
 شور یا تم ہو کی غمبار کیا دکا
 کچھ لکھا تھا دیر کا افسانہ کچھ صیا دکا
 داغ ہی دل پر ستلے خائے بر باد کا
 سرنگون پایا ہمیشہ پسرخ بی بنیا دکا
 صبح دم دیکھا تھا میں فی آج منہ صیا دکا
 زخم بی پانی چورایا پنجہ فولاد کا
 آگ لب تک رک رہا نالہ دل ناشاد کا
 آدمی ہونا نہیں ممکن کہ ہی ہنداد کا
 روز و شب آج کل ہی منہ پیرا من فریاد کا
 زخم گل شاہد ہی جسے نکمت بر باد کا
 پیر کیا سخن چین میں ہو پیرا صیا دکا
 دھنک سیکھی تیغ آغوش مبارک کیا دکا
 آئینہ ہی منہ بھی ناہمسر بان جلا دکا
 پاسبان ہی غول ہیری خانہ بر باد کا

شعرِ جاں پُرل وشن سی نکلی و اہ سا
 قیدی آزاد ہیں رنگین مزا جان چمن
 بیڑیاں لا تاہی پہنائی کچھ ایسی کروعا
 وہ ہوا خواہ اسیری تھی کہ آزادی کی بعد
 کیا لگائی ہیں کسے شاخ گل کی تہلیان
 باپ کو آوارگی اولاد کی کرتی تھی قتل
 کیا چھپی تھی سلمہ راز نیک و بد

دم بہری آئینہ کیونکر کورِ مادر زاد کا
 خاری او بھانہ دامن نکستِ برباد کا
 ای جنون مجھ کو مبارک ہو قدمِ خدا کا
 رُو دینی ہم دیکھ کر خالی قفسِ صبا کا
 بلبلین انگھون سی ملتی ہیں قفسِ صبا کا
 زخمِ گل شاہد ہی بھی بھر نکستِ برباد کا
 ہر بشر کی ساتھ اک جاسوس ہے ہر باد کا

مری ہی شعلہ فشان ہی دلِ زور و مرا
 دیکھ کر وہ گلِ نوخیز ہی ہنس دیتا ہے
 و شمعِ شش نہو مل کی تمنا اس سے
 وادیِ عشق میں ہوں و زلزل سے برباد

گر میان کرتا ہی اب تک نفسِ سرد مرا
 ابتوا ہی اور ہی جو بن پہ رخِ زور و مرا
 دوستی کی نہیں قابلِ دلِ پرور و مرا
 پوچھتے کیا ہو ٹھکانا صفتِ گور و مرا

ہوں وہ دیوانہ کہ منشیِ قضائی تسلیم
 پہلے مجنون سے لکھا نام سرِ فرور و مرا

۳۳

کرتا ہوں ذکر میں دم پیری شباب کا
 ہر چند فاقہ مست ہوں ہمتِ بلند کا
 کامل سی ہی مریضِ نزل کی دو محال
 جسمِ بہرا ہوا میں تنگ ظرف کچھ نہیں
 بیداریِ فراق میں گذری تمام عمر
 برجستہ کیوں نہ مصرعِ پر سوزِ برق ہو

افسانہ گو ہوں عالمِ حسرت میں خواب کا
 بدلون نہ آفتاب سی ساغرِ شراب کا
 رعشہ سیج سی نہ کیا آفتاب کا
 مٹنی کی ہی دلیل او بہرِ نا حباب کا
 انگھون فی میری خواب بھی دیکھانہ خواب کا
 موزون ہی او میں جال مری اضطراب کا

رویا ہوں برسوں رض گلوں کی دین
 مژگان تک آئی تھی نگہ گرم بھی نہیں
 دونوں جہان میں طیف خرمی نہیں
 خالی ہی بلا سی سلی تو دل کو ہے
 حسرت گمور لیتی ہیں بل شباب کو
 اہل زمین کی وہ طلی ساری ہیں حادثہ
 ظاہر میں ہی نام کو آشوب نہیں کوئے
 لرزان نہیں ہے مہر سیا کی سانی
 اللہ می و شنی رخ تابان یا رس کے
 غشا گیا ہی و کبر کی گلچین انکار تک
 ولیمین توں کی یاد سی کرتا ہوں عرض حال
 قدرت غائبوں میں نہیں کچھ سبب و خل
 پر باد پر رہا ہوں نہیں کچھ حصول خاک
 ہر دم خیال دیدہ سیکون کی جوش میں
 حیرت سی ہا ہی دیدہ تصویر کی طرح
 کہوں کہی بغل میں کہی بوسی لون اگر
 یاد آگئی ہی وہی میں کسکی نگاہ مست
 ایما ہوا جو شستہ یہ سیما ہو گیا
 کیا میکشے سی مرم آبی فی توبہ کے

سینچا ہوا ہی نخل محبت گلاب کا
 تر ہو گیا پسینے سے دامن نقاب کا
 ہمکڑا ہی گور میں بھی سوال جواب کا
 رہنی دو سامنی مری سانو شراب کا
 باقی ہی کچھ اشرابی نگاہوں میں خواب کا
 صرصری گل ہوا نہ چسپاں آفتاب کا
 عالم ہی چشم غیر میں چشم حباب کا
 کچھ حال کہ رہا ہی مری اضطراب کا
 چمن چمن کے نور پردہ بنا ہی نقاب کا
 چھینٹا دی عند لیب کے منہ پر گلاب کا
 پہلو نہیں سوال میں میری جواب کا
 بی تل جل نا ہی چسپاں آفتاب کا
 گویا بولا ہوں میں جہان خراب کا
 پہلو میں دل ہی یا کوئی شیشہ شراب کا
 شرمندہ دید کا نہ پشیمان میں خواب کا
 قسمت ملی قبا کی مقدر نقاب کا
 ہر قطرہ سر شک ہی قطرہ شراب کا
 کچھ نگاہ لی اوڑا مری اضطراب کا
 جب کہو مدنگون ہی یہاں حباب کا

انکھیں جو بند ہوئی کہلین کہاں شکل
تصویر آئینہ ہوں بتوں کی حضور میں
مرا ہوں نے ثباتی ہستی پہ بعد مرگ
ثابت ہوا سچ بھی اُمی ہیں ای فلک
انکھیں ہجوم کیف جوانی سی بند ہیں
میں کیا کہ آئینہ بھی ترستا ہی وید کو
لکھی ہیں شعر میں جو بیاض جبین کج صوف

گدرا برنگ خواب مانہ شباب کا
خوگر سوال کا نہ پشیمان جواب کا
بالائی قبر چاہیے گت بد حباب کا
سادہ پڑا ہوا ہے ورق آفتاب کا
دور شباب دور ہی مجھ کو شراب کا
شاکی نہیں ہی کون تمہاری نقاب کا
دیوان کا ہر ورق ہی ورق آفتاب کا

تسلیم اضطراب کی جلی ہو دل کو چین

آئی زمانہ جلد کہیں نہت سلاب کا

۱

۲

شعر میں پوچھو نہ عالم عالم اسباب کا
سوز غم سی کیا کہوں عالم دینیتاب کا
کشتہ ہوں ای شام غریب حسن عالم تاب کا
آفلک پونچا ہی طوفان دیدہ پیر آب کا
سستی ہی حال بے نشان اوگر کی آنکھوں نشیمنند
چشم مجنون سی چین کو دیکھ اسی بلبل فرا
گردش جوانگی میں ساتھ ہی سیلاب اشک
روتی روتی دل میں کوئی داغ حسرت بھی میر
آج تو کستاخی مشاویں ہوا جی جان معاف
انتظار یاری نہتی نہ دم ہر شکریہ

یاد ہی بولا ہوا کسکو فسانہ خواب کا
دستان برق ہی فسانہ ہی ستاب کا
دی کفن مجھ کو سریر چادر مہتاب کا
کھکشاکی موج ہی گرداب ہی مہتاب کا
میرا فسانہ نہیں فسون ہی کوئی خواب کا
محل لیلی ہی ہر غنچہ گل شاداب کا
حلقہ زنجیر پنا حلقہ ہی گرداب کا
گھر مرا لوٹا ہوا ہی آمد سیلاب کا
رک نہیں سکتا ارادہ خاطر بیتاب کا
چشم قانی رکھ لیا فرقت میں پڑے خواب کا

زینتِ ظالم نہیں کہتی جہان میں اعدا
اتحادِ سیتِ فطرت باعثِ راحت نہیں
وہر میں بھر صبحِ فانِ بلاسی پاک میں
حشر کو اوشنا ہی عریانِ دست کیوں کھڑ
جنبشِ برویِ قاتلِ یکدمِ مر جا میں گے
دل سی بیجا یہ کی پوچی عورتِ مہمان کوئی
بعدِ مردن ہی خیالِ خدمتِ یاران کا
کشتہ شہا دوری ہوں مہر کو مری
سیل کر یہ فی دکھا یا خانہ ویرانی کا جشن

چند دم رہتا ہی جو بن پنجہ قصاب کا
پانی پانی دل ہی بڑ چاہ سنی و لابس کا
کشتی درویش کو خطرہ نہیں سیلاب کا
کرتی ہیں شرمندہ محکو عالم اسباب کا
ہم نہ لین کی سر پہ چسانِ خنجر بی آب کا
خانہ ویرانی کی سر پہی قدم سیلاب کا
گردِ دامنِ منگی ہوں پا بوس میں احباب کا
مقلم کیو اہطلی لازم ہی پر سر خاب کا
رقصِ شادی ہجر میں چکر بنا گرداب کا

ہر گھڑی ہی ساتھ دم کی فکر غم ابدار
ہر نفس تسلیم شدہ ہی درنا یاب کا

۲۴

۱۱

عمر بہ صورتِ تصویر میں گویا نہوا
نالہ نے چھری ہوئی غیر کی پیدا نہوا
واغ کیا یاس کو بھی جس کو ارا نہوا
آبر و نشوونما کی کہاں غربت میں نصیب
کچھ تو ایسا ہی تمہارا جو آڑی میں نہ رہ
عہد کیا کیا تھے مگر وقتِ جدائی دکھا
صفتِ شکِ چکیدہ یہ فلک کھو یا
ہاں کیوں نہ کروں میں گلہ محروم

کیا جموشی نے کہا ہاں جو افشا نہوا
میں لبِ فی کی طرح آپ سی گویا نہوا
ایک دل پر میری کس کس کا اجارا نہوا
طفلِ شکِ آنکھ سی کر کر کہے بر پا نہوا
پہلی در پر کہی غمِ سرن کا اجارا نہوا
غیر تو غیر ہی اپنا دل شہید نہوا
کہ دم حشر ہی کو سے مرا جو یا نہوا
لاکھوں ارمان تھی اور ایک ہی پورا نہوا

عمر بہرِ شکِ عدو ساتھ تھا کہتا کیا حال
 ناکِ المیت کی بھی جان غضب میں پڑے
 خونِ ولاتی رہی بد فالی شاوئی سون
 نزع میں سبے ندیا سبزہ خط کا بوسہ
 خشک آنسو نہوئی طعنہ اعدا شکر
 مثلِ شمع تہ فاقوس رہا جلوہ فلک
 کیا کہوں مرقی ہین کس بات پہ دنیا و آ
 شکلِ کہلاتی دم نزع نہا و سکا فرے
 کامل راہِ طلب قیادت کی آزاد
 شکلِ تصویر ہوا خلقِ جہان میں بیدل
 نقشِ آب تہی ہم مٹ گئی بنتی بنتی
 تہی وہ تصویرِ خیالی کہ سوا مٹنی کے
 ظلمتِ دل ہی وہی لاکہ جلا یا ختم نے
 ہاے ری شکِ شبِ وصل میں دس کا فر کو
 اوس فسونگر کی نظر ایسی مری ل کو لکے

وہ ملا بھی کہی تنہا تو میں تنہا نہوا
 ہای اسدم سر بالین وہ سیما نہوا
 زخم کی طرح مبارک مجھی ہنسنا نہوا
 ڈوبتے کو کہی تشکی کا سہارا نہوا
 خاک اوڑا نے سی بیابان کہی دریا نہوا
 اوسنے پردہ بھی کیا تہسی تو پردا نہوا
 امی اجل محسوس تو جینا بھی گوارا نہوا
 کیا کہیں خاتمہ باخیر ہمارا نہوا
 موج سے سلسلہ برپا کہی دریا نہوا
 میں کسے طرح ہوا خواہ تمنا نہوا
 چہرہ پرداز بھی ہیبت شہنا نہوا
 مفت بھی کوئی خریدار ہمارا نہوا
 پہونک بینی سی ہی س گھر میں جالا نہوا
 پیار کرنا ہمیں اپنا بھی گوارا نہوا
 چشم بیا کر کی صورت کہی اپنا نہوا

کیا کہوں چہوت کے میں اوس گل سی تسلیم
 صورتِ نکبت برباد کہیں کا نہوا

۱۱

۲۳

رنگ اوڑنی کو ترستا ہی خسار کا
 میرا دیوان منتخب ہی مخزنِ اسرار کا

زور دکھلاتا ہی کیا کیا ضعفِ جسمِ ارکا
 وصف ہے ہر شعر میں ہوی میانِ یار کا

دید کی قابل ہی جو بن سبز ہونا آگ پر گلزار کا
 راست نہ یونہی پڑی کی عاشقوں کی گزنگاہ
 سخت جان ہوں مانتے ایسا آج اقبال لگا
 خاک شکنیں و دل بیاب کو پیغامِ صل
 لاکہ جی ترسی مگر آرمہ تنہائی محال
 سیکدی ہی عرصہ محشر میں جائی سرخ
 کیوں نہا تا ہی سنگ راہی کوچی سی بھی
 ناتوان نہا خانہ ویرانی مٹاتی کیا بھی
 باعث زینت ہوا سوز جوانی و ہرین
 عالم فانی سی تنہا ای وحد آتا نہیں
 دہر میں ظالم ہمیشہ رہتی ہیں شاد نصیب
 کیا خرابات محبت میں فلک کی آبرو
 مر رہی ہیں وقت برفی جانان میں قریب
 تیند کیا آئی شکل چشم وزن ات دن
 رحم کی بدلی کچھ احسانِ عداوت اور ہے
 اس قلع کیون تیج میں الا ہی قسمت نے مجھو
 کیا نسیم آہ بیل فی کہلا یا ہی اسی
 دخت ز کی او بر و کیوں لیچلا ساقی بھی
 کیون متا تیری دریا کی میں خانہ خراب

معجزہ ہی سبز ہونا آگ پر گلزار کا
 بن ہو جائی کار و زن خود و یوار کا
 معر کی میں نام ہو جائی تری تلوار کا
 کچھ فریب آمیز ہی و صدہ بت عیار کا
 میری بالین پہ اجارہ ہو گیا غنوار کا
 منہ دلا دی آج ساقی می سی متغفار کا
 اب تو سایہ ہی نہیں سر پر تری دیوار کا
 پس کیا میں گر پڑا سایہ اگر دیوار کا
 داغ سودا بن گیا طرہ مری دستار کا
 قافلہ ہی ساتھ میری حسرت دیدار کا
 کلم نہیں ہوتا کہی خندہ لب سو فار کا
 ایک جام و اثر کون ہی آپ کی بخوار کا
 برج عقرب میں ہی اختر طالع اغیار کا
 پس بان بخت خفتہ دیدہ بیدار کا
 حوصلہ کہہ لی سوال زخم دہشت دار کا
 میں کوئی مضمون نہیں ہوں کا کل غدار کا
 داغ کی دینا ہی بوہر گل مری گلزار کا
 خون ہو گا گردن سپنا پہ استغفار کا
 میری قسمت میں کفن نہا سایہ دیوار کا

شیخ کا اشک یا فی کفر سی خالی نہیں

رشتہ تسلیم سلیمان فی بین ہی زنا رکا

شرط الفت ہی ہی تسلیم بعد حشر ہی

یا نہ سی دامن نہ چوٹی احمد مختار کا

۱۲

۱۳

عالم نقش و نگین عشق میں اپنا ہوتا
 موت ہی آتی نہ بالین پہ سیجا ہوتا
 انقلاب اثر عشق جو پیدا ہوتا
 غمش تجلی سی بھی صورت موسیٰ ہوتا
 کاش پہلو میں نہ میری دل شیدا ہوتا
 مجھ کو مرنا شب تکلیف میں جینا ہوتا
 کیا پڑی تھی جو تری در پہ پڑا رہتا
 مانع کو چہ قاتل ہوئی ناحق احباب
 نعش پر کا ہی کو آئی سر دفن آئے
 خاک تہا کر دیا برباد صبا فی صد شکر
 تہا میں وہ تنگ جہاں میں جاتا ہو
 کرتا کیا شکوہ سفاک کہ ہمت پہ مری
 لاکھ اغیار پڑا تے نہ کہی وہ سننے
 مر گیا دشت میں صد شکر کفن کی خاطر
 تم اگر باہم پر ای جان و میر ویت آتی
 عشق میں لذت حسرت کوئی بھیسی چھ

جان کنی ہوتی ہمیں نام سیکھا ہوتا
 کیا بڑا تہا مری عشق جو اچھا ہوتا
 دست یوسف میں گریبان نہ لٹکا ہوتا
 ہای پرودہ ہی نہوتا تو یہ پردا ہوتا
 اور نہوتا تو نہ کم حوصلہ اتنا ہوتا
 ملک الموت ہی آتا تو سیجا ہوتا
 مثل سایہ کہ میں سیا جو ٹھکانا ہوتا
 آج جو کچھ مری تقدیر میں ہوتا ہوتا
 عہد پیمان شکنی خوب بسا ہوتا
 اور انجام مرا اسکی سوا کیا ہوتا
 دیکھ چیں بچیں مہج سی دریا ہوتا
 خون برسوں دہن زخم فی تھوکا ہوتا
 کیا نہ لکھتی مری قسمت میں جو لکھا ہوتا
 کیا میں شرمندہ احسان اجبا ہوتا
 ماء نوحہ لقا اغوش تہمتا ہوتا
 نامرادی ہی نہوتے تو مرا کیا ہوتا

ہاں سنا ہوں کہ رو دیتی ہیں کشتیوں میں
کاش نالہ بھی مر شکوہ ادا ہوتا

تھو کا حشر میں کوئے کسے کا
نہیں معلوم گپڑی آج کس سے
دل اپنا ہے جیسا چاہیں گی دین کی
رولا تا ہے مجھے کیون اس قدر سخت
سدا گریان ہاں نہ شبنم
نہ کچھ دنیا میں رکھتا ہوں نہ دین میں
مجھی مرنی دی جیتے جی بتوں پہ
ہنسے جب زخم خون حسرت سے روئے
کھدیں ہی وہی غفلت ہی اپنے
بحیرت دیکھتے ہیں وہ مجھے آج
یہ جو بن چند ساعت میمان ہے
پریشان ہیں ازل سے صورت زلف
خیال آ یا تری رحمت کا جسد م
سلامت ہیں ابھی تک خمدل سب
جو کہیں اس جنت کا فساد کو
تن خاکی کوئے چوڑا کھدیں
مجھی دو گز زمین دی بعد مرن
بہر و سا ہے تو اپنے میکے کا
مزا ہے دشمنی میں دوست کا
اجارہ اسپہن کیا صبح کسے کا
لیا تھا نام میں فی کب ہنسے کا
ندیکھا منہ مری غم نے خوشے کا
بہلا ہوا وہ جان میں مفلسے کا
یہی ناصح مزا ہے زندگے کا
نہ توڑا ہمنے دل افسردگے کا
پچھوٹا ساتھ مکر نہ خودے کا
تماشا ہوں میں چشم نہر گسے کا
بہر و سا کیا ہے حسن عارضے کا
مدا و کیا ہماری برہے کا
جگر پانے ہوا تر دامنے کا
بڑا احسان ہے بیچارے کے کا
دہرا رہ جای تقویٰ شیخ جے کا
خیال آیا جو عہد میکے کا
کہاں یہ جسد چرخ دہنے کا

مراجو نا کہ سوزون ہے سیکم
قصہ وقت سے سیکم دہوی کا

۱۴

۹

وعدہ جو کیا شام کو وقت سحر آیا
کیا خاک کھاتاں پیر سوزنی باقی
اللہ ری ہمہ روی یارانِ خرابات
جیتا ہوں نہیں جینی کی جبتک مجھ پر امید
آرام نہیں گردش بجا سے کسی کو
ای داعی مسیح درہ میخانہ بتادی
اعمال جو پوچھیں گی کہوں گا و چشم
وی دل میں جگہ صورت آئینہ ہمیشہ

اوس ماہ میں خورشید کا عالم نظر آیا
جو اور جلا سے مجھے داغ جگر آیا
خالی جو ہوا شیشہ دل جانم ہر آیا
مرجاؤں کا بالین پہ سیجا اگر آیا
عالم مجھے فانوس خیالی نظر آیا
مستی میں نہیں ہوش کد ہر تھا کد ہر آیا
خالی دہن گور تھا کچھ خاک بہر آیا
حیرت کدہ دہر میں جو کچھ نظر آیا

سیکیم بیابان سی سو خانہ پہرون کیا

۱۵

۱۶

آیا دل عاشق کی طرح میں جد ہر آیا

سرنگون رکھتی ہی یاد رخ جانان اپنا
گر یہ دیدہ پیر خون ہی گلستان اپنا
آنہ جائی کہیں پیر جوش خیال صحرا
عبد طفلی میں یہ تھی شور جنوں کی ظلم
ایک دم خون جگر سی نہیں بہتا خالی
کیا کہیں دشت نوری کا مڑی کب سے
عجل میں یاد بھی آیا تو ادب سی ظالم

ہم کو محراب عبادت ہی گریبان اپنا
خندہ زخم جگر ہی گل و اماں اپنا
دم خفا کرتی ہی کیوں تنگی زندان اپنا
آج تک صحن قیامت سے ہوستان اپنا
پیشتم ناسور ہی یاد دیدہ گریبان اپنا
سبز ہوئی بھی پنا یا تھا میا بان اپنا
ہو گیا مہر خموشی غم پہنان اپنا

ضبط فرماہیں آنی کا نہیں فرق کہی
 ملی اہل سرگئی ہم نام اس کو سکر
 آپ سی و دعویٰ غنچہ دہنی بیجا ہے
 پانوں کیا خلق زنجیر سی رکھیں باہر
 فتنی سو طرح کی ہر چاک سی بر پا ہوں
 بیوفائی تن خالی سی جو کی ظاہر ہی
 کہہ لیا خاک فی مجلس کا اپنے پردہ
 پاؤں زنجیر میں ہم باد یہ پیای جنوں
 پہلی گا دل خلش درو سے تنہائی میں
 کوئی موسم ہو یہاں خاک اوڑا کرتی ہی
 جلوئی کہلاتا ہی چپ چپ کے حجاب تر
 داغ احسان جفا میں لگا او قاتل
 جسم بجان کو کیا چرخ فی پیوند زمین
 رنگ یک رنگی الفت ہی عیاں جنوں سی
 اشک آنکھوں سی گری قطرہ کو ہر ہو کر
 ہی جنوں اب تو نہیں عذر خطا کی حسرت
 ٹوٹنا آبدہ پا کا نہیں ہے بیکار
 ہلکو آرام اسیری ستم دشمن ہے
 گوہی ہی ادب عرض تمنا تسلیم

استحسان لا کہہ کری گردش دوران اپنا
 ملک الموت ہی شرمندہ احسان اپنا
 منہ تو بنوائی چمن میں گل خندان اپنا
 دل حاسد سی سواتنگ ہی ندان اپنا
 دامن سج قیامت ہی گریبان اپنا
 منہ دکھاتی مجھی کیا عمر گریزان اپنا
 چپ کیا گور میں اگر تن عریان اپنا
 اپنی ہمراہی پیرتی ہیں ندان اپنا
 نہنی دو سینہ مجروح میں پیکان اپنا
 زاہد خشک کا سینہ ہی بیابان اپنا
 عوض جان کوئی معشوق ہی مہمان اپنا
 زخم ہفتی ہیں تھی لکھی امان اپنا
 وجہ تھیں ہوا خانہ ویران اپنا
 زلف برہم ہی تری حال پریشان اپنا
 تر ہوا ہی نہ سے امن مرگان اپنا
 پاؤں پڑتا ہی سر چاک گریبان اپنا
 سر ہر خار پہ رہ جائیگا احسان اپنا
 پابی خفتہ کو سمجھتے ہیں نگہبان اپنا
 کہہ چکی یار سی تم حال پریشان اپنا

۱۲
یا دوسب کچھ تہا مکر وقت سفر کیا کہتا
اپنی ہستی کی خبر جب ہی پہر مجھے
آبرو خاک میں ملتی تھی دم فکر سخن
داغ اوہ میں ہی ترا چہرہ روشن شفا
بخت ہی تو میں مان تہا شرفِ قہر
بار تہا آنظر جب کو نزاکت کی سبب
ایک دم ہی نہ ملا روح کو تن میں آرام
بوسی شب بہر ولداری چپ چپکی لیے
مشتی نہ ہرہ سہیل مینی صبح امید
اوس میں ہی نگ تو اعجاز مسیحا امین

۱۳
اون ہی دم بہر کی لی درو جگر کیا کہتا
خوش و بیگانہ کوئی اون کی خبر کیا کہتا
اون کی واتون کو بہلا سلاک گہر کیا کہتا
تج کو میں دیدہ و دانستہ قمر کیا کہتا
اپنی سر یاد کو محسوس دم اثر کیا کہتا
اوس کو میں یارون کی کہنی سی گہر کیا کہتا
چار دیوارِ عناصر کو میں گہر کیا کہتا
دیکھ لے ستا جو کوئی وقت سحر کیا کہتا
یہ نہ کہتا تجھی اور شکسہ کیا کہتا
میں لبون کو تری برگ گل تر کیا کہتا

۱۴
مرک او ستا و سہی سہی ہون نہ در گور

شعر کہت سہی تو میں خستہ جگر کیا کہتا

۱۵

فریادِ فغان بیل نا شاد کیے جا
بہم ہوں کہ نہوں ہی گاکوئی مشنا
فریاد ہو یا نالہ ہو یا آہ جس کو
گر خون نہیں ہی نہ سہی رسم ادا کہ
جانا ہی کہاں او غم حسانا نہ اوہرا
لی تو ہی خبر بیل نا شاد کی کہیں
ای دل خیم ابروی صنم میں سحر شام

۱۶
مہمانِ قفس خاطر صیاد کیے جا
ای چرخ ستم پیشہ کچھ ایجا کیے جا
جو ہو سکی تجھے دل نا شاد کیے جا
اپنی سی تو او نشترِ فصا کیے جا
ویرانہ دل کو مری آباد کیے جا
صیاد کو سمجھا اسی آزاد کیے جا
کچھ بندگی حسن خدا واد کیے جا

| | |
|--|--|
| گلکشتِ عدم خوب سفر ہی مگر ای دل | سیر چین گلشنِ ایجاد کیے جا |
| ۱۸ | تسلیم اگر حسنِ سخن کی ہی تمہنا تو پیروی کی بندشِ اوستاد کیے جا |
| <p>احسانِ زرقِ غیر سی میں آشنانتھا تیری قدم کو چھوڑ کی جانا گمان میں یا کیون تنگ اس قدر ستم دہر نے کیا مستی میں جو کیا ہی کسی یاد ہی معاف تجھے وہ مدعی مجھی محشر میں کس لیے کیون آگ بن گئی وہ خطِ شوق کیلے پہلی ہی تھا خیالِ جوانی او نہیں مگر سانسین نکل گئیں دل لان کو چھو کر تکلیف گر یہ دلی نہیں فرماؤنی تو کیا کیون سنی سو دیابتِ نا آشنایِ رحم</p> | <p>اپنا میں آپ مثل گہ آب و دانہ تھا پامالِ ناز تھا کوئی رنگِ حسانتھا نقشِ دہن نہ تھا میں تمہاری قبانتھا یارِ خیالِ پریشِ وز جزا نہ تھا میں تھا شہیدِ ناز مرا خون بہا نہ تھا میں فی تو ڈر سے سوزِ جگر ہی لکھا نہ تھا اتنا غورِ حسنِ شکیب آزما نہ تھا اس کاروان کو پاسِ قایِ در نہ تھا مطلبِ کچھ اور تھا یہ مدعا نہ تھا نالہ شکستِ شیشہ دل کی صدا نہ تھا</p> |
| ۱۹ | تسلیم رات بہر وہ رہا گرمِ خستِ لاط دیکھ احوالِ وقتِ صبح تو پہر آشنانتھا |
| <p>بدگمانی نہ گئی لاکھ میں سمجھا آیا میں وہ محرومِ ازل تھا کہ بڑے تصویر او گلا پڑتا ہی ہر اکدم کمرِ قاتل سے ہمنشینِ خال نہیں مصحفِ رخِ پراو سکی</p> | <p>ہای جو خاطرِ بیرِ حسم میں آیا آیا نہ کبھی لب پہ مری حرفِ تمنا آیا ہای خنجرِ ہی مری خون کا پیا سا آیا مشک سی کا تپِ رت بنایا آیا</p> |

بزمِ زندانِ مین تہا نہ کہی ہمیشہ
 اور کیا حال کہوں ضعفِ جگر کا ظالم
 ہوں وہ میکیش کہ مجھی دیکھی ساتی فی کہا
 دم لیا تہا نہ عانی و مطلب پہ ہنوز
 پروسہ ہی اثری اثری نالو نہیں
 صد فی مین اپنی اہل کی کہ پشیمان ہو کر
 برسوں اس عالم فانی مین بسری لہکن
 کفر و دین دونوں کو چوڑا تو خدا ہمو ملا
 شوقِ پاؤں مین موجِ صحتی گدوب
 اپنی غفلت کی صحتی کہ تمہارا شکوہ
 پیشِ عشق سی کسکو ہی غذا کی حسرت
 بی نشانی سی مرا نام ہوا نویسا مین
 بعد مدت نظر آتا ہے مری پہلو مین
 ہر طرف رنگ و رنگی ہی چمن مین پیدا
 بی نشانون کا زبانی مین ہوا مین ہر
 منیت اے کاشتر مندہ ہوا طفلی مین

جامِ پہلو سی اوٹھاسا ہی مینا آیا
 سو جگہ بیٹھ کی لب تک سی نا لا آیا
 دخترِ زوہ ترا چاہنے والا آیا
 کہ غم یاس مری بخت کو روتا آیا
 پہر کسی پر دل محسوس مت آیا
 وہ بھی بالین پہ مری بہر تماشا آیا
 آج تک خضر و سیاحا کو نہ مرنا آیا
 کام اپنے تونہ کعبہ نہ کلیسا آیا
 کون محبوب نہانی لب دریا آیا
 ایک دن بھی نہ قریب لب گویا آیا
 بتکیا چہالا جو منہ تک مری دانا آیا
 مین بھی کہنی کی لپی صوتِ عنقا آیا
 آج کیا جی مین تری او دل شیدا آیا
 کون اس باغ مین ای دل گلِ عنقا آیا
 دیکر نقشِ قدم کو مری عنقا آیا
 روح کی ساتھ عدم سی غم و نیا آیا

تہادہ سرشتہ واوی محبت تسلیم
 دیکر محک کو گلے ملنے بگو لا آیا

شکوہ سایی مین وہ شوخ جو تہا آیا
 کیا کہوں مین دل بیتاب مین کیا کیا آیا

شکی تفریر میری کہتی ہیں گل غنچوں سی
 اونکی آنکھوں سی تجھی نسبت مجھشی کیا
 میری کہنی سی بڑا تہا دل دشمن و مست
 سرخ ہی کو سون میرا پیا بان خون سے
 تہا ملی دل کو ذرا شیخ کہ مشکل نہ پڑی
 وعدہ حشر بھی بنجائی گا اک حرف غلط
 نفس چہند ہی یہ لالہ و گل کا عالم
 میری ہستی تھی جہان میں صفت و قوت سی
 ادب بادہ پرستے نے یہ تہہ بخشا
 سجدی کرنا ہوں بتو نکو یہ خدا کی قدرت
 لور قیون سی وہ کہتی ہیں جلا کے لپی
 میں تو خود سوختہ جان خستہ جگر تہا ظالم
 کون دیکھی گا اوسی تاب نظارہ ہی کسی
 روتی ہیں دیکھی روتی ہوئی مجا کو یوں لوگ
 یہ غلط ہی کہ حسد نون سے حذر لازم
 نازیر سی یوسف تہا وٹھا حسرت سے
 بن کی سوز دل پروانہ تری محفل میں
 وحشت انگیز مری وحشت کچھ بڑی نہیں
 ہوں دیوانہ عریان کہ عدم ہی تسلیم

ایک اس باغ میں یہ بلبل گویا آیا
 کس طرف وہ بیان ترانہ گس شہلا آیا
 تونی دیکھا بہت ہر دم کا وعدہ آیا
 اس طرف بھی کوئی پا مال تمنا آیا
 دیکھ وہ شوخ ادا کا فہرست آیا
 بل یہ جس وز مزاج رخ زیا آیا
 کچھ نہوگا جو خزان کا کوئی ہونکا آیا
 اپنی ہنسنے پہ ہمیشہ مجھے رونا آیا
 سر جھکا تاربا جو سامنی شیشا آیا
 آکی میری مری تفت دید کا لکھا آیا
 خواب میں جاکی اوسی اور بھی تھا آیا
 تو جلانی مجھی کیون داغ سویدا آیا
 ہم نے مانا کہ دم وعدہ فردا آیا
 اشک کی ساتھ کوئی پارہ دل کیا آیا
 روکنے سی دل وحشت نے وہ دونا آیا
 چاک دامن کی طرف دست زلیخا آیا
 میں جگر سوختہ داغ منت آیا
 آج دامن میں طرف نجد ہی ہوتا آیا
 پردہ پوشی کو مری دامن صحرایا

ضعف عالم دکھا یا قید میں تشہیر کا
 حال صوفی کا مزادیتی ہی اہل وقت فتح
 پڑ گیا ہی کسکی چشم شوخ کا تیرنگاہ
 ہوں تو بطلب کسی مطلب سے کچھ طلب نہیں
 کیوں نہ بینی سی لگا لون آرزوی اصل میں
 کسکو جینے کی تمنا ہی فراق یار میں
 خاک میں ملنا گوارا پر نہیں محکود ماغ
 فتح کرتا ہی مجھی فرقت میں میرا پیرا من
 ہاں مرنی ہی شادی کی خوبی قسمت مجھی
 کیا نشان بی نشانی چوڑ جاؤں ہر میں
 کوئی کیا سمجھی ادا شور لب خاموش کی
 کسکی آمرش نی بخشی بیگناہی کی مز
 پڑہ چکا حبیبین دی چکی عیسی جواب
 بسکہ ہوں طفلی سی تلخی آشنائی دو غم
 عمر بہر تدبیری بکڑمی سی سامان وصل
 گرم فقری سنگی تیری حل ہوں گا بزم میں
 عالم بالا میں ہی نکلا نہ کوئی داورس
 دیکھتا ہی ضعف سے لیکن بتا سکتا نہیں
 باز کرتی ہوگی رحمت خدا کی سامنی

شور ہی آفاق میں خاموشی پنجسیر کا
 وجد میں لاتا ہی دلکو زمرہ تکبیر کا
 دیدہ آہو ہی روزن سینہ پتھر کا
 نقطہ شک مجکو سمجھو خامہ تفتدیر کا
 تیری پہلو کا مزادیتا ہی پہلو سیر کا
 چارہ گرا احسان نہ لی دران بی تاثیر کا
 نوجوانی میں دھماؤں ناز چرخ سیر کا
 یان گریبان ہی گلی میں امن شمشیر کا
 نزع میں سنتا ہوں آنا اوس بت بی پیر کا
 خواب ہی وہ ہوں شر حبس میں نہیں تعبیر کا
 میرا ہر نالہ ہی نالہ بلبیل تصویر کا
 بڑہ گیا کچھ اور دلکو حوصلہ تقصیر کا
 امی اجل اب نازا وٹھواتی ہی کیوں تاجیر کا
 خون دل پینا مزادیتا ہی مجکو شیر کا
 وای نادانی کہ پھر قائل نہیں تقدیر کا
 میں ہوں پڑا نہ چرخ شعلہ تقریر کا
 ہو گیا دل سرو اپنی نالہ شبگیر کا
 ہوں مگر خواب پریشان دیدہ زنجیر کا
 دیکھنا واعظ ومان رتبہ مری تقصیر کا

| | |
|--|--|
| ہمراں دشت سی کوئی نہ آیا تا وطن رنگ لایا جو شن باد می حشت طرح کسیختے ہیں لوگ مجکوں اغ ہی ب لکھی چہر کر سنتا ہوں افسانہ جنو کا قید میں گنبد مدفن بنا جب ملکیا میر خاں میں | ہاں مگر احسان ہی مجھ پر خار و ہنکیر کا مدتوں اور تا پہرا کا غد مری تصویر کا کسکے سینے سی ملی بیگانہ تہاری تیر کا حلقہ احباب ہی حلقہ مری بد بختیہ کا رنگ لایا بعد مردن حوصلہ تعمیر کا |
|--|--|

| | |
|----|---|
| ۲۲ | تم کدا وہ شاہ خوابان اہل مخفل نی نیاز شکوہ اسے تسلیم کیا ایسی جگہ توقیر کا |
|----|---|

| | |
|---|--|
| یاروں میں بھی شیشہ ساعت ہوئی تو کیا نکلا نہ گہری فاتحہ پڑھنی تمام عمر ہر حال میں جلی صفت شمع رات بہر کیا فائدہ کفن سی چہا کر جو منہ جلی جو جو عذاب قبر میں ہونی تھی ہو چکی محروم دید رہ گئی اعمال کی سبب گلچین نے سب کو پھول دی ہکڑا غل | ظاہر میں صاف لمبین کدورت ہوئی تو کیا کوچی میں سکی نام کو تربت ہوئی تو کیا خلوت ہوئی تو کیا ہمیں جلوٹ ہوئی تو کیا مگر کیسی ہوئی سی ندامت ہوئی تو کیا روز جزا نجات کی صوت ہوئی تو کیا برگشتہ قسمتون کو قیامت ہوئی تو کیا باغ جہان میں ایسی ہی قسمت ہوئی تو کیا |
|---|--|

| | |
|----|--|
| ۲۳ | کیا مر کے شکل روز منت میں دیکھتا تسلیم یوں سحر شب وقت ہوئی تو کیا |
|----|--|

| | |
|---|--|
| دل پر خون میں سیر سلسلہ ہو نکلا ہنس و یا میں صفت زخم جگر خون و کر وہ تھی بخت ازل تھی صفت چشم حباب | پارہ لعل چرخ شب کیسو نکلا عین تکلیف میں آرام کا پہلو نکلا لاکھ ہم پہوٹ تھی ایک آنسو نکلا |
|---|--|

مار ڈالا لب جان بخش کی باتوں نی مجھ
بد زبانی سنے کیا اور زیادہ مستون

میری قسمت سی سیجا ہی ہلا کو نکلا
حرف و شناسم ہی تاثیر میں جادو نکلا

لاکھ احباب نی چاہا مگر اب تک تسلیم
اوشی ہرگز نہ کوئی صلح کا پسلو نکلا

۲۳

۲۲

مضمون نہیں لکھا وہن ہیشال کا
نحسار آتشین پہ نہیں دانہ خال کا
اللہ سی عروج تری پامسال کا
وامن کہیں پڑا ہے گریبان کسی حکمہ
مگر یہی داغ عشق پری وہی جلوہ کر
تہا شیفہ جو گیسو برہم کار و زحشر
تشبیہ دی جو ابرو جانان سی حال کر
تقلید سی نصیب ہوئی ذاتی صفت محال
کیا خوب بوسہ لب جان بخش اور تم
عکس سرخ حسن سے اوچ جان نہ بیگ
یہ بھی وہان یار کو ثابت نہ کر سکا
ثابت ہوا سکوت متاع صد سی
خونریز و کہنی کی نہاں پسند میں
کاہش سی اب تو ہوں تم ہی مہیاں کھینچ
مویات سرخ ہی تری زلف سیاہ میں

عقدا شکار ہی مری دامن خیال کا
پرہ و انہ جل بھاکوئی شمع جمال کا
ہر ذرہ آفتاب ہی چرخ کمال کا
میری جنون میں جوش بھی صوفی کی حال کا
دیکھانہ منہ کمال نی میری زوال کا
دینا پڑا حساب مجھی بال بال کا
ملتا نہیں داغ ملک پر ہلال کا
دیکھانہ منہ ہلال سپر نی کمال کا
سچ ہی نہیں جواب تمہاری سوال کا
پردہ ہی مہر کا تو گریبان ہلال کا
کیا کیا خیال تھا مجھی اپنی خیال کا
بہتر ہی منہ گہری خدائی سوال کا
کشتہ جہان میں کون ہی تیغ ہلال کا
مجہ تک گذر نہیں ہی مری احتمال کا
یا سر چڑھا ہی خون کسی پامال کا

انکھوں میں گھر کیا صفت سے مہو کی خاک
روزِ ازل سے قید مہون آزادی کی سیات
بالا ہوا ہی عیش کا کس طرح وں تہین
شامِ شبِ فراق کا دل ٹوٹ جای گا
مرکز بھی جستجو کی تہمت نہ کم ہوئے
ہر سمت جلو ہائی معافی کی دید کر

رتبہ ملازوال سے ہر کو کمال کا
کہا می تن پہ دیکھ لو عالم ہی جال کا
خوگر یہ دل نہیں ابھی رنج و ملال کا
مژدہ نہ دیکھی مجھے صبح وصال کا
اوڑتا پھر اخبار تری پالیساں کا
گھونگٹ اولٹ دیا ہی عروس خیال کا

تسلیم تراہد وں کو سب ارک غور زہد
مجھ کو تو آسرا ہے محمد کے آل کا

۱۵

۱۵

غفلتِ عشق میں سب دن مکان بھول گیا
دل میں انصاف کرو کسنی کیا ہی بیوش
پچھے کرتی ہی کیا دیکھی گل کو بلبل
کل تو تھا غفلتِ جام می پر جوش کا عذر
پہر بی جینی کے تہنادم محشر فوس
جب میں کہتا ہوں کہ تم بھول گئی عہد وفا
کیا کہوں کیا ہوئی راحت ہی آنی سی تجھ
ہر طرف کیوں نگران ہی شربتِ نائی میں
آپ آیا خبر وصل نہ لایا قاصد
ہای ری بخودی شوق کہ اپنی نہیں میں
آج تک پہر کی نہ آیا سو پہلو شاید

ایک تم یاد رہی سارا جہان بھول گیا
تم ہی کہتی ہو کہ تو رہم فغان بھول گیا
دو ہی دن میں ستم دور خزان بھول گیا
آج ہی تو مجھی اوپر مرغھان بھول گیا
گو رہیں میں ستم عمر روان بھول گیا
کہتے ہیں کہوئی ہوئی مجھی کہان بھول گیا
یہ تو ظاہر ہی کہ سب درد نہان بھول گیا
چشم بیدار تجھی خواب گران بھول گیا
چارہ در دل غمزدگان بھول گیا
خانہ یار کی سب نام و نشان بھول گیا
مجھ کو میرا دل بیتاب کو تو ان بھول گیا

ترم طینت ہیں سوا سنگ لوشی ظالم
پوچھ لی سیکڑوں برباد ہیں اچھت مجھ سی
دھوکہ کی مین شام جدائی کی موزن بہکا

خاک میں مل کی مجھی جو رہتاں بھول گیا
خانہ ویرانی اگر میرا مکان بھول گیا
رنگ بدلایہ سحر کا کہ اذان بھول گیا

ایک مدت ہوئی چوڑی ہوئی فن کو تسلیم
کیا کہیں شعر کہ انداز بیان بھول گیا

۲۶

۱۳

ہم پہ احسان ہی مزار پاک کا
ہوں مصیبت دوست بہر عیش مین
صورت شعلہ ہوں مین نازک مزاج
کونسا دل سوختہ مدفون ہوا
ذبح ہو کر رہے نہ آزاد می ملے
نے ثبات سے ہی ثابت نہ گے
اوڑکی پونچھے استان یارتک
ہوں وہ خود بین سامنی ہنگام فرح
وای بید روی نہیں کوئی شریک
لوگ رو دیتے ہیں مجھ کو دیکھ
مرگ سی شرم گنہگارے بڑے
جیتی ہے صورت ندیکھی بعد مرگ

خاک فی پردہ کیا ہے خاک کا
خندہ ہوں اپنی دل صد چاک کا
نازاؤں سکنا نہیں پوشتاک کا
کچھ دھوان دیتا ہی پہلو خاک کا
طوٹ کر دن حلقہ ہی فتراک کا
وعدہ ہوں وصل بیت بیباک کا
حوصلہ دیکھو ہمارے خاک کا
آیت ہے ہی خجہ سبقتاک کا
ما تم صبح گریبان چاک کا
ما جس اہوں خاطر غمناک کا
روز و شب ہی منہ پہ دامن خاک کا
لی رہے ہیں بوسہ روی خاک کا

خون کیا تسلیم روزِ حشر سے
گرد و امن ہوں شہ کو لاک کا

ہین عیان برہمی دہر کی سامان کیا کیا
 صبح غم زور بلا شام مصیبت ہو کر
 دی جو دود و دل پروردہ غم سی شبیہ
 بدگمان ناز سی کہتا ہی شہ و صلیت میں
 ہای می ضعف کہ ہر اشک احسرت سے
 بی اجازت جو دریا کا کرتا ہوں طوا
 سخت جانی کی ارادی نہوئی آج بھی
 طعنہ می اثری فی جوندہ است بخشے
 غم مقتول میں اک ترک حنا کی تو کیا
 زلف لہرائی جو رخ پر جمی یا افسوس
 چل گیا آج کوئی غیر کا افسون نہ
 سیکڑوں طرح کی صد شب رقت نہی
 یونہی شتاق شہادت جو رہی گاہم
 پیمک ہی ہی تپش سوز و رون ہی ہر
 ساتھ زخمون کی بھی بھی چلی آتی ہی
 شب می شوق میں تھا سوز و دل پہ و
 خویش و بیگانہ بھی و نون سمجھتی ہیں لیل

چشم واد کہتی ہی خواب پریشان کیا کیا
 طول و کھلائی ہی لطف شب چہر کیا کیا
 بکڑی بن نگہ تری زلف پریشان کیا کیا
 میری اربان کی سواہین بھی مان کیا کیا
 نگران ہی طرف گوشہ و اماں کیا کیا
 گھورتا ہی نگہ قہر سی دربان کیا کیا
 رہ گئی قاتل ہر دم کی اربان کیا کیا
 پانی پانی ہوئی اشک سر مرگان کیا کیا
 رنگ لائی گا بھی خون شہیدان کیا کیا
 ہای کافر فی لمی بوسہ دست آن کیا کیا
 کل تہلک تھی ہی شش شوخ کی کیا کیا
 کیسی کس کو بیان کیجی اسجان کیا کیا
 ہون گی آباد بھی شہر خوشان کیا کیا
 نالہ آتا ہی جگر سی قافستان کیا کیا
 گد گدائی ہیں جگر کو تری پیکان کیا کیا
 گرد میان کرتی رہی شمع شبستان کیا کیا
 موت آتی نہیں ہی عمر گر بیان کیا کیا

قتل سی پہلی جہکا ہی سر دشمن سلیم
 تیغ جلاوا بھی سی ہی پشیمان کیا کیا

عزت رندی کا بھائی مرین بھٹ کر اٹھا
 نیم نسل چور کر کیوں دیکھتا ہی بار بار
 اضطراب دل کی صدیقی دیکھتا بوت کو
 مختصر کر طول و نگو دام میں لاتی ہی کیوں
 مجھ قصور پیشہ سی آئینہ رو چھینا محال
 جز پیشانی نہیں غفلت ساری ہر مین
 مرتی ہیں نرات ترمین کان پر ایل نہ
 وای غفلت و تی ہیں باریں ساحل کب مجھے
 کوی جانان میں بھی شست نہ ملنی یا
 دیکھنی والی ہیں ہم ہی تری چشم ناز کے
 سبزہ رویدہ بس چڑھ پوش بکسیاں
 کٹ چکی شام جدائی صبح وعدہ قریب
 بزم نوشا نوش میں اعظ بیان نہ کیا
 بعد مردن بھی ہی باقی وہی گشتگی
 دیکھتا آب بقا کو مانگ مرنی کی عسا

خمسر شیشہ ہوا تعظیم کو ساعرا وٹھا
 حوصلہ کچھ اور باقی ہو تو پھر خنجر اوٹھا
 بہر استقبال شور فست نہ محشر اوٹھا
 پاؤں پر پڑ کر نہ اتنا زلف پر خم اوٹھا
 پر وہ چاہی چور چاہی ستیا سکند اوٹھا
 جو یہاں بیٹھا کف افسوس ہی ملکر اوٹھا
 کیا یہ تعمیر گلی لیجا بنگی سر میا وٹھا
 کشتی عمر روان کا جس کمری لنگر اوٹھا
 گرد کی مانند بیٹھا صورت صرصر اوٹھا
 دی اگر خصلت حیا گردن ذرا اوپر اوٹھا
 اسی صبا تربت سی سری پھول کی چادر اوٹھا
 اور دم بہر صدمہ فرقت دل مضطر اوٹھا
 طاق نسیان پر کتاب بند کر سیاغرا وٹھا
 خاک سی سری بکولا کہا کی سوچکر اوٹھا
 تشنگی کی ناز گرد چشمہ کو شرا وٹھا

ناکجا مہا نسر ای و ہر مین تسلیم خواب

دیکھتا غازی حیرت بیدار ہو بستر اوٹھا

حشر برپا کے دم سی کو چہ قاتل میں تھا
 پرورش کی ہی کنار بقیاری فی مری

ایک شور بقیاری سو وہ میری لہین تھا
 ہوں وہ ارماتون جو سینہ بھل مر تھا

کوئی صحبت ہو مجھی چپ کر تماشا دیکھنا
 اکی تنہی ہای جو شہ آرزو کو کسار کیا
 تھا ازل سے میں پسند خاطر افتادگی
 شور بختی فی کہا محرم عرض حال سے
 عاشق و معشوق ہوتی ہیں مقرر از دان
 شہرت بی اعتباری تھی جو حسن عشق کو
 قسمتوں سے طے ہوئی ورنہ بلا تھی عشق
 غلط ہی یاد کرتی تھی مجھی تم بھر میں
 تھا تمنامرگ کی پردل میں حیلہ ساز

میں بھی گویا رنگ محفل تھا کہ ہر لمحہ میں تھا
 آج وہ ارمان نہیں کل کے میری نہیں تھا
 خاک میں ملنا بربک شک و کلا میں تھا
 ہر حجاب بحر تخیال لب ساحل میں تھا
 کہہ ہی ہو تم وہی جو آج میری دل میں تھا
 نجد میں لیلی تھی مجنون پردہ محل میں تھا
 راہزن ہیر تہا ہرن خضر اس منزل میں تھا
 غیر الفت تھا جواب کی میں دل میں تھا
 مطلب آسان تھا لیکن پردہ مشکل میں تھا

وہ ہوا تسلیم ثابت مجھ کو نفی غیب سے
 حق تو یہی حق ہے نہاں وہ ہلال میں تھا

۲۲

۲۳

پر خیال لب ہر ہم مشک افشان ہو گیا
 ہجر میں خنجر ہلال عید قربان ہو گیا
 جب کیا سیر پس منی تری مارا پڑا
 پای قاتل سی اوٹھا سر بکد شہی کعبہ
 آشنای لذت زخم جگر طفلی سی ہون
 تافک پونچا ہی ہر گوشہ سیر نم اشک
 لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینہ صد چاک سی
 لی ماہی مرگ کی نیند میں ہر اک طفل سر شک

پہر مرا محسوس نہ خاطر پریشان ہو گیا
 غیب سے پیدامری مرنی کا سامان ہو گیا
 برگ خنجر تیر شاخیں غنچہ پیکان ہو گیا
 ساپ شہر مجھ کو بار احسان ہو گیا
 شیر کا قطرہ مری سنی میں پیکان ہو گیا
 کلم ہی ہونی پر یہ قطرہ ایک طع فان ہو گیا
 در و دل بھی آپ کی مٹی کا ارمان ہو گیا
 گوشہ دامن مرا شہر خموشان ہو گیا

سیکڑوں کہا تا ہی میں اعتبار آتا نہیں
 انگلیاں اوٹھتی ہیں جیسے شکر لال
 پرورش کرتا ہی میری آہ کس کس پیار سے
 نہک تا ہی اک جہاں سوزِ دل بہتا ہے
 گھر کیا دل میں جیناں جہاں فی ہفتہ
 التفاتِ عشق سے دل کی خرابی ہی رہی
 داغِ ناکامی غمِ فرقت جت سے آرزو
 اک بہار تازہ ہی رنگیں جانی بار کے
 قتل ہی ہو کر کیا دشمن کو ہمیں سرفراز
 اعتبارِ ظلم کو یا انتہائی صبر ہی
 دی کہی تکلیف صرصر ہی کہی برسات
 اس قدر بوی لپی سنگد و لدار کی
 انتظارِ یار میں امید ہی مارا مجھے

وعدہ محبوب بھی اہد کا ایمان ہو گیا
 جس قدر میں کم ہوا او تنہا نمایاں ہو گیا
 حلقہ زنجیرِ غورِش عزیزان ہو گیا
 آفتابِ صبح محشرِ دلِ غمناں ہو گیا
 رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہو گیا
 یہ وہ گھر ہی جب ہوا آباد ویران ہو گیا
 ایک اس دل پر نہیں کس کس احسان ہو گیا
 داغِ الفت سے مر اسینہ گلستان ہو گیا
 خون اپنا خلعتِ شمشیرِ عریان ہو گیا
 چار آنکھیں جھپٹتے ہیں میں چون پشیمان ہو گیا
 میں چراغِ تربت کو غریبِ بیان ہو گیا
 بدگمانِ آخر مری جامِ سے دریاں ہو گیا
 پہر کیا جو دم دہن تک کی پیکان ہو گیا

اب کہاں تسلیمِ لطفِ صحبتِ جام و سہو

چند دن احسان و وارِ میفر و شان ہو گیا

۱۷۱

۱۷۲

بات کرتی ہی تری جنبشِ سراپا پیدا
 فتنہ آنکھوں سے کہی ہی کہی جاو پیدا
 صفتِ لعل ہیں ہر آنکھ سے آنسو پیدا
 حسن کہتا ہی ہے داغِ شب کیسو پیدا

ہیں اشارات میں شکر کی پہلو پیدا
 ایک عالم پہ نہیں حسن و رنگی تیرا
 یاو کسکی لبِ نگین کے رولاتی ہی مجھی
 چاہتا ہی دل سوزان ہوا سیر کا کل

پیشتر مجھے مرئی مرنی پائے شہرت
 گر چہا مجھسی تو کیا بہرِ ناکش صبا
 مرزہ ای دل کہ بڑی تیری پنی کی جگہ
 سر نہ آنکھوں میں لکایا تو یہ بھی عاشق
 یہ وہی لب ہیں جو اعجاز کا دم بہرین
 آبرو رونی کی شبیم فی چین میں کدلی
 درو پہلو میں خلتش ولیم غرض عالم میں
 پر وہ گل میں بڑی پڑہوری نکست کے
 کیا کمون وصل میں کسکی بدلت بیوش
 ہمسری کیا قدموزون سے گری گایری
 طائر جان پی پرواز عدم مقتل میں

کل سی پہلی ہوئی اس باغ میں چھو پیدا
 صورتِ رشہ تسبیح ہوا تو پیدا
 چاک پہلو سی ہوئی وسعت پہلو پیدا
 عین وحشت میں ہی گرو رسم ہو پیدا
 انہیں آنکھوں سے اکر تھی ہر جاو پیدا
 چشم ز کس میں ہی غیب سے آنسو پیدا
 کچھ کچھ کرتی رہی جنیشا پر پیدا
 چہکے نظر نہی ہوا اور وہ ہر سو پیدا
 ہوا کرتے ہے کیفیت جاو پیدا
 چال تو پہلی کری سرو لب جو پیدا
 اوڑکی کرتا ہی پر تیر سے بازو پیدا

نازار باب ستم کی نہ اونٹنی ای تسلیم
 مرئی جبکہ ہو چاہے سرخ جفا جو پیدا

۱۱

۱۲

پہر میان میں شوری تسلیم کو سودا ہوا
 پہر می بالین یہ ہنگامہ وہی برپا ہوا
 پہر بھی شہر نہ بان طعنہ اعدا ہوا
 پہر گریبان جس کی طرح میں سوا ہوا
 پہر کسی کی چاہنی کا حوصلہ پیدا ہوا
 پہر مار و نا بے نہ ابر کار و نا ہوا

پہر مئی ش جنون کا چار سو چہا ہوا
 پہر وہی بندہ نواز می صاحب شفقت فی کی
 پہر قدم رنج کیا بہر خلش فصاوتی
 پہر ہوئی پر وہ درمی شام مصیبت دیکر
 پہر ہی جاتا ہی مجکول حسینوں کی طرف
 پہر کمانی مجکوبیتانی فی بجلی کی ترپ

پہر ہوا میں تازہ بروار قریب عیش و غم
 پہر وہی بی اعتباری عشق کی محبتی بھیج
 پہر بتوں کی لہجہ انی سنگی ہوتا ہوں خوش
 پہر کشتا ہی مری تکیہ و نیم بامان طرب
 پہر محبتی بھائی کوئی بخیر خواب خیال
 پہر عدو سن سنگی خوش ہوتی ہیں میری حال کو
 پہر رنگ قیس کی خوشی ہوا آدم دل
 پہر بھتا ہوں اجل کو جہل عمر عزیز
 پہر کسی کی انتظار کی بنیابست مجھے
 پہر مجھی ناز و وعدہ و جہیز گورہی
 پہر ہوا جامی سی باہر نکست گل کی طرح
 پہر ہی کوئی بخیر صورت نہائی بخود

پہر رنگ خم خون رقی لگا ہفتا ہوا
 پہر میں اپنے وعدہ محبوب کا شکوہ ہوا
 پہر خدائی و یکتا ہوں میر میں بیٹا ہوا
 پہر پلائی جان خیال شیشہ وینا ہوا
 پہر بنا افسانہ میں تقدیر کا ہوا ہوا
 پہر صدای خندہ معشوق میں گویا ہوا
 پہر غزال وادی غریب سنگی سیلی ہوا
 پہر سید التفات مرک چربینا ہوا
 پہر رنگ چشم روزن چشم کا حلقہ ہوا
 پہر بدولت آسمان کی خاک میں ملنا ہوا
 پہر کسی کی حبس جو میں کو بگو پہر نا ہوا
 پہر کسی کے یاد میں ہوں آگے ہو ہوا

پہر سکوت مدعا فیل لب اظہار ہی

پہر احبا کمتی میں تسلیم تکو کیا ہوا

۳۳

۱۶

خون و لائی گامی منہدی لگانا یا کا
 سرکھٹ دوڑا خوشی سی سیم استقبال کو
 نزع میں نظارہ دلدار کی فرصت کمان
 ناوک افکن بھی ہر چہ پنا کشن میں چین
 ٹھنڈی سانسو نہر گمان سر و مہر بھی مجھی

رنگ لائی گامی مقرر رنگ لانا یا کا
 ہای حبسینی سنا متقل میں آنا یا کا
 اب تو کیسان ہی مجھی آنا نہ آنا یا کا
 ہی فلک میرا نشانہ میں نشاننا یا کا
 کم بہانے سے نہیں آئسو بہاننا یا کا

مرک کی باعث ہی یادِ یحجانی بعدِ وصل
 امی غمِ تکلیف و دوری نہ تو ان ایسا نہ کر
 حشر تک خوابیدگانِ خاک کا اٹھنا تھا
 آتشِ باقوتِ رشک و دُشمنِ سرِ بوی
 خاک میری دشتِ غربت سے اور لائی جا
 کو بٹا ہر میری نظروں سے یہاں کیا
 خوب ویا قبر میں جسدِ مہلی منکرِ کبر
 مدعی کو برقِ خرمینِ زمِ عشرت میں ہوا
 چہرہ تھا ہی ویکہر آشفہ خاطر اور ہے
 حریفِ خصمت ہو گیا شہرِ مہلی پُر از روح

قتل کرتا ہی حیا سی سرِ جبکانا یار کا
 عمر بھر محکوا ہی ہی ناز اوٹھانا یار کا
 سوز ہی مین چین ہی سنکر فسانا یار کا
 اک طلسمِ تازہ ہی مسے لگانا یار کا
 مر کے ہی مجھے نہ چھوٹا آستانا یار کا
 خاطر نا شاوی شکل ہی جاتا یار کا
 یاد آیا مجھ کو تہا چھوڑ جانا یار کا
 ویکہر و زویدہ مجھ کو مسکرا نا یار کا
 سرِ چہرہ ہی کس قدر زلفونکی شاننا یار کا
 مرگ کا آنا ہوا پہلو سی جانا یار کا

ایک تو محروم ہی تسلیم در نہ روزِ شب

چو مہتی رہتی ہی زلفِ یار شاننا یار کا

۳۳

کیا کروں اپنی غرض کو مینِ قیدیوشی ملا
 ہر دوا مینِ اثرِ سم ہی گمان ہی مجھ کو
 عام ہی دولتِ نظارہ دمِ حشر ہے
 ماتمِ مرگ ہوئی عید کی شادی مجھ کو
 کار سازی تو بہت کی ہی سنی یاسنی
 دشت مینِ پاس جب آ یا تو بکولا آیا
 مکتبِ عشق کی تعلیم نہ چھو تسلیم

تب کہیں اسکا پتا آج نصیبوشی ملا
 ملک الموت کہیں ہو نہ طیبوشی ملا
 آج تو آنکھ شہِ حسنِ سرِ یوشی ملا
 جب گلی و وڑکی وہ اپنی قریبوشی ملا
 شورِ فریادِ مرا اسکی نصیبون سی ملا
 عمر بھر مینِ انہیں گبر شہ نصیبوشی ملا
 جو ملا مجھ کو محبت کے ادیبوشی ملا

کیونکہ تانِ خم پر عالم ہی قلع نور کا
 حشر میں بھی کشمکش شوق کی پشیمین
 اس طرح دنیا سہی یا گور تاک مری میں
 ساقیا مست نال ہوں کیا کروں پیکر تیرا
 یا و آتی ہی بیون کی ستر مری کی ہی
 عالم اسباب کی ہی نیت اسبابِ حسن
 ہی امیدِ حیل بایں نامرادی و درد و
 اس قدر گہرائی کیوں ہو تھر جانی کو جا
 دنگو ہی ظلمتِ سیاہی کی میری کہ نہیں
 مری ہی برہم مزاجوں ہی ہو کارِ بطکم
 مای کیا پوئیا مری فریاد فی سنگر جسے
 مال ہو ذی نوش کر بخوبی پرش بہرین
 مای ہی ہمدردی لفت کی جانے لگے
 بیکناہی و یکدہ وظاکم کہ میری حال یہ
 کون ہی صہان مری کہ میں فیضِ حسن سے
 اس قدر نازک مزاجی نی مجھی کہینچا ہی
 بی فتنہ جل مای کہ وہ ہوانِ پناہ میں
 تم جو مثلِ قس غم مجھ تیرے سمت کا کرو
 کیون خوشی ہستی ہی مجھ پر کسی نی ہی

کیا زبان تیغ فی چائا ہی پتھر طور کا
 رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا
 جیسے منزل پتھر کا ماند امسا فہ دور کا
 جانی ل پہلو میں شیشہ ہی می انکو رکا
 کیا ہی میں جلتا ہوں نا م تابی جب
 پاک ہی آرائش شانہ سی کیسو حور کا
 دل مرا کہ ہی خیال شاہدِ ستور کا
 اور ہی دم بہر بہتر عاشقِ رنجور کا
 ہو رہی ہی چاندنی دامنِ شبِ بچور کا
 استخوان اپنا ہی کا شانہ زلف حور کا
 دم بخود ہی صورت میں نالہ بانِ صبور کا
 گہر بنا ہی لوٹنی کی واسطی زنبور کا
 تیرہ تختی فی لیا دامنِ شب و بچور کا
 خون بہر لایا ہی دیدہ جو ہر سا طور کا
 روزن دیوار پر عالم ہی چشمِ حور کا
 جانتا ہوں نازا و شہانا کام ہی دور کا
 طور ہی میری چہر غ دل میں شمعِ طوکا
 خیمہ لیلی مئی دامنِ شب و بچور کا
 دل غنی کا ہوں میں اربان ہوں ہمقدور کا

| | |
|---|-------------------------------------|
| عاشقی میں وٹون بکسین برفیق اتنا ہی قریب | میں ہوں کا شیفہ دیوانہ تراہد حور کا |
| پانوں چیل چیل کر لہو بتا ہی تم قید میں | دیدہ زنجیر اپنا دیدہ سبے ناسور کا |
| وہ خموشی آشنا ہوں ہی محنت تک صدا | کاسہ سر کو بنا میں کاسہ گر تنبور کا |

اک بیت پر نور ای تسلیم ہی پیش نظر
آنکھ کا ڈورا نہیں شہ کی شمع طور کا

۱۲

۳۶

| | |
|---------------------------------------|--|
| اور کیا کا ہیدہ ہوتا لاشہ مجہ کزور کا | سایہ ہی جای کفن مرگان چشم مور کا |
| گہلی گہلی شمع کی مانند آخر جل بجسا | منہ ندیکہ میری لاشی نی دیان گور کا |
| سوز غم سی ہوں میں افنا وہ سراپا آبلہ | شیر کا ناخن مجھی ناخن ہی پای مور کا |
| دکینی کی صاف جنتی میں بہت فیر | خانہ آئینہ میں حصہ ندیکہ ساچور کا |
| ضعف میں افتادگی ندان سی ہکوم کہیں | طوق ہی گردن میں حلقہ موج آہ مور کا |
| بیکسون آج رونی کوئی آئی کا ضرور | بی سبب ہنسنا نہیں میری چراغ گور کا |
| نا توانی نی جگہ دنی توان کی آنکھ میں | میل سرمہ ہی تن کا ہیدہ چشم مور کا |
| کیا کری شکوہ مری سوز محبت کا کہ میں | بنگیا ہوں آبلہ اپنی دیان گور کا |
| نا توان ہوں زیر خاک مدفون بعد مرگ | بارہی سایہ مجھی مرگان چشم مور کا |
| کوئی صدمہ دی فلک شکوہ بان تک کی کیا | میں لب تصویر ہوں خون گرنہیں ہون شور کا |
| کسیچ لایا فاتحہ خوانی کی جلی سی نہیں | نقش حب ہی ای اہل تعویذ میری رک کا |
| وصف میں نکلی دیان لب کے کیا کہولی بان | نطق کام آتا نہیں بایں پر کشنی زور کا |

تیرہ دل کو نفع کیا شہ شمع صاف

دیکھنا بیکار ہی آئینہ چشم گور کا

۱۳

۳۷

ہدفِ ناوکِ تھک نہوا
 کر چکے چارہ گر مسیحائے
 لاکھ فساد کی مگر وہ شوخ
 محسوس نکلائی کیا چمک کر حیف
 ویکہ لے مہربانی قاتل
 او غم بھرا اور کیا کہیے
 آفرین بادِ تحکومِ محروم
 تشنہ جانے کچھ اور کر تذبذب
 ہوں وہ افسردہ سنگِ مدفون سے
 کاشش قدرت میں دم نکلی ٹی

آہ ٹکڑے کہہ جگر نہوا
 دروشت کشش اثر نہوا
 پوچھنا ایک طرف خبر نہوا
 یاد اس وقت بامِ پر نہوا
 ایک سے زخمِ جسم کار نہوا
 حیف اب تک ہو جگر نہوا
 اثرِ نالہ سحر نہوا
 آبِ خنجر سی حلق تر نہوا
 گرم ہنگامہ شر نہوا
 بار بار چاہا بے شتر نہوا

جدت کی واسطے تسلیم
 مای پامی طلب سے نہوا

۳۸

آئینہ رو کی یاد میں ٹکڑی جگر ہوا
 کس وجہ تھی بھی بھی اسیری کی رُو
 ویکہ میں شبِ فراق گذرتی ہی کس طرح
 پیری میں لچلی ہی قضا جانبِ عدم
 اندام بنا دیا مجھے جوشِ سرشکِ فی
 ملتا نہیں حصال میں اب کیا علاج
 جوڑا جو کھل گیا نہ اوٹھی فرطِ ناز سی

محکومِ ہلالِ تیغِ ہلالِ صفر ہوا
 نوچا کیا جو قابلِ پرواز پر ہوا
 دن تو فریب وعدہ میں بدل گیا ہوا
 جب دست و پاتھکے تو ہمارا سفر ہوا
 نورِ نظر رہی دشمنِ نورِ نظر نہوا
 جینا تو بھروسہ میں تری امید پر ہوا
 آخر کو باز رفت و بال کس پر ہوا

بعد فنا ہی مہین ہی آتش مزاجیان
اپنی سی ہو حصول تمنا محال ہے

نخل چنار سبز مری خاک پر ہوا
دریاسی آج تک لب ساحل نہ تہوا

تسلیم کیں اگرچہ عتدیزیان تو کیا

حاصل نہ اسل میں مین کوئی شعہ نہ تہوا

۳۹

۱۳

مر کی ہی بیرون خیال اس بات کا کیا
بکیتی بکیتی ہو گئی تھی اس قدر بکیتی کی خو
لی اجازت لی لیا تھا ایک سدہ خواہن
یار کیا صدی خیال یار ہی دیتا رہا
کار و ماجد تک تھی نو جوانی کی آئینہ
کس قدر تھانگہ ہستی میں کہ میری قتل
وای قسمت وصل کی شربت و تسکین
جستجو گمشدگی کا غیر ہر جگہ گڑا رہا
غیر کی بیایگی کا درد پوچھو انکھ می
کچھ تو تیری نازنی سمجھا دیا تھا اور کہو
غیر کا احسان بھی ملامت آئے سوز عشق کے
اوت می بیتابی کہ میں ہر روز آویں در

میں لب شیرین پروٹکی زہر کیون کہا کیا
مد تون ناصح مجھی ناحی ہی سمجھایا کیا
مرتی دم تک مجھی میرا شوق شرمایا کیا
روز جوش بخود می میں تجکو ترسایا کیا
کیسے کیسے رنگ جوش آرزو لایا کیا
استخارہ اونکو واجب سر بہر آیا کیا
عجب تک سنتا رہا اور دل میں کہہ رہا کیا
روز دل کہو یا کیا میں زوہ پایا کیا
دیکھو دامن کو خالی اشک بہر آیا کیا
مدعی بنکر مراد مجھ کو دہم کا کیا
حشر تک پانی سجد پر برسایا کیا
شوق میں جایا کیا مایوس پر آیا کیا

حشر میں تسلیم و سکا ظلمت چاہی

ابر تر نے جسکے اس پر دہویں سہایا کیا

۴۰

۱۴

پیام مرگ جو پیغام پرعتاب ہوا

جواب نامہ مجھے نامی کا جواب ہوا

مٹا حباب کی صورت تو بحر آب ہوا
 بچھا دیا عسیر شرم کی تلاطم فی
 شکستِ توبہ کی لہرائی دیکھ کر دریا
 شبِ فراق میں کوئی نظر نہیں آتا
 نگاہِ مست سی دیکھا جو او سنی ریا کو
 مثال ہی نہیں عمرِ حضری دی مٹی
 وہ دیکھتی ہیں مجھ میں کفن میں پوٹ
 ہوا نہ دوست مرا وہ کہی نہیں شمع سے
 ابھی سنی ہم خدام نے یہ آفت ہے
 فنا ہی سادہ قیامِ جانِ فانی کے
 دکھایا منہ نہ مسیحائی آج تک بہر کر

بنائیں خوبی قسمت کے حباب ہوا
 مری سب سے جہنم کو بھی عزاب ہوا
 حباب ہی مجھی پیسا نہ شراب ہوا
 خیالِ یار بھی آنکھوں کو میری خواب ہوا
 حباب میں اثرِ ساغِ شراب ہوا
 تمہاری زلف کو ناحق ہی بیچ و تاب ہوا
 او وہ نقاب جو اوٹھی اوہر حجاب ہوا
 یقین کیا ہو زمانی میں انقلاب ہوا
 جہان میں ہم نہیں ہونی کی کیشاب ہوا
 حباب کیا لب جو بیٹھ کر خراب ہوا
 دمِ اجل جو مری دروہی حجاب ہوا

نہ سوئی چین سی تسلی سے کچھ مدفن میں

بلای جان ہمیں مگر بھی اضطراب ہوا

۱۱۱

۱۱۱

اکی بیٹھا ملک الموت میں سید ہا اوٹھا
 تھا وہ سرگشتہ کہ سنکر خبرِ مری
 خاک اوڑائی لبِ ساحل جو تری مچھونچ
 ضعفِ سیمینِ جفتِ نقشِ قدم توڑ کی پون
 تھا وہ تاکام جو پرخِ دعا کی خاطر
 سکی میری لب پر شور کی افسانی کو

مجھی دم بہر بھی اجل نہ تھا ضا اوٹھا
 خاک اوڑائی کی لی سر پہ بکولا اوٹھا
 بدلی گرداب کے دریا میں بکولا اوٹھا
 جس جگہ بیٹھ گیا پہر نہ اوٹھا یا اوٹھا
 بھول کر بھی نہ کہی دستِ تمنا اوٹھا
 نہ ہی تابِ دلِ عید کو چلا اوٹھا

خارِ صحرَا کو ہوا بارشِ نیاں کا خیال
عاشقی میں بھی ہمیشہ رہی عشق و مزاج
تم نہ آئی دل محروم تنہا آخر
ہوں وہ شوریدہ کہ مری مری ہر محفل میں
چشمِ مجنون کو ہوا محلِ سلی کا گمان

جس گری سیر کو میں آبلہ فرسا اوٹھا
نازِ بیجا نہ کہی ہمسے کی کا اوٹھا
بیٹھی بیٹھی شبِ تنہائی میں کہلاوٹھا
بیٹھی بیٹھی سو طرح کا فتنا اوٹھا
جب کوئی واوی وحشت میں گولا اوٹھا

دلِ گمشدہ اگر تھا تجھی پیارِ تسلیم
پاس کیوں اس نہتِ عیار کی بیٹھا اوٹھا

۱۷

۲۲

قریب کامِ برحقِ وقت پر نہیں آتا
کہاں گئی جو عیادت پہ جانِ تہی تھی
حجابِ دیدہ نہ کس سے باغ میں نہ کرو
سحرِ کونشہ دولت میں لی ہیں منعم
جہاں میں صورتِ تصویر ہوں سراپا خوب
وہ شمع ہوں کہ جلاتی ہیں دستِ شمع
حیا ہوئی سببِ توبہ جفا شاید
خیالِ گریہ جہی تک سے ابرو طوفان کو
جو بوسہ و لبِ جان بخش کا تو احسان ہے
تپِ فراغ اسی ہی جلا چکی شاید
سناکی یاس کی باتیں نہ جینی می گاہ
خیالِ خام ہی اپنی ہی منتفع ہونا

بجھانی دل کی لگی کو جگر نہیں آتا
مزار میں کوئی لیسے خبر نہیں آتا
یہ دیکھنی کی ہیں آنکھیں نظر نہیں آتا
خبر نہیں کہ وہاں کام نہ نہیں آتا
مگر یہ عیب ہے کوئے ہنر نہیں آتا
کسی کو جسمِ مری حال پر نہیں آتا
کہ تیرے ناز کوئی تا جگر نہیں آتا
کہ اشکِ دیدہ تر جوش پر نہیں آتا
وگرنہ قرضِ مرا آپ پر نہیں آتا
کہ دم کی ساتھ وہ وود جگر نہیں آتا
فرشتہ موت کا ہی نامہ بر نہیں آتا
صدق کے کام سید نہ نہیں آتا

غضب کے بلبل بکس میں پڑ گئی ہی ضد
اجل خفا ہی فلک مدعی زمین دشمن
ہنسائیں کیا تری ٹکھیلیاں مجھی کہنوز
قفس میں تھی یہ رہائی سی یاس بلبل کو

چمن کو چوڑی صیاد کہ نہیں آتا
مرا جہان میں کوئی نظر نہیں آتا
بجی وہ ناز نسیم نہیں آتا
کہ آشیان میں ہی باور مگر نہیں آتا

ابھی سی کیا کرین دعویٰ شاعری تسلیم
یہ کام وہ ہی کہ جو عمر بھر نہیں آتا

۴۳

بجایانہ ہی کیف جوش ستانہ مرا
تاب وی آتشیں ہی دل غ ہوتا ہی
جیتے جی گمنام محلو کرو یا تقدیر فی
جلوہ کر ہی ربط جوش و جوش ہمیش میں

چو ستا ہی لب مر میستی میں پیمانہ مرا
سبزہ بر لاتا ہی سوز شعاعی دانہ مرا
محسے پہلے اوٹھ گیا دنیا سی افسانہ مرا
شمع تیری ہمیشیں سوز پر وانہ مرا

نازاوٹھا تا ہوں کس ناکس کے امی تسلیم میں
اب کہاں اکلام مزاج میں پناہ مانہ مرا

۴۴

دل ہے مقتون بت سکر کا
عشوق وندان سی زندگی ہی مری
سخت جانے کے کشمکش و کمبو
کیون اکڑتا ہی ہر وقت کے حضور
زند ہوں چاہتا ہوں عالم میں
نہ لگائے گا پھر گلے کوئے
پر وہ پوشے روای اشک فی کی

شیشہ دم بہر ہا ہے پتھر کا
آب و دانہ ملا ہے گھر کا
دم سنا نہیں ہی خنجر کا
یہ ہی امی گل ہے کیا برا بر کا
اوج ساقے کا دور ساغ کا
میری دم تک ہی ناز خنجر کا
ہاں ری پاس ویدہ تر کا

| | |
|--------------------------|----------------------------|
| صورت نقش پا ہون خاک نشین | شوق بالین کا ہے نہ بستر کا |
| برق لائی کہاں سی بیستانی | سب یہ صدقہ ہی جان مضطر کا |

| | | |
|----|--------------------------|----|
| ۳۵ | حال تسلیم کیون نہیں سنتے | ۱۱ |
| | کیا کوئی شکوہ ہے مہتر کا | |

| | |
|--|--------------------------------------|
| اللہ ری احسان ستم ضبط زبان کا | ہو ٹھون فی مری خواب بھی کھانا بیا |
| کیون یاس سی تکتا ہی تو منہ ضبط نہا | ای نالہ بیاب ارادہ ہی کہاں کا |
| مہرست ازل کو نہیں کہٹکا رمضان کا | کیا روزہ ہو پنبہ کشتی شیشی کی ہان کا |
| جز نام نشان تن لاغ نہیں کہتا | مجھ پر ہی پڑا سایہ تری موی میان کا |
| تصویر خیالی ہی نظر آئی گا کیونکر | تن نام رکھا ہی مری کا ہش فی گمان کا |
| کیونکر میں شہب و صل میں شوخ شہنشاہ صبح | دل پر ابھی ہونا ہی ستم شور اذان کا |
| چپکی سی بیان کر خبر نصرت گل کو | گلچین کہیں بلبل نشینی نام خزان کا |
| کیون ڈھونڈتی ہیں بہت عید میں مجھے جہاں | کو نہیں سی باہر ہی پتامیری مکان کا |
| محروم رکھا وصل سے تکرار عبت فی | لو صبح ہوئی آہی گیا وقت اذان کا |
| برباد بھی رکھتی ہی کیون گردش تقدیر | عنصر من ہی خل ہی کیا ریک وان کا |

| | | |
|----|------------------------------------|----|
| ۳۶ | دم بہر ہی نہیں ہی کہی اک حال تسلیم | ۱۲ |
| | چری کامری رنگ بنارنگ جہان کا | |

| | |
|-----------------------------|---------------------------|
| سے ترے ماتمکد ہلاشن ہوا | خندہ گل نالہ شیون ہوا |
| ہو گیا صد چاک بنی بہت جنوں | اپنا دامن صبح کا دامن ہوا |
| سراو تار قید میں قاتل فی آہ | آج میرا طوق سے گرون ہوا |

حیف ہے اونے وفانا آشنا
 پہر نہ اوٹھی ضعف سی مانند اشک
 کچھ نہ تھا جب تک وہ ہسی صاف تھا
 دیکھتے ہی زخمِ دل کے کہل گئے
 تیر کی ہے شعلہ رویوں کا آل
 کیا کہیں سوزِ محبت بعدِ مرگ
 وقت گر یہ اشکِ پکی اس قدر
 دیکھئے جب دیکھتا ہی یار کو
 مثلِ طفلِ اشکِ سرِ یان ہی رہے
 ایک عالم ہے شہبِ رتبعِ ناز
 اور بھڑکے رونی سی دل کی لگے
 جس جگہ عکسِ رخ روشن پڑا
 کیوں نہ ہو ترکِ محبت غیر سے

تو بھی میرے جان کا دشمن ہوا
 ہم چہاں پر گر پڑی مسکن ہوا
 پیار جب کرنے لگے بد ظن ہوا
 چشمِ بد بین دیدہ سوزن ہوا
 شمع کے بجھنے سے یہ روشن ہوا
 خاک جل کر سبزہ مدفن ہوا
 اپنا دامن ابر کا دامن ہوا
 آنکھ میرے دیدہ روزن ہوا
 ہم پہ کب احسانِ پیرا ہن ہوا
 آفتِ جان یار کا جو بن ہوا
 آبِ گریہ آگ پر روغن ہوا
 نورہ نورہ شعلہ آئین ہوا
 تو ہلاکِ کابیتِ پر فن ہوا

گر نہیں تیرے عشقِ شعلہ رو
 سوزِ غم سی سینہ کیوں گلخن ہوا

۴۷

۴۸

جب بہار آئی گی بلبلِ کا وطن جل جائیگا
 گر بھی سوزِ محبت بعدِ مرن ہی با
 سوزِ دل میرا نہ کہنا شعلہ وی نامہ بر
 دستِ نازک کو ابھی تکلیفِ آتش ندو

آتشِ گل بھڑکی گی سارا چمن جل جائیگا
 جسمِ نک آبی نیامی گا کفن جل جائیگا
 مفت کیتنی ہی بان تیرا دھن جل جائیگا
 آتشِ رنگِ حنا سی جان من جل جائیگا

ضبط کرنا آہ آتشناک اچھا نہیں
 سوختہ قسمت سے ای قاتل اگر برسی گا
 عکس میں آتشیں سے آئینہ بھی ایک دن
 سوزِ غم سے ہونے لگا شعلہ ہاتھوں کو باندھ
 یہ تو کیا وہ سوختہ قسمت ہونے لگا اگر
 کیون میں کرتا نوجوانی میں سنا عیش
 تابخ سے شعلہ ہی محفل جمع آئی تو سب
 ان ہتھو کو بیروت ہو فائیں کہا کہ ہون
 پر وہ پوشی ہی مجھ سے یقیں شیریں کہ تھا
 اپنی خون گرم کی جیہ میں شری کہ نہیں
 میری سوزِ عشق کی کہاں تو پہنچی قسم
 بھگی کا ہنگام پری داغ سوزِ عشق کا
 دیکھ کر دُعاں لے کر تیری شرم و رشک سے
 ای جنوں جس وقت میں گذرے گا آتشِ مقدم
 کچھ تو آہ گرمی کم ہوتی ہی ل کی جلن

استخوان مانند شمع انجمن جل جلی کا
 سبزہ گوشتہ خستہ تن جل جلی کا
 دیکھتی ہی دیکھتی ہی سیم تن جل جلی کا
 دم میں ظالم حلقہ ہمارے جل جلی کا
 چادر آب و دان کا پیرہن جل جلی کا
 کیا خبر تھی دیکھ کر چرخ کس جل جلی کا
 صورت پر آہ شمع لکھن جل جلی کا
 آگ بجائی کا شکر بہمن جل جلی کا
 مثل شمع کشتہ خون کو ہن جل جلی کا
 کیلچہ دامن ورنہ ای شمشیر جل جلی کا
 منہ تراکدن بہت بیان شکن جل جلی کا
 قد سیرا صورت نخل کس جل جلی کا
 پانی پانی ہو گا در لعل میں جل جلی کا
 جادہ مثل آتش شمع جس جل جلی کا
 غم نہیں وقت میں کر بیٹھن جل جلی کا

لکھی ہی تھی ہم نے نوک شعلہ سی غزل

دیکھ کر بد بین یہ انداز سخن جل جلی کا

۷۰

۷۱

جی بہر آید دیدہ سوزن لہو و سنے لگا
 لکھی اپنا آئینہ حال زور و سنے لگا

چارہ ساز زخم دل وقت فور و سنے لگا
 بسکہ تھی مٹی کی عادت دل میں باریسی

ہجر میں جس سرو قد کی جیسا گلشن کو پیر
 صدمہ بر جی ساقی نہ اوٹھا بزم میں
 خندہ زخم جگر نے دل کھایا اور بھی
 اکیلا زاہد کو بھی زہد ریائی کا خیال
 نبض تک بیار الفت کی بھی دیکھی نہیں
 تہا مصیب آئینا بغیر مطلق حشر میں
 ہای کیوں شرم فانا تیر بخش دل ہوئی
 کیا اثر اولیٰ تہا میری سر گذشت عشق کا
 تہا عدم میں کہینچ لایا آب و نہ جب یہاں
 کیا کہوں نظارہ سنبل کی کیا تکلیف
 ہوں خواہ اسیری جنت آیا ہلال

بیٹھ کر تنہا قریب آنکھوں سے لگا
 جی بہر آیا دیکھ کر خالی سہو سے لگا
 جس کھم می ٹوٹا کوئی تار ر فور سے لگا
 سہری اپنی توڑ کر ظرف ضو سے لگا
 امی مسیحا جیتی جی کیوں مجھ کو رو سے لگا
 جاتی ہی فریاد کو کی رو برور سے لگا
 قتل کر کے مجھ کو یار جنگ رو سے لگا
 دوستوں نے ہنس دیا سکر عدو سے لگا
 دیکھ کر بیچارگی ہی چار سو رو سے لگا
 یاد آئی تیری زلف مشکبور سے لگا
 میں سمجھ کر ایک طوق بیکو رو سے لگا

اکیلا کعبے میں جب محراب کا خیال
 بیٹھ کر تلخ خمستہ قبلہ رو رو سے لگا

۴۹

آئی آئی اہ سی دل سوی لب پہر گیا
 گرو شوق تیر میری ہمراہ بیتابی رہے
 اس قدر تکلیف بہریند بجا کیا ضرور
 سخت جانی کیا شرمندہ قاتل بھی
 بحث کرنی کو جو آیا با صبر و ہاہ حسن
 اس قدر غفلت تہا خواب غوش مزار

لو وہی پہر کی وہیں بیتاب ہو کر پہر گیا
 شوق لایا بار بار محروم کشت پہر گیا
 سنتی سنتی ناصحا جی پک گیا سر پہر گیا
 دم چرا کر رہ گئی شمشیر خنجر پہر گیا
 فرط غیرت ہی رخ خورشید انور پہر گیا
 ہنم چونکی آکی سر پر شور محشر پہر گیا

مجھے فیضِ عالم میں بھی نخلِ ساقی ہی ہی
 حوصلہ کیا کیا تھا عیسے کو لیکر شکر ہی
 کھینچ رہی تقدیر توڑیں جوینی بیڑیاں
 گر پڑا نامہ کہیں یا بھول آیا خطِ شوق
 میری ترسانی کو عہدِ وصل ہی کچھ کہتا
 فہم میں آتا نہیں کیوں آج میری خالگیر
 جب ملی جھک کر گلی شمشیرِ قاتل دویا
 بوسہ لبِ تاکجا کچھ اور رخصت و بھئی
 تہا فریبِ اشک نے مائیں آربِ خضر میں

جب می نزدیک آلی کی ساغر پہر کیا
 سنکے اعجازِ لبِ جانِ بخش و لبر پہر کیا
 میری پہر کی لپی محسوس ہی مقدیر پہر کیا
 کیا کہوں کیوں دیکھا مجھ کو کبوتر پہر کیا
 جب یقین آنے لگا مجھ کو ستم پہر کیا
 چند قطری اشک کی ظالم سہا کر پہر کیا
 آنکھ میں طرزِ تپاکِ اہل جوہر پہر کیا
 ذائقون سی شہد کی لہندہ چہر پہر کیا
 چشمہ حیوانِ تلک اگر سکند رہر کیا

رخصت امی دربان اگر آئی تو کہنا یا رے
 آج بھی تسلیم اگر تیرے در پر پہر کیا

۲۵

۲۵

سکوتِ غیر سی سوزِ جگر بیان ہوگا
 فریبِ عشق پس مرگ بھی عیان ہوگا
 نہ مرنی دی کی تمنایِ وعدہ جاناں
 دکھائی کی سحرِ ہجرِ شر کی سامان
 سجد میں داغ دکھائیں گی جلوہ مہتاب
 پس فنا یہ جفائیں کہے نہ مانوں گی
 گھڑی گھڑی رولا چارہ کر کہ پہر مجھ کو
 بلا نصیب تہوں کیا عمر کی کہوں مہید

زبانہ شمعِ سحر کا مری زبان ہوگا
 مرا فسانہ بنے گا تری زبان ہوگا
 فریبِ خضر مجھے عمر جاوداں ہوگا
 صدایِ صورتِ مجھے نالہ اذان ہوگا
 مرا کفن مری آغوش میں کتان ہوگا
 یہ زمین سجود کوئے آسمان ہوگا
 نصیبِ خندہ زخمِ جگر کہاں ہوگا
 خلافت ہوگا فلکِ سختِ بگمان ہوگا

جس کہان ہی بیابان میں چ طرف تالان
جلا کی شمع جلاؤ نہ بیگسے کو مری
لکائیں لاکھ فرشتی خدا سی ڈر کیا
گہری گہری نہ قسم لی کہ مجھ ہی ظالم
عدو نصیب کیوں کر کہوں پہرائی گی
دیان بھی ق میں باطنی تلک و بھین
صنمکہ ہو کہ ہو کعبہ بہتو عات ہیں
چھپاتی کیونکہ تہ خاک یونہی نہ ہی دو
لحد میں پہلی کا کیا خاک دل و حشے
مجھی اسپر کیا ہی تو پہونک صحت ساد
مزار پر مری لاؤ نہ پھول کی چادر

مری طرح کوئی گم کردہ کاروان ہوگا
کرو نہ غم کہ لب گور نوحہ خوان ہوگا
گواہ عذر مرا جلوہ بتان ہوگا
مرا کمان ہی تری طرح بد کمان ہوگا
مری دعا کا مرا بخت پاسبان ہوگا
بتا دی عرصہ محشر میں تو کمان ہوگا
کریں گی سجدہ ترا نقش پا جہان ہوگا
کوئی لاش غریبان پہ نوحہ خوان ہوگا
نہ راز دان کوئی ہوگا نہ ہم زبان ہوگا
جو میں نہونگا تو پہر کیا یہ شیان ہوگا
مرا چراغ محمدمحبہ کلفشان ہوگا

خبر کسی ہی جو دل پر گزر گئے تسلیم
مرا فسانہ مری بعد کیا بیان ہوگا

آرزو رہ نہ گئی موت کو مر کر دیکھا
بستر احوالہ اوپر سرخ ستگر دیکھا
جی بہر آیا کوئی لب نہ جو سا غرور دیکھا
میں نہ کہتا تھا تجھی اول مضطر دیکھا

غم نہیں گریستم کاوش خیر دیکھا
ایک صدمہ کے بے دینی میں تامل اتنا
ہجر میں یزیدش می دیکھی ٹپکے آنسو
ان جسدوں سی ہی ملنی کی تمنا بیکار

مجاہدی پہ تری آتا ہے رونما یہ ہم
سیکدی میں عوض نقش قدم سر دیکھا

کیا کیا فریب کر یہ بیت ات بہر نہ تھا
بلبل نے بختیہ تارِ نفس سے کیا نہ کیوں
باغِ جہان میں سرجہا غان کی طرح میں
کیوں سنکی شعلہ غضب اتنا بہر کہ اٹھا
بہر کار ہی ہی آتشِ غیرت کو بومی رفت
آوارگی میں عمرِ دور و زہ گزر گئے
کیوں سنکی وودی مری آ مدوہ بزم
طی کی برنگِ شمع رہ منزلِ عدم
کا ہنسنے بی نشان مجھے کس لیے کیا
کیوں زخمِ ہنس پر لبِ فار کی طرح

دیکھا تو صبح کو سرِ مشرکان بھی تر نہ تھا
چاکِ قبا ی گل کوئی زخمِ حاکم نہ تھا
وہ نخل تھا جو موسمِ گل میں بھی تر نہ تھا
ذکرِ وفا تو شکوہ سوزِ جب گزرتھا
کیوں نہ کہ ہون کہ زانو و شمن یہ نہ تھا
اپنا کہیں بار کی مانند گھر نہ تھا
میں کچھ نویدِ مرکبِ عدو کی خبر نہ تھا
کوئی سوای سوزِ جگرِ مسف نہ تھا
نقشِ دہن نہ تارکِ موی نہ تھا
پیغامِ وصل یا رخِ دنگِ نظر نہ تھا

تسلیم بات بات پہ قول و قسم ہی کہیں
ایسا تو بدگمان تو کہے پیش تر نہ تھا

۷۲

۷۳

بی تعلق ستم و ہر سے آزاد آیا
بدگمانی یہ بڑھی ہی ستم و شمن سے
تھا وہ آزاد کہ حسرت ہی ہیری رہی
تو ہی امی کی عدو باعثِ حسان ہو جا
کیوں ہشیان ہی مری نام کو سنکڑا لم
صحبتِ وح بھی تھی ننگِ تجر و مجکو
شادیِ مرک سی بھولا غمِ مستی دل کو

سنگِ طفلان نہ کہی تا شمر شاو آیا
اپنی سانی کو سمجھتا ہوں کہ جلا د آیا
وہو کی دی وی کی بھی باغِ عید صبا د آیا
چھیر ٹنی پہر مجھی ہنگامہ نہ یاد آیا
کیا کوئی عہد وفا ہی کہ تجھی یاد آیا
صورتِ قالبِ تصویرِ ہون آزاد آیا
نغمہ خوان میں طرفِ خانہ جلا د آیا

کس قدر شوق شہادت کیا ہی ہوش
 کیا عداوت تھی کہ جب ام میں لاقسمت
 خندہ تھا وقتِ لادت مہمرون گریہ
 بی سبب آنکہ نہ میں بڑتی ہی خنجر پتری
 قد شعلہ کہی منت کشر پوج شاکنہیں
 سبب گک ہوا پھیر کی زخمِ دل آ
 دعویٰ خون ہی اوستے زبان تک لائی
 دہنِ خم میں حسرت بہر آ یا پانے
 ماتم عاشق ناشاد کیا شیریں فی
 قید میں حوصلہ آہ کووتا ہوں
 نیک طینت کو نہیں صحبت بد چارہ
 تو سخن سروان تیز قدم تھا کتنا
 زحمت کشماکش جوش جنون کیا ہی
 عہد پیری میں ہاں آغاز جوانی کی گلے
 دہنِ خم میں طعن نہ سنوں میں کیونکر
 کیا بری ہوتی ہی مرنی کی تمنا ظالم
 بی سبب رشن خیر نہیں حشر کی زن
 کس قدر خنجر فراموش ہی ہستی میری
 نیند آئی نہ کہی امین مدفن میں مجھے

آپ جلا دسی کہتا ہوں کہ جلا د آیا
 دیکھتا ترچی نظر سی بھی صبا د آیا
 خوش عدم سی میں گیا دہری شاد آیا
 پہر کوئی آج فراموش قضا یا د آیا
 زیب ظاہری بری حسنِ خد ادا د آیا
 چارہ گر کا ہی کو آیا کوسے جلا د آیا
 کیا فسوں حشر میں پڑتا ہوا جلا د آیا
 بوسہ تیغ ستم کا جو مزایا د آیا
 کامِ آخر اثرِ تلخی فرما د آیا
 تنگی کینجِ قفس و یکہ کی دل یا د آیا
 دامنِ وحسی لپٹا ہوا ہمزاد آیا
 اک تراری میں تیرے عیب مآب د آیا
 ناصح اوٹھا نہیں بالین سے کہ فضا د آیا
 قصہ شامِ مجھ قوتِ سحر د آیا
 غیر کی ہنسی زبانِ نشترِ فضا د آیا
 سرکھٹ آپ مری سامنی جلا د آیا
 خاکِ پیر کو پہر کچھ سدا یہ جا د آیا
 ظلم جب مٹنی کیے شکرِ خدا یا د آیا
 تیری پہلو میں جو سونے کا مزایا د آیا

وہ ہوا خواہ قضا ہوں کہ عدم چپ کے
ما تم عاشق ناشاد کی شادی دیکھو
بگڑی تقدیر کی تقدیر سی بنتی دیکھی
تھی وہ آفت تری تصویر پر کعبہ کی خوش
تیری محفل ہوئی تعلیم کہ سوز مجھے

سایہ تیغ میں تا خانہ جلا و آیا
سرخ پوشاک پہن کر ستم احسا و آیا
غیر کی ضد سی مری گہر وہ پیر نژاد آیا
آہ کہینچی جو کہی ہوش میں ہزار و آیا
شعلہ شمع نظر سیلی اُستاد آیا

نکلت گل کی طرح بلغ جہان میں تسلیم
خانہ بردوش کیا صورت آزاد آیا

۱۳

۵۴

سلامت کن پہر کو قاتل سیہان آیا
وہ ہون لسوختہ جسم قریب شمع جا نکلا
کفر سے مجھ کو بو پیرا ہوں سہت آتی ہی
بتاؤں کیا شر کی طرح گر پوچی کوئی مجھے
خیال خاکساری عالم بالاسی بالاس تھا
نکامی شمع بزم و مست اتنے گرمیاں مجھ ہی
جنون میں ہی لیا احسان نہیں اہل فحشا
رہا فضل ادب فکر و دان یار میں لب پہ
کہاں ضعف نے مجھ کو تکلیف احسان دے
محبت سے جو نوخیز ہونسی اکثر دشت بہت
کری گزینج بھی کوئی تو مرنے کی چہ نہیں کہتا
اگر قنارہ سیری میں با بعد دے تھے

کوئی بے سر کوئی مجروح کوئی نیم جان آیا
اوٹھا تعظیم کو شعلہ کلی ملنی دھوان آیا
طوائف قبر کو کس کا غبار کاروان آیا
غرض کیا ہی ہر جا تا ہوں کہیں آکھان آیا
زمین سمجھا کی زیر قدم جب آسمان آیا
شر کی طرح کچھ دم کی لٹی ہوں میان آیا
ہمیشہ طوق بن بنکر ہلال آسمان آیا
طبیعت پیچ کہانی یا حبیبی میان آیا
اوٹھانی بغش بعد مرگ مور ناتوان آیا
خضر جب سامنی یا مری بنکر جوان آیا
عدم ہی ہوئی ہستی مثل مل ہی ہزاروں آیا
قفس لایا گیا جسم قریب شمع میان آیا

وہ زندہ صاحبِ شوکت میں جیتے ہوئے رکھا

درِ میخانہ ملکِ سینی بھی پر پیغان آیا

سحر سی منتظرِ بیٹھی ہو جوت اسر جانان پر

سمجھتے ہو تم امی **سلیکم** کیا قول بتان آیا

۵۵

۱۷

وصل کی شبِ ادایِ رحمِ جوان میں رہا
ایک دم بہتی نہیں صیادِ گلچین سے اگر
مرکئی لاکھوں شہیدِ نازِ چہرہ پر نہیں
چہرہ گر ہوتا ہی رسوا دستِ حشمت کو عیبت
شکل و اکلافی نہ طفلِ اشکِ فی ثمرِ کبری
زخمِ تیرے ہنسِ ہنس کی بہلائی کئی قاتل کی بعد
صبح سی تاجِ رویا ہوں ذوقِ یار میں
تیری لب کے سامنی پاتا فرغِ قدر کیا
کہ حسینِ فارغ رہی پست بلند و ہر
زخم کی پہنٹی سٹی ٹکڑی پیر میں ہی ہو گیا
بعدِ مردن بھی ہی تکلیفِ ہستی عشقِ میں
ہو ق حیران کس توقع پر دل امید و
اختلاطِ شمع و پروانہ فی ہونکا اور بھی
سونگہ مگر پیرِ میان کہتا ہی ہدیکان
کامِ پنا کر چکی بیماری عشقِ بتان
وادہ ری پاسِ فائدہ ری شرمِ آرزو

صبح تک میں التماسِ شمعِ قِ نہان میں رہا
کیا مزارِ مہنی کا پہرِ بلبلِ گلستان میں رہا
وہ تماشایِ ہلالِ عیدِ قربان میں رہا
ای جنوں اب کیا مری جیبتِ بیان میں رہا
دیکھنی کو مدتوں آغوشِ شرکان میں رہا
عمرِ بہر میں نازِ پرواہی بچکان میں رہا
روزِ شوبِ کافِ فرقِ میری جیبتِ گریبان میں رہا
لعلِ آخرِ شرم سی جا کر بدخشان میں رہا
چاہہ سی نکلا جو پوسفِ کینجِ زندان میں رہا
شورِ الفتِ خندہ چاکِ گریبان میں رہا
بنکی میں فکرِ وفا بریمِ حسینان میں رہا
آج تک تیری فریبِ عیدِ و بیان میں رہا
شعلہ زںِ داغِ تنہا ہر گرجان میں رہا
سیجِ بتا تو پاسِ گل کی گلستا نہیں رہا
میں فریبِ نسخہ و تاثیرِ درمان میں رہا
ہر نفسِ ہمراہی عمرِ گریبان میں رہا

| | | |
|----|---|----|
| ۱۱ | کیا پڑ ہے اشعار تسلیم جگر افکار نے شور تحسین ہر طرف برقع خندان میں آ | ۵۶ |
|----|---|----|

| | |
|--|--|
| <p>یہ گلہ کم ہے کہ میرا ہر گلہ جاتا رہا فاصلہ پیدا ہوا جب فاصلہ جاتا رہا باتوں باتوں میں خیال قافلہ جاتا رہا دوستو نہرو کہ وقت فیصلہ جاتا رہا حوصلی کا اپنی دل ہی حوصلہ جاتا رہا جب قریب خار پونچھا آبلہ جاتا رہا آج ہی دست جنون کا مشغلہ جاتا رہا کوئی دم آیا تو مشعل زلزلہ جاتا رہا کس جگہ تہی ہی حرف مہلہ جاتا رہا دولہ کچھ بڑھ گیا کچھ دولہ جاتا رہا</p> | <p>وصل میں کیا عرض غم کا سلسلہ جاتا رہا دور بھی آپ کو بیٹھی اگر آ کر قریب ہمسفر ہو نیچی عدم کو میں سوال گور میں اب نجاؤ اونکو بھمانی اہل ہی غم قریب ناامیدی اہقد ز نخل فلک سنی گئی پہوٹی قسم سے رولایا جگو کیا کشتہ میں پہاڑ گردہن کیا دیوانگی نی چاک چاک ہوش میں بھی اضطراب دل ہی بیتابی رہا مفسر سی اہل معنی کا نہیں کہنتا وقار چاہتا ہوں جوش پیری میں جمع انی کی گمنگ</p> |
|--|--|

| | | |
|----|---|----|
| ۱۲ | اس قدر فکر سخن تسلیم کسکے واسطے قدروان سی لطیف احسان جملہ جاتا رہا | ۵۷ |
|----|---|----|

| | |
|--|---|
| <p>کوئی تازہ چمن میں گل کہلا کیا سکھایا تم کو آئینے نے کیا کیا وم گردش ترا بخشہ رکا کیا فروغ زمیست پراہنی ہنساکیا شب تنہائے میں ظالم حیا کیا</p> | <p>یہ غنچے مسکرا رہے ہیں صبا کیا او اوناز و طرز خود نمائے نہ کی تہی بی نیازی کچھ گلو نے شرر بھلوہ شمع عدم تھا تمنا سے تری یا میں سینہ سخت</p> |
|--|---|

وہی نے پرو کی شیشے میں ہی ہی
 دم آخر عجب تکلیف و رمان
 غبارِ کاروانِ بی نشان میں
 میں عاشق اپنی مطلب کے کہیں گے
 ہوا کیوں سنکے برہم بارِ جانی
 جہان میں ہر بشر آتا ہی عریان
 اگر سواری عالم نہ نہوں میں
 غرورِ حسن ہی کچھ دن کا مہمان
 وہ افتادہ ہوں تنگ و شکیری
 اگر چیرا نہیں باوجودِ سرنے
 ہمیں جس دروغ تو کیا اور وی گلا
 عجب قاتل نے کہیں تیرے تیغ ابرو

بنی ہے دخترِ زپارس کیا
 بہلائی چارہ گر مجھ میں رہا کیا
 ہمارے ہمراہی بانگ و کیا
 تمنا کیا ہمارے دعا کیا
 بتائی نامہ بر تو نے کہا کیا
 عدم ہی ہی کوئی وحشت سرا کیا
 تو پہراسِ دل لگانی کا مزا کیا
 سے عالم رہے گا بیوفا کیا
 جو اوٹھا بھی تو مثل نقش پا کیا
 ہر اک غنچہ چمن میں ہنس پڑا کیا
 ترا چرخِ سنگر حوصلہ کیا
 شکستِ رنگ عاشق دیکھنا کیا

عجب تسلیمِ مشقِ غیبتِ غیر

بڑا کہنے سے ملتا ہے بہلا کیا

۵۷

بتائیں کیا کہ ہوا غفلتِ شباب میں کیا
 پیر کی مالق پہوئے نہ بد نصیب سپر
 کیا ہی وعدہ فرواسحر کو آئین گے
 وہ دیکھ کر مجھی ہی پر وہ کیوں ہوئی لیل
 ابھی جو وعدہ تکلیفِ حشر باقی ہے

خبر نہیں ہی کہ ہم دیکھتی تھی اب میں کیا
 متلع بحری ہی خانہِ حباب میں کیا
 ابھی سی ہی دل ہر صبرِ اضطراب میں کیا
 نگاہِ شوق فی سما ویا نقاب میں کیا
 عذابِ روزِ جدائی نہیں حساب میں کیا

۱۵

| | |
|--|---|
| <p>پہری نہیں طرف چشمِ مظلوم تک جھکا کی خوابِ اصل سی جلاؤ کی اب کیوں گلہ کیا ہی تو اپنی سیاہِ نختہ کا ہمیشہ پاس کسی آکی دیکھ جاتی ہے کبھی ہی مرگ کا رونا کبھی نشاطِ حیات وہی سوال و فلامی جو روزِ سنتی ہو جلائی کی تیشِ ہجر یارِ اک کو اوتر کی خلق سی بیہوش کرو یا مجھ کو پس فنا بھی کیوں ہی یقینِ جنت کا</p> | <p>نگاہِ شوق فی سماویا نقاب میں کیا پہنساؤ کو بھی پہرہ تم کسی عذاب میں کیا تمہاری کہیں شگون ہیں پیچ و تاب میں کیا کوئی اسید ہی باقی دلِ خراب میں کیا پہنسنے ہوئی ہیں رنگی کی ہم عذاب میں کیا سکوت ہی لبِ خاموش کو جواب میں کیا رکھا ہی سوزِ الم فی دلِ خراب میں کیا بچھی تھی تیغِ جفا آپ کی شراب میں کیا بنی کی حورِ مرئی روحِ انقلاب میں کیا</p> |
|--|---|

| | |
|---|-----------|
| <p>خبر نہیں ہمیں تسلیم اس کے نام کو پڑنا ہی شوق میں کیا لکھا اضطراب میں کیا</p> | <p>۵۹</p> |
|---|-----------|

| | |
|---|---|
| <p>آج بکڑی غم کی تقدیر کیا کام آئی گردشِ تقدیر کیا خاک اوڑا سئے خاکِ دہلیز کیا آبرویِ اشک سے تاثیر کیا نوجوان اب بھی تہیِ چرخِ پیر کیا پہونک دو گے خانہ زنجیر کیا پہر سُنو گے نالہ شبِ گیر کیا چالِ تیرے جلیتی ہی شمشیر کیا</p> | <p>ہنس کے آیا وہ بت ہی پیر کیا اوڑ کی پونچھی خاک کو یار میں بعدِ مردن کہات میں ہی دیکھے آسوؤں کو وون جاہِ دامن میں کیوں شوخیان ہوتی ہیں ہلے جاو میں ہوں میں وہ آتشِ قدم کہتا ہی قس روز کیوں دیتی ہو صدی ہجر کے ایک دم میں سیکڑو اتی ہیں قتل</p> |
|---|---|

دل نہ سے نقش و نگار دھس کر
تو وہ کہتے سب سے کہ جو ممکن نہیں
پاؤں سو جاتی ہیں سنگ کیون چٹون
چھپ رہی آنکھوں ہی کر کر خاک میں

اعتبار بخش تصویر کیا
میں سنون تیری دل لگی کیا
داستان ہی نالہ زنجیر کیا
منہ دکھائے اشکابی تاثیر کیا

۴۰ بی ادب تسلیم رحمت سے نہو

لیچا ہے اتنی کسی تقصیر کیا

۴۱

وہ ہوتا ہی غیر لشک سی لوح مزار کیا
کیون انتظار یار میں غفلت کے چٹن ہو
ہر بات میں قریب تلون ہی جلوہ گر
اک دم میں گل کھلی ہی ہوئی پامیان ہی
جتنا پسین کی اور سوانگ لائیں گے
آغوش یار شکی لیا ہی بحد سے کیون
اتوار شام ہی وہی اب تک فراق میں

سمجھا ہی مجھ کو ہی تری دل کا غبار کیا
بیداری شباب ہی خواب مزار کیا
میں ہوں مزاج یار مرا اعتبار کیا
لائی خزان کو سایہ نسیم بہار کیا
ہم کو حنا کی طرح غم روزگار کیا
لطف وصال ہی کا عذاب فشار کیا
ہونی سحر نہیں مرے پروردگار کیا

۴۲ تسلیم آئے کا بت بیان شکر نہیں

تم دیکھتے ہو جانب دربار کیا

۴۳

قید اپنا وہ آپ پُر فن تھا
خاک ہی ہو کے سر بلند رہا
سینہ چاک کے مجھے عجب بخشنے
جلوہ گرداغ دل نہتایس مرگ

حلقہ زلف طوق گردن تھا
دوش باوص با کا مسکن تھا
نہ کر یہ بیان نہتایس نہ وامن تھا
اوجڑی گھر میں چراغ روشن تھا

جیتی جی سب تھی مری جب دیکھا
 کسکے آنے کے تھے خوشی بھل
 شب کو داسو زری عجب پتھری
 کیا دلایا تھا تہ سے آکر یاد
 کچھ نہیں تھا تو یوں پس ہوا
 مہ کے تھے ہم سبے اسیر جنوں
 پوچھتا کون حال بیتابی
 اک جہان دیکھتا تھا حیرت سے
 غم بابل میں عمر بھر سیاد
 خال و شرکان عشق ہی دل میں

نکوئی دوست تھا نہ دشمن تھا
 آج کچھ باغ باغ گلشن تھا
 جل کے ہنستا چراغ مدفن تھا
 مسکراتا شکاف مدفن تھا
 بی سبب کوئے گردِ شبنم تھا
 طوقِ قسری کہ طوقِ گردن تھا
 تم خفا تھے نصیب دشمن تھا
 ہیکے پر ہے میری جو بن تھا
 ماتھے تھا تو برگِ سون تھا
 سیکڑوں دل غلاکھوں وزن تھا

عذر مانع تھا کوئے تسلیم
 ترکِ شعہ و سخن قصہ تھا

۶۲

مصروفات بہرِ ضبط ہو میں تھا
 سنا سوال و سئل نہ انکار کیسکے
 پیرِ میخان کچھ اور بھی خیرات کیسکے
 بیتاب ہو کی خیر قاتل لیت گیا
 خالی نہیں قریب اپنی کی دوستی
 مقتل ہی بوسہ کا وہ قضا کیسکے
 کسکو کیا تھا شوق اسیرِ غرق آب

ناہ بزرگِ قتلِ مہربان گلہ میں تھا
 گویا کجا غیبِ مری آرزو میں تھا
 کہتا ہے مجھ سے ہوش مرا کیا ہو میں تھا
 سو سو طرح کا ناز ہماری گلہ میں تھا
 دل ہی قریب تھا کہ تری جستجو میں تھا
 تیری حنا کا رنگ ہماری لہو میں تھا
 گردابِ شکلِ طوقِ گلہ آہو میں تھا

تو بھی پہلی بخشش تقصیر چاہیے

سجدی کچھ نہیں اشک نے جب میں وضو دینا

تسلیم اشک دیدہ عاشق نہ تھا کوئی

لی اس کتاب کس لیے چشم عدو میں تھا

۱۳

۱۴

وصل میں کروٹ جو شوخ جوان لینی لگا
گو بظاہر ترک تھا لفت مگر جب آگئے
بزم ساقی آگئی تھی باو کس مینوش کو
فصل گل آئی نہیں لیکن جوں کی جوش میں
حشر میں جسد مرفور و چون و کیا مجھی
ہونہ رہا وہ یہاں جب کہی آیا نظر
گرم مطلب و یکہ کہتی ہیں سو سونا
واہ کیا اعجاز ساقی ہی کہ مسجد چوک
وقت آخر ہی دکھا جا آ کی صوٹ بیوفا
کچھ عجیب نہایہ ہی وہاں ساری لڑیب

ضبط کسی لخصت آہ و فغان لینی لگا
شوق تنہا پاکی و میں چکیاں لینی لگا
جام چہ کا شمشیر می چکیاں لینی لگا
دست و شست پیر میں کی ہجیان لینی لگا
حور می لنی کی قسمیں بدگمان لینی لگا
دوڑ کر میری قدم پیر مغان لینی لگا
جب سلایا پاس تجھ کو مچیاں لینی لگا
میفر وشی کی لیے زاہد دکان لینی لگا
اہتوا و لٹی سانس تیرا نیمجان لینی لگا
جو چلا ملک عدم می مر یہاں لینی لگا

جمع دیوان نہیں اب تک تھا پھر بعد مرگ

کوئی کیوں تسلیم نام سے نشان لینی لگا

۱۵

۱۶

دل لاق اور سی جب آشنا ہو جای گا
عند لیب تنہا بہار چند وزہ پیر پھول
آرزو مجھیں گے ناکامی سنی کامی کو ہم
کہہ ہی ہی روز مشق قتل عاشق اکین

شکر ہی منہ سی جو نکلی گا کلا ہو جای گا
چارون میں نک دی گل اہو جای گا
انتہا کو جوش حسرت مدعا ہو جای گا
رفتہ رفتہ تیرا کوچہ کربلا ہو جای گا

آرزو مند فو بوجہ زخم تن نہیں
ایک بوسہ نہیں کچھ اصل دہی اب مجھے
گریہ ہی ہی انتہائی سخت جان دیکھنا
جس طرح ہوتا دیر تاخیر حسرت جانی
وای غفلت بتداین وصل کو سمجھی تھی ہم
قتل کرنا مجھ کو تیغ تیر سی اچھا نہیں
ہون وہ گزشتہ کہ مجھ کو خضر کی حاجت نہیں
ہو کی برہم بزم سی جب میں چلا کہنی
قتل کر تیغ تبسم سی دیت کا غم نکھا
جذبہ دل ہی عطا کرد و بخشا ہی اگر
بان بان تیغ رہی دو دمان زخم میں
ہون مضطر بعد مردن امتحان کنویں
دل یا اوس بی وفا کو سخت نادانی ہوئی

جامہ ہستی پرانا ہی نیا ہو جای گا
تم سخی کہلاؤ گی میرا بہلا ہو جای گا
قطرہ زہر اب بھی آب بقا ہو جای گا
زربان آسمان دست دعا ہو جای گا
بیشتر حیا ہیں کی ایسا بار بار ہو جای گا
غیر کو بھی اس ستم کا حوصلہ ہو جای گا
گرد باد و شست غربت ہنسا ہو جای گا
اُوہ جی اک تم نہ آؤ گی تو کیا ہو جای گا
جلوہ لبہای رنگین خونہا ہو جای گا
ورنہ ای تقدیر نالہ نارسا ہو جای گا
شکر احسان ستم کچھ تو ادا ہو جای گا
پہلو مرقد میں پہلی زلزلہ ہو جای گا
کیا خبر تھی اس قدر ہتاشنا ہو جای گا

شکوہای زلف برہم اس قدر سیکھ کیوں
میں نہ کہتا تھا گرفتار بلا ہو جای گا

۶۵

۶۶

کا ہشون سی حال پناہ و دیکر ہو گیا
قابل پروا و صید جان مضطر ہو گیا
آبرو گر چاہتا ہی کنج خلوت کر قبول
چھوڑ کر تنہا گئی جسد مہ آویں ات سی

جسم لاغر بنی رشتہ تار بستہ ہو گیا
قابل ہر جسم کا ہر شہیر ہو گیا
قطرہ نیشان صدف میں آ کی گویا
دو پہر جینا بھی وقت میں و بہر ہو گیا

سخت دل کو نور کرتی ہیں رباب ضیا
مٹتی مٹتی دشمن جان کی بھی نریزی ہو
اہل دنیا سی ہلا جب آئینہ عبرت ہوئی
یار خود بین فی جہان میں کج قیامت کا
صدقی اتلی شیر الفت تو فی کیا بھادیا
مر کی ہی دم بہرہ پہلو سی کیا پس بجا
ہجرین حیرت برستی ہی درو و پو آرتے
ہر گھڑی زیر فلک حاصل ہی بربادی مجھ
دھوپ ہو یا چاندنی دونوں ہی کتنا ہی
کاتب لوح جبین سی انتہائی وقت میں
باعث راحت ہوئی بیتابی فرقت مجھ
کسنی جہانکا آج وقت میں ہو کرنی نقاب
سبھی تھی مگر گرا تباری ہی چھٹ جائیگی ہم
جسکو تو چاہی بہنم لطف خلی نہیں
شکی پوست تیری چاہی پوزخندان کی صفت
اک جہان پڑ پڑتا ہی کا او میں بدیش کا
سبھی تھی مل کی حقیقت کو فقط درو جہم

مر کی فیض نظری لعل تجھ رہ گیا
نیچے قاتل کا ٹوٹا ہی تو بخش رہ گیا
صامت ظاہر ہو گیا باطن مگر رہ گیا
عکس مہی آئینہ خورشید مجھ رہ گیا
آج قتل غیر پر راضی وہ کیونکر ہو گیا
آپ کا پیکان مجھی دل کی برابر ہو گیا
بی تری گہرا آئینہ خانی سی بدتر ہو گیا
دورے ریکت وان طالع کا اختر ہو گیا
قبر کا دامن مجھے دامان ماور ہو گیا
لکھتے لکھتے مصرع ابرو مگر رہ گیا
اس قدر تڑپا کہ دل پہلو سی باہر ہو گیا
روزن در مطلع خورشید خاور ہو گیا
قسمتوان سٹی رمر پر خاک پھر ہو گیا
نور و مست حضرت موسیٰ میں خاک ہو گیا
پانی پانی حلقہ گرواب کو شہر ہو گیا
خط صحیفہ ہو گیا ماضی ہمیر ہو گیا
لکھتے تھے جسکرمی خط ایک فقر ہو گیا

یہ تمنا ہی کہ مگر جو چہنت سی ہون
شکاری یہ شکار خاک پای حیدر ہو گیا

میں کہان کشمکش عشق سیل جاؤں گا
وہ سبکہ ہوں کہ زندان ہی کہی تنگ
ہای کہنت میں کہی راؤں گا امی مستون
مجسی لیتا ہی عبت عہد فاکسی میں
آتش داغ جاہری کی فصل گل میں
آہی جائی گا اویش کسیدن و کلمہ حم
مجسے کیا ازتری ہوئی عیان ستی میں
شجر شمع ہوں بہ اشک شری ہیرا
چارہ کر تاتہ اوٹھا چارہ کری ہی میری
آج شکل ہی گل و پتی رت ہوئی

کیا تری تنگ قبا ہوں کہ نکل جاؤں گا
صفت نالہ زنجیر نکل جاؤں گا
اب تو داس ہی نہیں ہی جوہل جاؤں گا
یہی کیا تری نظر ہوں چہ بدن جاؤں گا
وہ شجر ہوں کہ بہا آتی ہی جل جاؤں گا
ہوں پتہ ل شمع کہی جل جاؤں گا
کچھ خم باد میں ہوں اول جاؤں گا
جب جلاؤں گی مجھی سے پہل جاؤں گا
چشمہ پیار نہیں ہوں جو پہن جاؤں گا
میں ہی اک نکات مانہ ہوں جل جاؤں گا

شوریا تم ہوں کہ ہوں خاک گرا ہی تسلیم
جس طرح ہو گا میں کوئی چہ میں گل جاؤں گا

۱۲

۱۳

کہ دل کافر مرا جسے میں دلبر مانگتا
بخل ماتی سی ارادی کہ رہی رنہ ہی
کو کنا تیغ نگاہ تاز کا آسان ہوتا
خار ہوتا بلبون کو آسمانی لگو داغ
ننگ ہست تھا جہان میں جاہرون کہو اسی
تو خطا ناکہ شہیدہ آرزو میں گمان
میری بہت نی گاہا پہلو کو خالی ہدیہ

ایک بت اللہ سی بہر چہ سب مانگتا
چلتی چلتی اور میں دو چار ساغ مانگتا
میں تو کیا ہوں خضر ہی پانی نہ اوٹ کر مانگتا
خاک میں کیا ملکی میں ہو لوئی جاؤں مانگتا
کیا فلک سے جاہ منصوب تھو افسر مانگتا
ان نعیم بنو پیر و عای وصل کیونکر مانگتا
ان ہوں ہی کیا دل صد جاکہ کیونکر مانگتا

خاک میں گردون ملا تا صورتِ طفلِ شکر
ایک سوہنی نہیں جتنی غورِ حسن میں
عہدِ طفلی سی عدو میرا یہ چرخِ پیر ہے
وہ بلا بالا ہی تو گرد و گستاخِ خرام

میں اگر ہوں ہی بی امان مادرِ مانگتا
ان بتوں سی خلیٰ کیا خاک پتہ مانگتا
خونِ دل دیتا اگر میں شیرِ مادر مانگتا
فتنہِ قدس سے امان آشوبِ محشر مانگتا

آپکا کہلا کی سلیم جگر ششہ غلام
غیر سی کیا جام ای ساقی کو شر مانگتا

۶۱

۱۵

اولیٰ ہوتی جو وعایں تیرہ قسمت مانگتا
ہوں مضطرب سُنکی نالہ صورتِ ہی اللہ سی
کچھ تو رہتا اتحادِ جوِ قاتل بعدِ مرگ
ہوں وہ ایدا آشنا پاتا اگر دل میں جگہ
ہستِ یوانکی ہنستی و کرنے مر کے میں
رکھ لیا شرمِ گنکاری فی پردہ شکر ہی
اکیا کچھ پاسِ رنہ حشر میں بدستِ مژ
صورتِ تصویر میں ہوں شکلِ آئینہ جہان
اس قدر محرومِ قسمت تھا کہ ہو جاتا لہو
بڑھتی دیتا کب مجھی ویرانِ نصیبی کا اثر
پیشہ کہنی سی تو نہ نہ ہوا اب کیا کہوں
گر نہ محرومِ اثر ہوتی عامیری تو میں
کچھ سمجھ صورتِ نقشِ قلم لغتِ مہون

دلِ غ دیتا آسمان گزشتہ تربت مانگتا
منہ چپا لیسے کو دامنِ قیامت مانگتا
کاش آبِ تیغ بہر غسلِ مسیت مانگتا
اور میں اسدی اکِ دلِ غ حسرت مانگتا
خاک اوڑانی کھیا بانِ قیامت مانگتا
اہلِ محشر سُنکے ہنستی گر میں جنت مانگتا
دلِ کھانی کو تری دشمنِ کبھیوت مانگتا
کیا طلسمے کہ میں بھر غیرِ حیرت مانگتا
شیرِ وایہ سی جو ہنگامِ رضاعت مانگتا
گو رکھ دتی آسمان سی گریخت مانگتا
خیر جو کچھ مانگتا امی ہیروت مانگتا
نازاوٹھانی کی نہی کچھ اور طاقت مانگتا
خاک میں گردون ملا دیتا جو فتنہ مانگتا

ہوں وہ عاشق گر خداویسا تو میں دنیا پر
پیار کرنی کی لہی اک حور جنت مانگتا

تھا حجابِ بحر ای تسلیم جو رنج سے
کیا میں اس طوفان میں مہم یعنی کی نصرت مانگتا

۴۹

یا چشمِ عیار نے سوئے ندیا
چشمِ وزن فی وجہ کیا اوسے شب بہرِ محبو
رات بہرِ خستہ نصیب سے ہی شکست ان
روزِ محشر کی عاین تہ مدفن مانگیں
مرگ کی نیند میں بھی نکتہ ہم کی مہم بہر
نہند صیاد کو آئے نہ پھر کئی سی مری
کیج سرتک غمِ جانان بھی لی باہن
ہجر میں اور بھی بچیں ہو شکست سے
شکلِ تصویر نہ ہم کی شبِ صلیبتیں ملک

عمر بہرِ فست نہ بیدار نے سوئے ندیا
غیرتِ عشقِ فسوکار فی سوئے ندیا
گرویش کو کب بیکار نے سوئے ندیا
مر کی بھی وعدہ دیدار فی سوئے ندیا
اضطرابِ دل بیمار نے سوئے ندیا
وحشتِ تازہ گرفتار فی سوئے ندیا
داستانِ دل بیمار نے سوئے ندیا
ایک دم صبحِ غمخوار نے سوئے ندیا
صبح تک لذت دیدار نے سوئے ندیا

کیا نزاکت تھی کہ اوس بیتِ سخنک تسلیم
خلشِ شستہ زنا رے سوئے ندیا

۵۰

جان ہی لی کے سرتیر جگر سی نکلا
تنگ آیا ہوں وطن سے میں شکر کی صورت
واہ ری شور جنوں دیکھنی موڑا عالم
بوسہ بند دیا اوسے زبردستی سے
بدگمانی کو نہ کیوں بدگمانی میں کون

میرا مہمان مجھی لوٹ کی کہہ سی نکلا
پہر نہ آؤں گا نظر جسکھڑی کہہ سی نکلا
فتنہ حشر ہوا ساتھ جد ہر سے نکلا
خیر کا کام چ نکلا بھی تو شر سے نکلا
غیر کا خط مری قاصد کی کمری نکلا

| | |
|--|--|
| دلغ امید جو اتی دم پیری چسکا | لو منہ شام کر بیان سحر سے نکلا |
| ۱۷ | دلغ لاکھون دینی اہنت میں گاہی تسلیم کوئی ارمان نہ اوس شکستہ سہی نکلا |
| نہوا گم کسی تدبیر سے چکر میرا وصل کی دل میں تنہا ہی ایجان معلوم کیون نہ پامال کہی پستی طالع مجھ کو شوکت شور جنون فی ہدامت بخشی | جب تھکی پائی جنون پہر فی لگا میرا تھم ہی آئی ہو نہ ایسا ہی ہر قدر میرا ذرا خاک گذر کا ہے اختر میرا چپ رہا دیکھ کی مٹنے فتنہ محشر میرا |
| ۱۸ | کیون سنا تا دوست گم پائی باتیں تسلیم میری کہنی میں جو ہوتا دل مضطرب میرا |
| قیس کیا فرما وہی محو دل افکاری ہا حوصلہ کوئی نہ دل تک فلسفی ہی آسکا لاکھ دعا عطا کی کہا توبہ نہ کرنی تھی نکلی اوسکی کوئی میں پڑا ہوں نقش قدم رو کی بھی ترسائی آئینہ کو ہم مثل حباب | سکہ داغ جنون ہر وقت میں جاری ہا پارسائی کا سبب احسان ناداری ہا مگر کیا لیکن وہی پارس گنگاری رہا خاک میں لکریں فوق ناز پر واری ہا دیدہ تر کو ہمیشہ عذر ناداری رہا |
| ۱۹ | اک شک آفت لگا لایا کیا تسلیم میں دل تلوان کی باتوں عمر بھاری ہا |
| ہولی سی ہی نہ جانسب اغیار و کینا آئیر جذب شوق زلیخا ہی گریستے مانند شمع عیشہ کے طلی کی رو عدم | شرط وفا ہی ہی خبہ دار و کینا یوسف کو ایک دن سراپا زار و کینا یار و مجھ بندہ ہی کہ رفتار و کینا |

| | |
|---|---|
| <p>سدا سقد نہ بہر گشت کہ چل نہ چون کہتی ہی روح دل ہی ہم نزع ہوشیار یونہیں سحر کرون نہ اگر رخ کی یاد میں اندری اضطراب تسای دیدار میری خطا نہیں ہی خدایا جو کچھ ہوں موی کی طرح کیا اگر ہی شوق میں ہوں کافر ہیں عشق لبت محمد کی روزِ حشر</p> | <p>میری طرف تو گرمی باثار و کھٹنا ہمتو عدم کو جاسے ہیں گہر بار و کھٹنا صورت نہ پیر مری تو شب تار و کھٹنا فرصت میں اک نگاہ کی سوار و کھٹنا پر مہیہ پڑتا ہی زہاد مگار و کھٹنا لازم ہے پہلے طاقبت دیدار و کھٹنا جنت میں ہوں کی جسے سیہ کار و کھٹنا</p> |
|---|---|

| | | |
|----|--|----|
| ۴۴ | <p>تسلیم روی یار کو حسرت کی آنکھ سے اچھا نہیں ہے شوق میں ہر بار و کھٹنا</p> | ۴۵ |
|----|--|----|

| | |
|---|--|
| <p>عدم کو دوش عزیزان پہ تا مزار آیا تمہاری دید کو کوی قیاس میں شبکو رنگ کشتہ سیلاب میں مر کی ملا وصال مہجری خالی ہانہ دم بہر دل سنار ہی ہی بہ تنگ آئی یہ گرا نچانی قفس میں دل تمنای گل ہی ہوئی ہم اس چین میں مثل شاخ خشک ہے جلا یا دوست فی مجکو یہ سر و مہر ہے</p> | <p>خدا کی شان پیادہ کیا سوار آیا ہزار بار گیا میں ہزار بار آیا قرار ہے مجھے آیا تو کیا قرار آیا چھوٹا ہے اب تمنا کیا قرار آیا کہاں ہی خنجر بیدم گلے کا ہار آیا نرو تو پید سے مجھے سو مہم ہار آیا ہری ہوئی نہ کسی روز برگ ہار آیا کہ دشمنوں کو مری جباری ہی بخار آیا</p> |
|---|--|

| | | |
|----|--|----|
| ۴۶ | <p>بتوں سے پاکی و غائب یقین ہو ایم ہماری کہنی ہی تنکو نہ اعست بار آیا</p> | ۴۷ |
|----|--|----|

اوج فرما حسن وی غیرت گل ہو گیا
لا چکی تھی تیغ بہر قتل لیکن دانی سخت
مری ہم نوجوانی میں اسیر و ام زلف
میں تری گلشن نظر آیا ہے تھکے تھکے
جیتتی جی بیتابی دل سی یکب اسید
دیکھو دوس نونہال حسن کے شاد و بیات
لوٹا ہی بیٹھ کر سو رہا ہے ابد خلق کو

آسمان پر مرغ زرین بال بلبل ہو گیا
کہدیا کچھ ناز سے پہر کچھ تامل ہو گیا
شام سی اپنا چراغ زندگی گل ہو گیا
دو دو آہ بیکسان ہر برگ سنبھل ہو گیا
ای اہل صدقتی تری کچھ تو تحمل ہو گیا
رنگت وی گل حسن میں موجش بلبل ہو گیا
دست دزدان حرم پائی تو گل ہو گیا

بیعت پیر غان میں آگئی تسلیم آج

سنکی قافل تو بہ صد سالہ کا قل ہو گیا

۱۲

گھر کیا عشق میں کیفیت یا آرام ہونا تھا
ہوای بوسہ لبہا ہی کیون تھی گراں دل
شکایت کیا بھی ہر دم سیا و لالہ سی
کوئی تو چین پاتا آئی ہم ہر ملک فانی سی
نگین نقش کی صورت نہ کیونکر غیر سی
جنون ہیں کیون قسمت پیری بھی کو ایسا نہ
گھر کیا وہ نہ آئی گل کی عدی پر اگر ٹالا
جو تھی منظور خاطر عند لب و مضمون کی
وہ شک مہر و مہالین پریا نزع میں شاید
وہ کچھ ملک مہی پر نہ آتا بات و جانی

ہوا جو کچھ مری قسمت میں کلفا و نہا تھا
تو موج بادہ ہونا تھا تجھی یا جام ہونا تھا
مری تقدیر میں کدن اسیر و ام ہونا تھا
تجھ ہی نے ظلمت میں فن شب آرام ہونا تھا
کہ او سکی رو سیا ہی میں ہمارا نام ہونا تھا
کہ ٹکری ٹکری اپنا جامہ احرام ہونا تھا
انہیں ناکامیوں میں کج اپنا کام ہونا تھا
رک گل تجھ کو چند ہی رک اندام ہونا تھا
چراغ صبح کو میری چراغ شام ہونا تھا
شکر یک مہبت عاشق تمہیں کج کام ہونا تھا

مری پہلو سے وہ کیونکر بچائی پاس غم و غم
کسی جا عید ہوئی تھی کہ میں کلام ہونا تھا

ملا کر خاک میں سپرد کیا کوئی پشیمان ہی

یہی امی پسرخ میرا ایک دن انچاقم ہونا تھا

۵۷

مر کی بھی باقی ہی چکر میری شستِ خاک کا
میں وہ نذر بادہ سپہ سہا تھا کہ میری قبر پر
پہو کیا ہی کس چمن آرا کی پیر میں ہی آج
وقت طفلی روتی ہیں سواری پیری کو ہم
بوی گل چمن کہتی ہیں بی شکلی ہجرت نہان
ظلم سی تو بنکر رہا ہوں امی آسمان
نیستی ہستی ہی سر صفت و نور عالم میں

ہر گولی میں ہی عالم گنبد افلاک کا
شامیانی کی عوض ساری یہی شغل تلک کا
وی آہی بوی گل دامن ہماری خاک کا
شام سی ماتم ہی بایں صبح گریبان چاک کا
میری عویانی اوٹھائی ناز کیا پوشاک کا
خاک میں مانا ابھی تھی ہی میری خاک کا
حشرک بگڑا بنایا بتلا ہماری خاک کا

برق جب چمکی ہی شعلہ چمکی دل میں ہم

اک شریہ ہی ہی اپنی آہ آتشناک کا

۵۸

جو ٹوٹی آبلہ دل تو چشم تر کرنا
وہ کہتے ہیں یہاں افسانہ انکھو
ہماری لاش کو تنہا چھوڑنا شب کے
میں گہورتا ہوں جسی بدگمان نہ ہوتا
عجب ہی کیوں اثر نالہ حزن ہی میرا

ہمیں ہی گریہ بچارے کے خبر کرنا
تم اپنے گھر کا بخت عمر بھر کرنا
سہرا نہ بیٹھکے امی بیکسے سحر کرنا
مرا بھی صورت آئینہ ہی نظر کرنا
تمہاری یاد ہی سیکھا دلون من گھر کرنا

خدا کیو اٹھتی تڑپو نہ اس قدر تسلیم

ابھی ہی شام جدا سے تمہیں سحر کرنا

۵۹

۶۰

دشمن جان و شمت مین ہر توان ہو جای گا
 تیرا کر ہم کرین گی شکرت قاتل کا ادا
 لطف مین بیدادنی دشوار جیسا کر دیا
 اس قدر گہرا نہ ای دل آئی دی خطیار کا
 کثرت گریہ بہا لیجای گی اکدن مہین
 وای قسمت برق ہی گرنی سہی ظلمت کھنڈر
 خط کل آئی گا اکدن روی آشنائی
 شوق کا ایسا ہی پیکان کو دل بسمل چھوڑ
 کچھ بھکر دل دیا تھا بیوفا کو وای بخت
 دیکھ پہلی کار وانی جس طرح ہیں آج خا

فرہ ریک پریدہ آسمان ہو جای گا
 نغمہ تن ہو گا دوان پیکان ہو جای گا
 بای کیا ہو گا جو تو نامہ زبان ہو جای گا
 جو لکھا ہو گا مقصد رکا عیان ہو جای گا
 بستر پناہ و آب روان ہو جای گا
 ہم یہ بھی تھی کہ روشن کچھ مکان ہو جای گا
 شعلہ ہی تیری ولانی کو ہوا ہو جای گا
 بدگمانی کہہ رہی ہی راز دان ہو جای گا
 کیا خبر تھی یوں نصیب دشمنان ہو جای گا
 ایک دن تو ہی غبار کاروان ہو جای گا

رہنی دوست سہم چندی بتکدی مین کھینا
 شمع بھی اک بسندہ پیر سنان ہو جای گا

۵

آج جھنے گل چراغ لٹنے اسنے کر دیا
 بعد اسیران قفس کا دانہ پاسنے کر دیا
 مدین گذرین کہ نذر نو جو اسنے کر دیا
 موت کو میری خدائی نقد گائے کر دیا

بوسے لیکر نیلا روی ارغوانی کر دیا
 کل چری کا سامنا ہی آج سی صباؤ
 مجھ خراباتی کو واعظ پاس تھیں اکیان
 کیا کروں کیونکر حسینون پر نہ میں تار ہوں

اس قدر تسلیم لکھا شور بیتابی کا حال
 یک قلم نامے کو دیوان فغانے کر دیا

۷

جس طرح بانگ اساتہ نہ زہار جدا

بے ہی کثرت و حدت ای یار جدا

| | |
|--|---|
| <p>مرکی ہی زیرِ کد چشم متناسب ہے کہلے ہامی کس کسکو مناؤں نہیں رکتا کوئے دہ جگر سوزِ عناول ہی یہ لسو زہمان مجبو بیدل نہیں منظور جہان میں ہنا ایک سوزِ جگر سی بھی جینا ہی محال</p> | <p>نہوئی مجھے مری حسرتِ دیدار جدا ہٹ پینالہ ہی جدا آہِ شرر بار جدا آتشِ گل ہی جدا آتشِ خسار جدا بیٹھ پہلو سی مری اوستِ عیار جدا پہونکی دیتی ہی تری گرمی بازار جدا</p> |
| <p>ضعف فی صورت تصویر بنایا تسلیم</p> | <p>لب سی لب ہو نہیں سکتی دم گفتار جدا</p> |
| <p>ہر سحر خلوت میں میری اک نیا ماتم ہوا غم کی نیرنگی ہی میرا کچھ عجیب عالم ہوا گر یہ پیہم سی خالی میں نہ کوئی دم ہوا تھا وہ محزون عمر بہرِ محرومِ عشرت ہی ہوا کسے چہڑا اونکی زلفوں کو جو ایدل اسے ہمنی طلی کی آہِ استقبالِ پرپی کی بل درومندانِ ازل کا غیب سے دیکھا علاج چشمِ تر میں کیا کروں بیابانی قسمت میری حور کا چہرہ سراپا میں پی کی شوخیان</p> | <p>شمع کشتہ کا مجھے اپنی برابر غم ہوا بنگیا فریاد جو کچھنے کی قابل دم ہوا خون ویا جس گڑھی شکون کا آنا کم ہوا یار جب آ یا تو ناکامی کا اپنی غم ہوا سلسلہ تارِ نفس کا خود بخود بہہ رہا سرو سا قد مثل شاخ بیدِ جنون غم ہوا پنبہ زخمِ گل تر قطع سے شبہ غم ہوا نوح کا طوقان ملا روئی کو بھی کم ہوا مجبو حیرت ہی کہ تو کیونکر بنی آدم ہوا</p> |
| <p>می کی بیٹی ہی دو عالم کی حقیقت کہل کٹو</p> | <p>ایک سا غریب دل تسلیم جامِ جم ہوا</p> |
| <p>گلہ کیا دل میں آخر کچھ نہ کچھ املی ہو ہوتا</p> | <p>اگر حسرت نہوتی کوئی دل غ آرزو ہوتا</p> |

ہوا بی پیرہ از عشق تیر می دگر نی ہی
 دکھاتی گرجت ہجر میں تاثیر نیرنگے
 غلط ہی جذب الفت کا فسانہ ورنہ بی
 نہ تھا بوجہ رگنا سوزِ گانِ بلبل کا
 دلون میں حشر یہاں ہی عیش و نشاط
 گنہگاروں کو امی و عطا نکرا یوں جنت سے
 گرا ناخلف کا کوچی میں اسکی عین جاکر سے
 تماشا دیکھتے کر ویدہ عبرت سی گلشن کا
 یہ حسن عشق کی امی و ست بہت نکلیں
 سنائی لبتانی گریں یہ وہی کیا حال
 مقدس میں لکھی ہی تشنہ جان و نہ قاتل
 یہیں بید کرتا لی کیا کیوں سیانہ و ظالم
 نہ کیونکر آئی رونا کشت ل کی شوخنتی بہ
 محبت میں یہ بیرحمی کہ جینا ہو گیا مشکل
 زبانِ فشتہ کیوں ہو کہتی میں تشنہ جان
 اسیدِ طغیانی کیا جھک کی ملتا اہل دست
 کعبہ کی غول زعم تھا اسن صات میں اعطاء

نہ گھر میں بیٹھتا چپ نہ رسوا کو بکھوتا
 ہر آنسو آتی آتی تا سرِ مژگان لہو ہوتا
 گریزان ہی جو چھپی آج بیٹھا رو ہوتا
 ہزاروں زخم نو ہوتی جو زخمِ گلِ فو ہوتا
 نہیں معلوم کیا ہوتا اگر وہ رو بر ہوتا
 یہ سچ ہوتا تو کیوں قرآن میں لائقِ طو ہوتا
 پیرانی گردِ شمس تقدیر نام تجو ہوتا
 بجایِ اشکِ حسرت چشمِ بلبل میں لہو ہوتا
 نہ تو ہوتا نہ میں ہوتا نہ میں ہوتا نہ تو ہوتا
 مزہ جتنا کہ میری طرح تو ہی او بر ہوتا
 کبھی تو میہماں آبِ خجریہ گلو ہوتا
 جو ہونا تھا دل مضطرب میری بر ہوتا
 کبھی تو پہلست پہلستا جو نخل آرزو ہوتا
 خدا نا کردہ کیا ہوتا جو وہ کافر عد ہوتا
 رک سودا میں ای قصدا اگر باقی لہو ہوتا
 میں کیونکر آبرو کی واسطی بی آبرو ہوتا
 کوئی پہلو میں خیم ہوتا نہ خیم ہوتا سب ہوتا

لگا لیتا گلی اوسکو کسی حق نہانی میں

نہو تا کا ش میں تیرم موج آج بکھو ہوتا

کیا پوچھتے ہو عشق میں کیا فایدا ہوا
آیا ہی خط جواب میں پرزی اور ہوا
کیون سنکی فکر غیر جبین شکن پر
دیتا فریب کیا مجھی و اعط بہشت کا
آتی کھد پہ وہ بھی نہیں بات ہی امید
شکر خجای یاری فرصت کہا نصیب
مدت کے بعد سنکی وہ غمگین ہوئی تو ہون
سوسو لگا و میں میں شرب و زو کیلنا
بیا بعد وی خانہ ولد ار کا پستا

اک داغ دل ہی وہ بھی ہمارا دیا ہوا
پڑھتا ہوں میں نصیب کیا اپنی لکھ ہوا
کیا یہ بھی میری بخت ہون کا کلا ہوا
میں رہا بادہ کشش نہوا پار ہوا
اچھا ہوا مریض محبت برا ہوا
جتنا ادا کیا اسی اوتنا فضا ہوا
اتنا اثر فغان میں ہوا ہی تو کیا ہوا
میرمہ ہی چشم باریہ کیا ہی پس ہوا
قسمت سی غول ہی خضر رہنا ہوا

تسلیم کیا کہون بت نا آشنا کا حال
اغیا کر کا ہوا نہ سنگر ہوا

سما یا ہی نظر میں اس قدر عالم شب غم کا
او دای چہار ہی ہی شعلہ دل جہلا کا
لو جسرت رویتی ہر فی کر چارہ کر سنگر
کہون کیا پستی طالع اگر بخشی بلند ہی
بل سکتی نہیں خفت کسی کی پاک طہرت

کہ اپنی صبح عشرت پر گمان ہی شام غم کا
مری خون پہ جوین ہی چراغ شام غم کا
مری خمون کو طعنہ ہو گیا ہی نام غم کا
بنا یا ظالمون فی سر کو میری قہر غم کا
کہ انکشتی ہی پانی حرم میں چاہ زمزم کا

کچی کافر کی تسلیم کیا کوئی مثال دگا
نکل سکتا نہیں بھائی ہی بل کیسوی مخم کا

خارج سرت ل میں تنہا کوئی کا کنارہ کا

مکڑی مکڑی ہو گیا وہاں بھکرا کا

سر جگالیستی ہیں قدسی دیکھ کر تعظیم کو
آبرو والے دین کی چرخ سی پچی محال
راحت دل ہی طریق عشق میں تکلیف یا
دونوں عالم فتنہ شوخی سی ہیں پرواز

دل مرا کر ہی کسی محبوب علیجاہ کا
دیکھ سکتا ہی نہیں ولاب پانی چاہ کا
سبزہ جنت ہی جو کانا ہی اپنی راہ کا
عصہ محشر لقب ہی و سکی بازگاہ کا

مخ بچو آئے دو کر تسلیلے دیر میں
چاہنے والا ہی یہ سبھے اک بہت نچواہ کا

۱۷

۱۷

کیا تجھی کہوں کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
انصاف سے کہہ کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
دشمن نے جو کچھ پہلے کہا ہو تو کس ہو
تصویر ہوں چپے مری ہستی کو سمجھ سے
دورات کلی ہیں مری اغیار سی لکین
جب عدو مطالب کے دلاتا ہوں ہی باو
اغیار میں کیونکر کہوں اس ہی لگی دل کے
جو چاہو کہو میں لب تصویر ہوں ایجان
بھڑکایا ہی غیروں نے خدا لاؤ نہیں لاؤ
کیا عہد وفا کی رکھوں بیرحم سی امید
ایسا کہو چاک جای مری غیر کے جھکڑا
کیون چپے رہوں سکی قیامت کا فسانہ
جوٹا ہی عدو عاشقوں کا کام مہتا را

کچھ تو سبب ایسا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
تو خود نہیں کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
اب تو یہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
میرا یہی کہنا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
مجھ سے یہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
منہ پھیر کی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
تہا کہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
میرا یہی شیوا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
اتنا مجھی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
ابتک یہی کہتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
یہ بھی کوئی کہنا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
کیا دل کا بکھیرا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا
قرآن اوٹھاتا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

بیکار ہی تسلیم گلہ ترک سخن کا
کہنا وہ مرا کیا ہی کہ میں کچھ نہیں کہتا

۱۶

رویف باہی محلہ

۱۷

درومندوں کی نہیں تھی یہ میری بچاؤ تاشاب
پارسیائی ہو چکے آؤ نکالیں جسے تین
کمسنی میں ملکی ہندوئی لاتی ہیں یہ
دیکھتی ہیں جب کسی خیر کی ٹکھیلیاں
تہ تو کیا ہو صورت عیوبت سوچ دین
دل میں جیک ولولی تھی کیا نہیں کے ہا
آئی تھی قسمت کو روزی مثل شبنم روچے
کچھ سمجھا کر جمع کیں تھیں دل میں اتنی حیرت
اب تمنا کی تمنا ای دل ناکام کیوں
روتی گزری عمر مثل شمع کیا ہم کو خبر
مل گئی جب خاک میں بے دست اس خاک تھا
بیخودی ہی جب کہلے ہر آنکھ میں آیا کچھ نظر
وقت مشکل خود غرض تھی نہیں ہم کا سا
کیسے کیسے جوش کیا کیا رات دن اٹھتی ہی ہو
بیخودی حیرت تمنا و لوہ و حشمت جنون
آج یہ عالم ہی کیا کیا ہوتی ہو گئی شونہ

کوئی طفل شک محرومی نہ پونچا تاشاب
خاک میں تاج ملاتی ہو مرا اپنا تاشاب
دیکھی کیا رنگ لاتا ہی ہی او کا تاشاب
دل غدی جاتا ہی داگر ہمیں اپنا تاشاب
ہمنے دیکھا ہی نہیں آنکھوں میں سفت تاشاب
دیکھ میری نوجوانی یاد کر اپنا تاشاب
پوچھتی ہو کیا ہماری نوجوانی کیا تاشاب
کیا خبر تھی داغ دی جائی گایوں اپنا تاشاب
ہو گئی نصرت جانی می کیا دھوکا تاشاب
کسکو کہتی ہیں جانی جوش کیا کیا تاشاب
کیا بڑا کیا کیا لڑکیں کیا جوانی کیا تاشاب
کیا کوئی تھا کہ دست برآد کا ہو کا تاشاب
آرزو میں وہ گھٹیں دل میں کیا تھا تاشاب
دل میں کر دیتا ہی پیدا عالم دریا تاشاب
سو طرح کی آفتیں اک جائے لایا تاشاب
چون نہ تسلیم چرخ پیر کا ہو کا تاشاب

مر کی بھی یونہیں ہی گر خار خار غم نصیب
زلف سنبیل ہون بوی گل عجب کیوں مجھے
متر جانیں کی پہنچ کر گلشن مقصود تک
کیا میسر دید و سرگوشی ہی ہر زم زلف کو
گلشن فردوس بھی ہو جای گا ماتم سرا
شکوہ سرگوشی گلون کی دنگو وصل آفتاب
چارہ دروازہ ل پیدا زمانی میں نہیں

مر مٹونکو چادر گل ہو چکی ہمد غم نصیب
رکعتی ہیں باغ جہان میں ہر غم نصیب
تو اگر بدلی تو امی شد او بدین ہر غم نصیب
بیشتر و کمی سنی ایسی جہان میں کم نصیب
پونچھی جسد فخر خوان چارہ ہی غم نصیب
واہ کیا رکعتی ہی باغ و بہرین شہنم نصیب
کب ہوا زخم گل تر کو کہی ہر غم نصیب

پہرتی ہی انکھون میں ای تسلیم ہر غم نصیب
دیکھی ہوتی ہی کب و صحبت ہر غم نصیب

ہجر میں سیکھا ہی ناز و لب عیار خواب
کرو یا ہی بدگمان و نون کو ہجر یار نے
راحت طفلی جوانی غفلت پیری و مرگ
شام ہی تھا کسکے تیر نوک ٹرگاں کا خیال
اب تو کیا کر بھی ظالم نہ چپکی کی پلک
اہل غفلت لذت راحت دیکھی ہی نصیب

پردہ کرتا ہی مری آنکھوں میں مثل رخواب
خواب سی آرزو وہ آنکھیں آنکھوں میں بیڑ خواب
جیاتی مرتی ہم دو آنکھوں میں مکی چار خواب
صبح تک کھٹکا کیا آنکھوں میں مثل رخواب
لی کیا آنکھوں میں تیرا وعدہ یدار خواب
دیدہ قصویر کا بننا نہیں غنوار خواب

مرتی دم تک وصل کی تدبیر ای تسلیم کے
عمر ہر تعبیر سوچی دیکھ کر یکبار خواب

مست سرشار نہیں محرم سر ہر غم نصیب
اب تو لداو ٹھا دو رخ روشن سی نقاب

جتنی بیہوش نظر آتی ہیں ہشیار نہیں
ہو چکا حشر کھڑی طالب یار نہیں

| | |
|-----------------------------------|--|
| چوڑ کر آپ کو کیا خاک ہوں عالم میں | ایک ترم سی جو نہیں کار تو بیکار ہیں سب |
| شری آہ و فغان شعلہ دو دھندریا | شام ہی سی صفت کو کب تیر ہیں سب |
| ان جسدوں سی عبت مہ و وفا کی امید | فتنہ پرواز ہیں عیار ہیں مکار ہیں سب |

نرہ مشغلہ آہ و فغان بھی تسلیم
آج کس کس کر میں غان گرفتار ہیں سب

۱۱

۹۲

| | |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| اک طرف تالان میں اک سو فغان عنید | آج ہو جائی گلچین امتحان عنید |
| سنتی ہوتی گوش کل گردستان عنید | جای سبزہ باغ میں کتنی زبان عنید |
| کیا طراوت خیز ہی انکی برس خوش بہار | ہو رہا ہی سبز خار تیشیان عنید |
| قصہ شوق فغان کن نہایت کم ہے | آشنا تا لوسی ہو کیونکر زبان عنید |
| خود بخود گل گریبان ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا | سلیپ کیا آج کچھ راز نہان عنید |
| قید ہوتی ہی نکر صیاد ویران تیشیان | رہنی دی دو چارون باقی نشان عنید |
| تنگی کچھ حقس ترنج اسیری دل غ گل | اتنی سامان ستم اور ایک جان عنید |
| منہ نکھلوا یا سوال آف دانہ فی کبھی | شکر ہی ہونی نپائی کشتیان عنید |
| باغبان کر یونہیں امید اثر ہی لفریب | آسمان سر پاد و ٹھالی کی فغان عنید |
| باغ سارا سرخ کر دی گی بڑا ک غوان | کر سلاست یہ چشم خون نشان عنید |

نغمہ سنجی آئی فیض نالہ تسلیم سے

۱۲

۹۳

ورنہ کیا تھی باغبان پہلی زبان عنید

پیشین ہم زندہ بحساب شراب
شیشے چھالی ہیں خون ناپ شراب

ہر دم درین جای آب شراب
لی ترسے ہر دم شش میں ساست

رند ہوں چاہیے پس ہرون
 زاہد امیکدی سے کر پرہیز
 رات دن عکس روی روشن سے
 بند آنکھیں ہیں جوش مستے میں

غسل بیت کو جامی آب شراب
 زہد کو کرتے سبب شراب
 ماہ ساغس رہی آفتاب شراب
 ہو گیا عالم شباب شراب

دہرین کہانے پینے کو تسلیم
 چاہتا ہوں فقط کباب شراب

رویف بای فارسی

۹۴

مل گئی خاک میں پامال ستم آپ کی
 آنی والی ہی تیر کوئی آفت و پیر
 تھی وہ شتاق اسیری کہ اسیری کی لیے
 لاکھوں صدی جواوٹھائی نہیں سہون
 میں تو شکوہ ہی نہیں صبح طرب کی تا

مٹ گئی ہم صفت نقش قدم آپ کی
 آج کبریا ہی کچھ سینی میں مہ آپ کی
 بڑھ گئی جانبِ بخیر قدم آپ کی
 بڑھ گئی آپ کی مشق ستم آپ کی
 منہ چہا لیتی ہی شام شب غم آپ کی

کس لی پوچھتی ہو رازِ محبتِ تسلیم
 بات جو ہوتی ہی کہدیتی ہیں ہم آپ کی

رویف تہائی فوقانی

۹۵

اوٹھ گیا باغسی کیا وہ گل تیر آج کی رات
 میری پہلو میں ہے وہ شک تیر آج کی رات
 خبر ہجر غریبانِ نی گلا گونٹا ہے
 واصل میں دیدہ غماز کا ہوتا ہی گمان

کفِ افسوس ہی ہر برگِ شجر آج کی رات
 جاولِ غیر میں اے داغِ جگر آج کی رات
 کیسے خاموش ہیں غنِ سحر آج کی رات
 بند کیونکر نکرون وزنِ در آج کی رات

ابو غنوار ہی بالین پر نہیں قسمت سی
 میں نے مانا کہ ہوا دن بھی آئی بھی مگر
 کیونکہ مہم سی نہ سحر چاک گریبان آتی
 روز سنتا ہوں تقاضا ہی اجل کی طعنے
 نہیں ہی آتی ہی مجھ کو نہ اجل آتی ہے
 سامنی ہار کی کیونکہ آنکھ سی ٹپکی آنسو
 آپ آتا ہی نہ تو پاس بلاتا ہی مجھے
 ہجر میں کس ہی نبا ہی گی فاکہ شہر طیر
 کس طرح وصل میں ہوتا ہی نظر سی ہنسا
 وعدہ کرتی ہو اگر چار پہر رہنے کا
 کچھ اجل سے کل روز مصیبت کے لون
 آنی والا ہی کوئی پردہ نشین بالین پر
 دن ہی بلبل یہ سہر شور ہی اللہ کری
 صبح ہونی دو ملائی گانہ نگہیں وہ مشوخ
 بان ہی پر خلش ہی غم کہ دراول پہلی

بیکسی کس سے کہوں دجک آج کی ات
 چارہ گر کسکو ہی امید سحر آج کی ات
 لی گئی تھی مری مری کی خبر آج کی ات
 مجھ کو مر جانی دہائی دجک آج کی ات
 تیرے ختمی سی اوہر ہونا اوہر آج کی ات
 گر گئی مری نظر سی یہ کہ آج کی ات
 بیوفا کیا ہی تجھی بد نظر آج کی ات
 بیکسی ہو گی اوہر تو کہ اوہر آج کی ات
 ہم تجھی دیکھتی ہیں موی کہ آج کی ات
 یہوں جانا نہ کس کل کی سحر آج کی ات
 اتنی فرصت مجھی دجک آج کی ات
 بیخودی چاہی تجھی ہی خبر آج کی ات
 قفس تنگ میں ہو تجکو سحر آج کی ات
 اور ریمان ہی عنایت کی نظر آج کی ات
 مشغلہ کوئی نہ ہوتا سحر آج کی ات

آہ کیا نالہ و فریاد و فغان کیا تسلیم

ایک میں ہم نہیں باقی ہیں آج کی ات

۱۷

۹۷

بنے تھی طول میں لف سارات
 برابر صبح تک بیٹھا اوٹھ سارات

خیال صبح کا دھڑکاں تھارات
 تپ فرقت سے مثل شعلہ شمع

می جو شبن جھانے سی ہون ہوش
 فریب پیا سس امید اثر سے
 دریغ امی ہو فاکیا جان کرتا
 چسپے دامن میں طفل اشک کر
 منتہ رطالغ دشمن کی صورت
 دھن نقطہ کمر تار نظر ہے
 چشم شیر سے ہوتا ہی معلوم
 لیے ہو سے ہزاروں بی اجاز
 نہ آئے پروہ مینا سے باہر
 خیال بیکسے غمخوار سے دل
 عدو سے چپکے آیا قبر پر کون
 بلای جان ہیں سب کس کو یہی
 تمنا و کینت او سکے گلے سے
 سحر کو وصل میں و نون فی لی آہ

نہیں سب سلوم مجھ کو دن ہی یارات
 کشاکش میں ہے میری عارات
 تری سے ناز کرتی تھی قضا رات
 کوئے دیو سیہ تھی یا بلارات
 کہیں جاگا ہے توای بیوفارات
 بڑھی ہیں کیسی کیسے خضار ت
 بلای جان ہے دشمن کی عادات
 رہا ستاخ کیا کیا حوصلار ت
 عروس می بنی تھے پارسار ت
 ہمیں کس کس کا تھا پاس خضار ت
 ہوئے ہمسایہ بال ہمار ت
 حیا غمزہ آوا چشمک اشار ت
 گریبان کی طرح لپٹا رات
 ہوئی تم بیوفانا آشنار ت

دعا ہے وصل میں دن بہرہ سلیم
 ند کہلائے جدائے کی خدارات

رویف تائی ہندی

۹۰

۹۱

موسیٰ کی طرح جائی گا یعنی میں اولٹ
 خنجر لی آستین کو اوپر ستم اولٹ

یکبارگی نقاب رخ سی صنم اولٹ
 کیا سوچتا ہی مرگ کا جھکڑا مٹا بھی

ایسی لبے نہیں ہیں غم بہر ناتوان
 کافریاہ زلف رخ پاک سی ہٹا
 میرا فسانہ صفحہ کونین میں نہیں
 برگشتہ قسمتی سہی من ہی توجہی وٹھون
 شام شب فراق سحر ہوگی کس طرح
 ہو جای اپنی تاب نظر کا بھی امتحان

نالون سی آسمان زمین نیکی ہم اولٹ
 دیکھیں خدائی گھر کو حجاب حرم اولٹ
 گردون نہ مہر و مہ کی ورق مہم اولٹ
 جائی سو بقا سر راہ عجب ہم اولٹ
 دل کو مری ابھی سی نہ او آہ غم اولٹ
 اچھا یہی سی تو نقاب اوصاف ہم اولٹ

کروٹ کہان کی رہی دمی افتاد خاک
 تسلیہ کو نہ صورت نقش قدم اولٹ

۹۸

۹۷

آہ سکر اس طرف سی گر نظری تو پلٹ
 با وفا تجا کو ہنسین گے روٹ کا قسمت کونین
 بانٹا یا میں دل مضطر رفاقت سہی تی
 ہنستے ہیں کچھ نہ ختم توکل ہی جاتا ہی نہ
 دل پہ کیا گذری آہی بیدہ اس تدر
 جی اوٹھوں میں لگالی ای گل تر تو گلے
 صبر کرتا کہ فرصت پاکی یار وں ادھر
 کچھ ادب کر دل مرا کعبہ ہی بتخانہ نہیں

میں یہ سمجھوں میری افسون دیا جاوے پلٹ
 عہد و پیمان سہی اپنی نسبت بد خو پلٹ
 چوڑ میرا ساتھ جا ملک عدم کو تو پلٹ
 بانگین کا اپنی صدقہ ہی بت بد خو پلٹ
 اکی مشکان تک گئی آنکھوں کو آئینہ پلٹ
 عمر رفتہ آئی کی پاکر تری خوشبو پلٹ
 آئی ایدل لکی ساقی ساغر مملو پلٹ
 اولٹی پاؤں تو پیمان سہی سر کس پلٹ

چارہ تعقیب اسی تسلیم میں ہو چکا
 اپنی تو زانو بدل مضمون کی یا پہلو پلٹ

۹۹

۹۸

رویف شامی مثلث

خاک میں جب مل گئی پہ جلوہ و تر عینیت
مجددین کیا باقی رہا جیتی کی ہر جوں امید
سج و راحت عشق لیلیٰ میں سوئی فون تہی
دیتی ہی تعلیم ماتم و یکہ تو کس نکستی
بلبل و صبا کی جملہ ہی میں خل غیر کیا
فرق لائی بیتیالی میں ہی صورت سزا
گلشن عالم میں عین ہستی مری بیکار ہی
نزع میں ہی ہر سر موئی بان کر دست

گل عینیت چاہے عینیت شمع سر بالین عینیت
چارہ گردان ادا اب پی تسکین عینیت
کھینچتے ہیں قفس کی تصویر کو عینیت
تلخی فرما دو کبھی ہی ہی شیریں عینیت
بیٹے بیٹے بول و ٹہتا ہی ہی عینیت
آینی سی بدگمانی ہی ہی عینیت
جس طرح سی تری محفل میں گل قلعینیت
کیون احباب پڑتی ہیں ہی ہی عینیت

میری شہر و زمین کہاں تسلیم جامی اعتراض
دیکھتا ہی نقطہ نقطہ دیدہ بد بین عینیت

۱

تا

بہول کر آئی ہیں آج ادھر کیا باعث
چارہ کر کوئی دوا کی نہ دوا نہ علاج
مر گیا شب کو ترا بسیر و سامان نہ
بدگمان ہی میں ہی کچھ جو نہیں ظالم
زلفیں بوجی ہوئی ثرات پہا کر رہے ہو
کیا یہ غنیمت ہے وطن کو نہ پھر نہ گزندہ
کچھ نہ پوچھو صفت نقش قدم بیٹہ کی ہم
ہامی کوئی تو خبر کو کہ مراد دل شہرے
پوچھتی تھی ہو تسلیم زمانہ کا مزاج

پوچھتی ہیں مرا ہر ایک سے کہ کیا باعث
خود بخود آج ہی کم درد جگر کیا باعث
ٹکڑی ٹکڑی ہی گریبان تحریر کیا باعث
جھپٹی جاتی ہی ہی آج نظر کیا باعث
تکو مطلق نہ پاس کہ کیا باعث
لپٹی جاتی ہی ہی گریبہ کیا باعث
خاک اوڑاتی ہیں ہر اہلذکر کیا باعث
ناصح آیا نہیں وہن ہی ہر کیا باعث
آج تک اپنی نہیں تلو خبر کیا باعث

رویت جہم تازی

۹

چارہ گر اگر خبری پیر مرا بگڑا مزاج
دکیتی میں وقت آخر آہ کس کس مزاج
عاشق جانناز ہوں کہتا ہوں سید مزاج
بوی گل ن گل کا بنی کیا نہیں جا مزاج
خاک کسی تا ہی کیا کیا خاک پتلا مزاج
سرو ہی کا فور کا لکھا ہوا و کیا مزاج
ہی زمانہ ہی کسی محبوب کا گویا مزاج
واہوا ای جان جان بس چا و کیا مزاج

ہوش کیسا ضبط کیا جاتا اگلا مزاج
مرگ آرزوہ خفا قاتل کشیدہ تیغ تیز
دلف لائی پیچ میں یا چشم می تر می تب
وہ سبک روح جہان میں کسی نہیں
گد گداتی ہی کد یات بھی کرتا نہیں
ہوں یہ حیران کیوں جلاتا ہی غم حسن صبح
ایک ساعت میں پتلا ہی ہزاروں نگہ
سننے ہی حرف سوال سہ گڑی سقدر

بیری ہی زور و ہوتا ہی ہنسان ہر میں
پوچھتا ہی کون ہی تسلیم فلس کا مزاج

۱۱

اوبت کا فخر خدا کو مان مہنہ کھلوانہ آج
ساقیا و کھلا محبتی کل می و مینا نہ آج
ناز ہی کیا بار احسان تہا کہ جو دھانہ آج
ناص مشفق مجھی شد تو سمجھانہ آج
انگلچیں کا خطر صیاد کا دہر کا نہ آج
عالم رویا میں ہی جی کہو لکرویانہ آج
وہ تو کب آتی ہیں تو بہی ہی اجل نا آج
قطرہ خون مجھی تھی سوہ ہی کچھ کھانا آج

پہل کی شہ لٹی شکوی تو زبانی نہ آج
خون لانا ہی شہ کلیم میں سا مان عیش
ای ل کم و صلا کیوں چیرنی ہی و ویا
جی ہلا تا ہی سولینی ہی دم ہر ہجر میں
مر کی بلبل کو ملی ہر قید ظالم سی نجات
کھل کھل آگ میں شہک گرم کی تاثیر
جس طرح ہوگا شہ فہم سے سر کر لینا ہم
کھل کھل سیا کی دل کی شکاوت خم سی

ناگز بخیر سی آگاه کرنا ہی او نہیں
 بخیر سبھا بھی یا لکن ترانے کم ہوئے
 قیصر و زستانی تھا سو بہتی امی جنوں
 جو کیا سب یاد ہی تحریر کی حاجت نہیں
 ہی یہ نفرت مجھ کو اپنے سے جو ہوتی ہو

اس قدر اسی ناتوانی پاؤں تو پہلانا آج
 کچھ تو پردہ تھا جو اس سے کیا پرانا آج
 جانکر فال بون طوق کلو پہنا نہ آج
 نامہ اعمال می کر کیجئے رسوا نہ آج
 رنگت و میرا سری تصویر سی ملنا نہ آج

طرح میں ہی اک غزل تسلیم لکھنا چاہی
 خامہ جاد و بیان کو روکنا اصل نہ آج

۳۶

۳۷

چاہی مینا می کو سجدہ شکرانہ آج
 کیا ہو کیسی پلا دی ساقی ستانہ آج
 اپنی جو بن پیش آتش مع خانہ آج
 خواب کیسارت بہر ویا کیا سن سنکی یار
 ز خصی و اعظم مبارک قید مشرب آج
 چھیر تا ہی کس یہی ساقی خدا کی واسطی
 گور کن ہین منتظر بیکار رکھا ہی کفن
 دی جگہ دل میں حدنی اقر با خصیت ہوئے
 پیٹتا ہی سر کو شعلہ و تی ہی شمع لکن
 کل نگاہ منتظر ڈوبی ہوئی تھی جام میں
 اس قدر چکی ہی نخل آسمان سی مقلے
 مرکی ہی شاید بڑک اوٹھی ہمارا در غل

سر کی بل آتا ہی زراہ جانب مینا نہ آج
 عقل سی ہون آشنا غفلت ہو گانہ آج
 جنبش شعلہ ہی پرواز پر پروانہ آج
 قصہ مرگ عدو و بھامرا فسانہ آج
 رکھتی ہی تو بہ ہماری لغزش ستانہ آج
 چوسنی دی ہکو جی بہر کی لب پیمانہ آج
 اب نکلی مرگ ہسی ناز معشوقانہ آج
 اپنا بیگانہ ہوا اپنا ہوا بیگانہ آج
 رونق بزم طرب ہی ماتم پروانہ آج
 پہرتی ہی آنکھوں میں میری شیش پیمانہ آج
 شعلہ فریاد نا کامی ہی شمع خانہ آج
 سینہ مدفن نظر آتا ہی تشخسانہ آج

دشت میں کس شک لیلیٰ فی قدم نچہ کیا
 کیا کہوں میں ظلمتِ شامِ جدائی کا فروغ
 جسکو رکھا ایک نظر دو پہر آیانہ ہوش
 پر وہ مینا سی کہینچا بی تکلف شوقِ فی
 دیکھ کر خنجرِ بکفِ مقتل میں اس سفاک کو
 کوئی مژدہ ماتمِ دل کا مقرر ساتھ ہے
 خانہ صیاد میں گل دیکھنی ملتا ہی کیا
 بڑھی کیا کیا نہیں بہ ہم کرمی کی بار کو
 آگیا جلتی میں شاید غدرِ شوخی کا خیال
 شکر تک ہوتا ہی ماتم عاشقوں کا دھرم
 چور کرنا کام مجھ کو دھم کیا پہلو سی ن
 لی تری آوارِ قتل شور ماتم ہی مجھے
 عیسٰی میں محلِ آتا ہی اپنی پیش کا
 گزری ہی بہت شورِ سدا سل و کیست
 راہِ بیدین کی ضد پر چاہتا ہی دل مرا
 مرنے مرنے سخت جانی دیا اک اور داغ
 نشہ جامِ میِ حد سے دہ بخشا سرور
 ہر قدم کی ساتھ ہی شورِ مبارکبا و حشر
 بی تامل سرِ شمشیرِ قاتل رکھ دیا

گم ہلای دیتی ہی پچھپی ویرانہ آج
 آفتابِ صبحِ محشر ہی چراغِ خانہ آج
 گردشِ چشمِ سری تھی گردشِ پیمانہ آج
 دختِ زسی انگہ ملتے ہی ہوا یارانہ آج
 اور کچھ سمجھا رہی ہی بہت مروانہ آج
 طفلِ اشکِ آتی میں گرتی پڑتی بیتا بآج
 آہِ انہ اشکِ ہی ہما کوٹ مانہ آج
 بی طرح او بجا ہی لطفِ شکرین بی شانہ آج
 پای بوسِ شمعِ محفل ہی سرِ پروانہ آج
 دل کھا دیتا ہی کیا کیا قیس کا افسانہ آج
 چشمِ حسرت بنگیا ہی وزنِ کا شانہ آج
 بنگیا ہی ایک چشمِ خونِ نشانِ پیمانہ آج
 توڑنی واعظ کی سری شیشہ و پیمانہ آج
 آسمان سر پر اوٹھالیکا ترا دیوانہ آج
 پھر کروں تعمیرِ کعبہ میں بیتخانہ آج
 دستِ شمس میں می قاتل کا ہوشانہ آج
 گر کیا نظرونِ سیای سانی تلخ خانہ آج
 پہنی ہی کسٹنِ م کی بیری ترا دیوانہ آج
 ہم ہی جانبازی کو بھی لڑی طفلانہ آج

گرتی جوش جنون سی بسکہ ہوں آن تش قدم
محتسب کا خوف آثار قیامت ہو گیا
پہر نہ آیا جا کے یار ہو فائین مر گیا
ہوں وہ دیوانہ کہ محکو قید صحرا بھی نہیں

وانہ یا قوت ہی بخیر کا ہر وانہ آج
بند مثل باب تو بہ ہی درخشاں آج
عمر رفتہ بن گیا میری لہری جانانہ آج
خانہ زنجیر ہی میری لہری دیرانہ آج

نذر ہنس لیم و دودن ایک صورت نہیں
کل قیم کعبہ یکساں ساکن بخشاں آج

رویت حیرت فاری

اتنی زحمت نہ ای ستمگر کہیں
اور سے سیکڑوں ہین تو دل سے
ٹوٹ جائے گا دل جو ٹوٹا یہ
چمین لوح جسمین پہ یار نڈال
شرط بیستابی جگر ہے یہ

پہینک شمشیر کٹ خج کہیں
تیر پہچان کر ستمگر کہیں
چارہ گر خار پا سبکہ کہیں
وروح مجھ پر پڑے کہیں
رات بھر نالے کہیں ون بہر کہیں

اوس کو پروا نہیں اگر تیرم
پہر تو کیوں نالے زندگے بہر کہیں

کہو لہ و گلشن میں اکدن شکر بو کا کل کی تیج
فصل گل میں گرا سیرام ہی فسوس کیا
ایسی کہانی محسبے میکدہ میں آج ہول
ماری پڑے ہوئے کلیوں میں نگار غیر
کہاں تجھ میں اپنے وہ کہان تسلیم و قوت

وہ قدم چل کر بلا دو خاک میں نہیں کی تیج
سیکڑوں ایسی ہیں گلچین قسمت بلبل کی تیج
آرہا دستار کا زین میں ہی کھل کی تیج
چل گیا جس وز اپنا سانی اس گل کی تیج
خاک ہم مجھ میں کلیم شاعر اکل کے تیج

| | |
|--|--|
| <p>میرزا بائین بنا جاتا ہی کیا کیا جو شیچ خیر تو نہیں دیکھ جاتا ہوں جانی کوئن کچھ تو ہو شکین دل ظالم دم اقرار وصل پاکی موقع اب تو کچھ بائین ہی کریتی مڑ ہمیشہ سنیتی نہ بنتی تہ بلا ہی دو گھڑی بیشکر دیر و حرم میں رہیں ہی شیچ ہو کوئی کیا بھی حسینان جہان کی گفتگو شبست میں سچا ہمارا کی اپنا ہی کون کوئی کیا جانی جو میری پی باہم ہیں ان عمر ہر بائین سنین شبست عیار کی انتظار رک ہی بالین پر اگر گاہ گاہ</p> | <p>وصل کی امید پر سنتا ہوں صبر باہو شیچ دیکھ لینا میری دست آج میرا جو شیچ ایک دن تو اپنی منہ کی ہدی چاہو شیچ رہ گیا ہی سیری لگی نہیں چاہو شیچ کہہ تولیتی اونی کچھ دل کی تمنا جو شیچ عمر ہر مہنی سنی بیکار کیا کیا ہو شیچ سچ میرا چھوٹ جوتا ہی میرا چھوٹ شیچ کچھ ہی تک ہی رہی سالتہ سایا ہو شیچ کہنی کو کہتی ہیں جو کچھ ال دنیا ہو شیچ پر زبان شمع کو آیا نہ کہنا جو شیچ سنی لکھ جاتی ہیں خط لکھی اٹھا جو شیچ</p> |
|--|--|

| | | |
|--|---|----|
| ۱۰۶ | رات من جزا عرض عی سر مائی کیا ملات سلیم کو کہہ کی تنہا جو شیچ | ۵ |
| کوئے کہنے کو کوئے سر بشر شیچ تہا رنہ نرا طلسمے کار خانہ ہجوم خلقت کون و مکان کو حصول و جہان سمجھی میں دلو | دہن تو ہی ہی کچھ لیکن کمر ہا شیچ عجب عالم ہی یہ دنیا لکھ شیچ سمجھتی ہی تری تیغ دوسر شیچ مقدار کی نکلی یہ ہی کرنا شیچ | |
| ۱۰۷ | حقیقت میں خدا ہی جانی تسلیم بظاہر تو سراپا ہی بشر شیچ | ۱۲ |

روایت حاجی حلی

۱۲

۱۰۸

صوت نقش قدم کرنی نشان اچھی طرح
چشم ستی دھن آ یا بخطر ہر سخت دل
پہول کیسا ہمئی پتا ہی کوئی تو نہیں
ناز تو بہ اوٹھ نہیں سکتا خدا کی واسطی
عین فصل گل میں آنکھیں بند کیں صیاد کو
ہو ہی گا گل جو کچھ ہو گا نصیبوں کا لکھا
دیکھ کر کہتی ہی مجھ کو خبر میں مجھ کوئی طرح
لی نلون بوسہ لب نگین کا خواب میں
فصل گل میں ست جائی کہیں صیاد کو
ہونٹ چٹوائی گی لذت مجھ میں صلیب شہ
کم معی ہی نہیں عشق میں میں کوئی شعر

خاک میں ہکو ملا ای آسمان اچھی طرح
منزل مقصد کو پونہ چاکاروان اچھی طرح
دیکھ لی اپنا چمن ای باغبان اچھی طرح
کوئی ساغراور بھی پیغام اچھی طرح
دیکھنی پائی نہ سیر بستان اچھی طرح
آج توسن لومری تم دستان اچھی طرح
تم کہاں تھی آج تک ایہ زبان اچھی طرح
منہ دوپٹی ہی چھپالی بد کہاں اچھی طرح
کیجی وچل دوں عشق فغان اچھی طرح
چوس لینی دو مجھی اپنی زبان اچھی طرح
فہم میں آتا نہیں اپنا بیان اچھی طرح

کیون نہ میں پتا بیان سنگرد ال احباب کو

پانی ہی شہر میں اچھی زبان اچھی طرح

۱۰۹

پاؤں پڑتا ہوں میں جان کی طرح
کیا کہوں صبح وطن میں تجھے
خانہ برباد تو ہونے دی جنوں
غسٹم اغیار بھی آیا ہمراہ
گلشن ہر میں پہرتی ہی صبا

گلی پسٹا لو گریبان کی طرح
ہامی رمی شام غریبان کی طرح
خاک اوڑاؤں گا بیابان کی طرح
گور میں داغ عسکران کی طرح
آپ کی بیرو سامان کی طرح

۱۱۱

ہم تن سوز جگر سے اپنے
 ربط باہم میں نہ فرق آئی جنوں
 پوچھتے کیا ہو مرے ہستے کو
 جی جس راحت بھی تر پتا ہی جگر
 نامیدی مجھے تو سنے اک دن
 جا کے پہر یار نہیں آنے کا
 ایک عالم ہے مرے رونے کا
 قطرہ اشک مرا گردون کو
 مجھ کو بے چرخ ہنساتا ہے مگر
 شبِ فرقتیں او داسی بھی مری
 نے اثر ہے مرا ہنسنا رونا
 چمکے تقدیر جو شب کو تو سحر
 گزرے کیا دل پہ پشیمان ہی جو آج
 جاتے ہیں سو ہی عدم دنیا سے
 روزِ وعدہ کی گڑھی بھی ایدل
 دلربا ہے مری شوریدہ سرے

داغ ہوں سرو چہرا غان کی طرح
 چاک دامن ہو کر بہان کی طرح
 کچھ نہیں آپ کی رہبان کی طرح
 ہاے پیکان ہوئی پیکان کی طرح
 داغ وہی جامی کی مہمان کی طرح
 عین عسر گر میزبان کے طرح
 رات بہر شمع شبستان کے طرح
 آنکھیں دکھلاتا ہی طوفان کی طرح
 نام کو صبح گلستان کی طرح
 نازاؤ ٹھواتے ہی مہمان کی طرح
 غنچہ و شب بنمستان کی طرح
 گل گئے خاک میں افشان کی طرح
 میری حسرت میری رہبان کی طرح
 نو گرفتار پشیمان کی طرح
 نہیں کہٹے شب ہجران کی طرح
 آپ کی زلف پریشان کی طرح

فکرتِ سلیم ہے و شوار پسند

خاطرِ ناظم شروان کی طرح

۱۵

۱۶

کاش تو مل ہو تلمرا بھی رسی دل کی طرح

بہول جاتا میں ابھی کٹو کٹیل باطل کی طرح

فیضِ سیلابی ہی میری کیا تعجب جنوں
 حلِ مشکل کی یہی ہوتی ہی کیونکر وقتِ فرج
 حل و کھایا دروہمد روی فی کیا کیار است
 نزع کا عالم ہی جلد آؤ جو آتا ہو تمہیں
 قیس کو صحرا بھی دیتا ہی قریب دوست
 کل ملی آغوشِ غنچہ آج ہی کنجِ قفس
 جس طرح جاگلی گلیں ہیں سہل تہ جاؤ نگاہِ و
 دوست یا ہو عدد و نون جلاتی ہیں ہمیں
 مرگ کی ظلمت کی گائی کافرو غ زندگے
 آسمان بی مہر ہی ہل جہان ہیں بی نیا
 وی غارِ طلب میں طلاقِ قمار نے
 و شہتِ بہت ہی مجھی نڈانِ غم ہی کہ نہیں
 کچھ تو دو جانِ جہاں آشوبِ عالم ہی سہی

جاوہ صحرا بھی تڑپنی نہیں بسمل کی طرح
 تیغِ بی بھی ہی منہ پیر ہی قاتل کی طرح
 دیکھ کر رویا کی ہر شمعِ محفل کی طرح
 اور ہون مہر کا مہمانِ وقتِ مشکل کی طرح
 ہر بکولا جو مٹا آتا ہی محفل کی طرح
 آئی مثلِ بزمی گلِ نکلی عنادل کی طرح
 عشق ہی من بھر محبوبی سہی حل کی طرح
 نقشِ مستی ہی ہمارا نقشِ عامل کی طرح
 گلِ چراغِ زیست ہو گا شمعِ محفل کی طرح
 داغِ دل کسکو دکھائیں باہ کال کی طرح
 رہ گئی محرومِ منزل میلِ منزل کی طرح
 خارِ صحرا پاؤں پڑتی ہیں سلاسل کی طرح
 حشرِ پہلائی نئی امن کب سہی سائل کی طرح

ناصح شفیق تو نادان ہی جو کہتا ہے سنو
 بحث کیوں کرتی ہو تم تسلیمِ جاہل کی طرح

روایتِ خانیِ حمہ

۱۱۱

۹

ہر ایک خمِ کابی رنگِ پان میں ہی سرخ
 کہ چادرِ سجدی سبزی کفن ہی سرخ
 زبانِ شعلہ ہر شمعِ انجمن ہے سرخ

خزان میں کشتہ بیدار کا چمن ہی سرخ
 شہیدِ نازی ہی ہیں رنگیان ای حیرت
 ہجومِ شوق میں گلگیر نے یہ چوسا ہے

یہ کسنی تنگ لیا ہی کنارِ حسرت میں
ہمیشہ پاک ہیں نگین مزاج احسان سی
سکھائی تیشی فی آرایشِ عروسی کیا
فراقِ یار میں شیشہ بھی تھوکتا ہے
اڑا ہی خونِ کفِ پاک رنگِ غریب سے

کہ ناز کی سی تن شکِ یاسن ہی سرخ
کہ خود بخود گلِ خندانِ پیرن ہی سرخ
دولہن کی طرح سہرا پائی کو کھن ہی سرخ
کسی یقین ہی کہ رنگِ می کھن ہی سرخ
ہزاروں کوں غمِ بارِ رہ وطن ہی سرخ

عروسی ہر کا جلوہ فریب ہی تسلیم
فقط لباس ہی پہنی یہ پیرن ہی سرخ

۱۱۴

رہتا ہی تپِ عشق سی ہر عضو میں سرخ
کس رنگ سی میں آبلہ پادشت کو آیا
کیا بات ہی جوابات کی قابل نہیں بچان
سوزِ جگری کی ہی اسیری میں یہ تاثیر
ہم مر کے ہوئی قاتلِ بیرحم سی لکڑنگ
کیا ماتمِ بلبل کی ہی گلزار میں شادی

میں ہوں جھپٹ شعلہ آتش ہمتن سرخ
کو سون ہی سرخارِ بیابانِ وطن سرخ
غنجہ بھی تو رکھتا ہی تمہارا ساوہن سرخ
مثلِ رگِ شعلہ ہی رگِ تارِ سن سرخ
اونکی ہی قبا سرخ ہمارا ہی کفن سرخ
پوشاک جو پہنی ہیں وسان چمن سرخ

شجرف سی کس شوخ فی نامہ لکھا تسلیم
کاغذ ہی برنگِ شفقِ چرخ کھن سرخ

۱۱۵

بسکہ تھا ہوشِ بایار پر پیرا دکا سرخ
کٹتی ہیں یہ قفسِ نیم ورجا میں کھڑیان
دلو تر پاتی ہی امیدِ شہادت قاتل
حیرتِ مرگ فی آئینہ بنایا دمِ تسل

دیکھ کر چوٹ گیا مانی و بہرا دکا سرخ
دیکھتی رہتی ہیں بیٹی ہوئی بیا دکا سرخ
کب اور ہوگا تری ناوک بیدا دکا سرخ
دیکھنی پائی تیر تیغ نہ جلا دکا سرخ

ایک سی ہین مری محبوب کے دونوں نگہین
کل تو تھی بخود مری رو میں بالائی فلک

کیا رہا کا تب قہر ت سی سر صدا کا رخ
دیکھنا آج کہ ہر ہی مری فریاد کا رخ

مصرع طرح نہیں فکر کی قابل تسلیم
کہتے جاتی ہو عبت یار پر نیا و کا رخ

رویت وال مہلہ

بر لائی فلک کیا دل کا کام کی امید
پیری میں عبت وصل لا رام کی امید
کیون بنا وٹھائیں ستم زخم جگر کے
وہ مست خجبات ازل ہوں کہ یہاں ہے
وہ آئین نہ آئین یہاں وعدہ ہی برابر
رور کی جو ملتی تھی گلی پاس شب کو
روتا بھی اون چیزوں پر آتا ہی کہ چنگی
ایسا نہ ہو بلبل چمن و ہر میں اکدن
امی مرگ ادھر آ کہ ابھی خاک میں بلجای
وہ خاک بھی سننا نہیں میری جان مجھ سے
کہتا ہوں تصور میں سد ایسی تہین
نہیا نہیں پیری میں ہوا می گل نو خیز

اور وہ بھی شب وصل لا رام کی امید
بیکار ہی خورشید لب بام کی امید
رکھتی نہیں مانند نگین نام کی امید
میخانوں میں پرتی ہی لپی جام کی امید
امی صبح ازل کسکو ہی اب شام کی امید
ہو گی وہ تری عاشق ناکام کی امید
تقدیر میں ہونا تھامری م کی امید
پھر خار کوئی ہی تجھی گلدام کی امید
ساری ستم چرخ جفا کام کی امید
ناحق بھی خفا ہی دل ناکام کی امید
قاصد کی نہ پروا ہی نہ پیغام کی امید
بیجا ہی خزان من شمر خام کی امید

کیا غم ہی کہ اس طرح میں اچھی نہیں اشعار
تسلیم کس سے نہیں انعام کی امید

ہنس کو بہاتی ہیں تی کلب کو اٹھاپسند
 بوی گل ہون مجھ کو کہہ قید و تعلوق سے معاف
 سر قبول داغ ہے منظور خار و شت پا
 خاک میں ملنی بنیایاتن کی صحت شکاری
 بی سبب بھی غیر سی کم حوصلہ کہنا بھی
 دیکھ کر ہر صبح پہر جاتی ہی شبنم سوچتی رخ
 سچ تو یوں ہی ہمیں جانی نا امید ہی نہیں
 دیکھ کر ہنس دیتی ہیں صد تی ہوا بینی سخت
 ایک دن سنگ رکعبہ سی پوڑوں کا
 چشمہ بوجہ انسوجذب کیستی نہیں
 چوڑ پہلو کو سری جاتھکوارحت ہوجہاں
 بی تکلف خاکساروں کے بستر تی ہی
 کیا کرینگی قتل مجھ کو کہ طبیعت ہی ہی
 اہل نصرت کو نہ کیا زینت ظاہر شمع و
 کس قدر رو خلافت ہون کہ بعد گن ہی
 کچھ خدا کی شان ہی ورنہ کہوں کیا کہوں
 دیکھ کر حسن بکر کی نصرت کہ میری قبر کو
 ہم کہہ نکار و نکو بس ہی غلج شش کے لئی
 شکر تسلیم پاتہ آئی اگر نایان جوین

یہ مثل سچ ہی جہاں میں طبیعت ہر پسند
 غیر بر باد ہی نہیں باغ جہاں میں کہ پسند
 تو رکست جنون کر کاوش نشر پسند
 حلقہ فتر اک کو آیا ہمارا پسند
 یہ تری عادت نہیں مجھ کو بیت و سر پسند
 اس چمن کی گلزمیں آتی نہیں گل پسند
 آپ کو یہ اول پر داغ ہو کیونکر پسند
 اونکو ہی تیرا تر پنا اول مضطر پسند
 گر نہیں آتا تری چو کہ طے میرا سر پسند
 کیا کری آوارگی اولاد کی مادر پسند
 یہ نہیں بتایا بیان تیری ل مضطر پسند
 دیکھ کر ہی نقش پاکو بالشری پسند
 آج ہم آتا نہیں اونکو کوئی خنجر پسند
 چرخ کو با اینہما ہی نیلگون چادر پسند
 میری مشیت خاک کو کرتی نہیں صحر پسند
 یہ دل کم حوصلہ کم سخت ہو دلبر پسند
 آج تک ہی سبزہ نوخیز کی چادر پسند
 ایک ہی سجدہ ہو جو جائی دم محشر پسند
 یہ وہ نعمت ہی جسی کرتی تھی ہر پسند

تاسے دن بہر ہین بات بہر نہ یاد
 کس قدر ضعف تھا کہ سبھی سے
 ہو چکے صبح شام تنہا سائے
 سے نصیبوں کی کون سننا ہے
 حشر برپا ہوا زمانے میں
 نکل آتے ہیں سنگی گہر سے وہ
 وصال کی آرزو بھی نہ رقت تھی
 وقت آخر موت آتی ہے
 عشق میں سے نہیں بھلتا ہے
 بہرے مجھے آکے یا نہ ملے
 حشر کو نہ نہ لایا خط کا جو
 صفت شیشہ ٹکڑی ہو نہ کہین
 ویکسٹا عشق کی دورست کو
 اُف نہ کرے تھی سوزِ غم ہی نہ سکے

ہمہ تن بن گیا جگر و سر یاد
 لب تک آئے نہ عمر نہ یاد
 نارسا آہ نے اثر نہ یاد
 کیجیے اس امید پر نہ یاد
 مکمل سر پہیٹی جد ہر نہ یاد
 کچھ تو لائی ہی راہ پر نہ یاد
 میں زمین پر ہوں عجب شہ پر نہ یاد
 اب نہ جا مجھ کو یہ ہو کر نہ یاد
 یہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ رہ نہ یاد
 ویکسٹا لون تجھ کو اک نظر نہ یاد
 تیرے غفلت سنائی نہ یاد
 دل نازک پہ جسم نہ یاد
 شورِ خستہ او و ہر او ہر نہ یاد
 کوئی کیا کیا ہے اک پر نہ یاد

دم پرے تو کیجیے تسلیم
 نالہ کو تاہ مختص نہ یاد

اب تو کہتا ہی نہ کہ براؤں کا میں دلبر کی جد
 اُف تھی فوقِ جوشِ مستی وہی کیفیتِ شہا
 ہم بھی ہر شوقِ مردن ہیں کہ قاتل کی

دم نہ لی گا امی دلِ مینا بوم بہر کی بعد
 چوستی ہیں ہم لبِ لبتی لبِ لغو کی بعد
 شمع کی مانند سر پیدا کرین گی سر کی بعد

| | |
|---|---|
| <p>رو رہا ہوں میں ہی فوسوس میں مثل حباب خواب میں کہنی افسانہ رخ نہی کہیں ضرور استقدر تو سخت جان لطیف احسان چاہے حاصل آتش مزاجی غیر بر باد می نہیں</p> | <p>خانہ ویرانی کہان جاری ہر گہ کی بعد عہر کا ہوتا ہی جلوہ جلوہ اختر کی بعد ناز بر وار گلو ہو تیغ بھی خسرو کی بعد مشت خاکستر ہی کیا شعلہ اختر کی بعد</p> |
|---|---|

بعد مرون عتراضی تسلیم کیا
کیا خلل اسیراوسی تہ آن کو پیغمبر کی بعد

روایت الہندی

| | |
|---|--|
| <p>دو دوں جہان میں لی بت بد کمان کہند نکلی چمک چمک کی مہر مٹ گئی بیکس میں دیکھی کہتی ہیں دست پا سنتی نہیں ٹھہر کی سی ایک بات بہ وعدہ خلاف یارنی آخر کیا اویل نازان کمال خاص پہ ناحوت عوام ہیں</p> | <p>آخر کمان شباب جانی کمان کہند اپنی کا ہی نہ دیکھ سکا آسمان کہند چھوڑ آئی اضطراب اہل میں کمان کہند اللہ اس قدر بھی عمر روان کہند کیا کیا اثر یہ تھی تمہیں آہ و فغان کہند یوسف کی حسن پر نگری کل روان کہند</p> |
|---|--|

مانند خامہ صفحہ ہستے پہ چمک کی چل
تسلیم کہہ نہیں جو کری نکتہ وان کہند

روایت ذوالحجہ

| | |
|--|--|
| <p>ابتو ہی میری کلی کا بت پر فن تعویذ مر کی سید کا ڈر ہی نہ بلا کا و ہر کا پھوٹ نکلی جو دوپٹی سنی کشتی سہر</p> | <p>غم نہیں لکھ کی جلا یا کری شمع تعویذ ابتو بیکار ہے ہونا میر پر فن تعویذ وی کیا لطیف ہے غم تو در ان تعویذ</p> |
|--|--|

باغ کو جانی ہو ڈری نظر نہ کس سے
نرم کدن ہی نہ دل و سُرے کا فرکا ہوا
دیکھ کر چرخ مہ و مہر کو کرتا ہی نشان

پہنوا می رشک چمن غیرت گلشن تعویذ
لا اکون کہی تہ خاکستر گلشن تعویذ
وی رہا ہی تری چپکلی کا وہ جو بن تعویذ

جیتی جی سب میں اثر ہی دم و نسلیم
نہ عمل کلام کچھ آتا ہی نہ جوشن تعویذ

۱۲۰

ہای ملا فی یہ کیسا لکھا اولٹا تعویذ
بہ چون کیا خط کہ غرض عداوت کے لئی
دم خصرت و نشانی کی لپی کہتی ہیں
دل ہر کتا ہی کوئی تفرقہ پڑنا ہی ضرور
اٹھی وہ دوڑی ہوئی دیکھنی سنکر بیتا
بی اثر ہی تو نکو لین پس ن احباب

غیر سی اور وہ کھل کھلی جو باندھا تعویذ
خون ہی میری کبوتر کی لکے گا تعویذ
تم لو تعویذ مرادو مجھے اپنا تعویذ
غیر کی باتہ سی پہاڑی پنا تعویذ
ہو کیا دل کے لپی دل کا تر پنا تعویذ
کہ مری ساتھ ملی خاک میں یہ تعویذ

دل بیمار کی صحت کی لپی اسی تسلیم
نہ مری یار کا نام نہ کسی کا تعویذ

۱۲۱

دیکھ کر حشر میں طومارِ عمل کا غنہ
حال دل کہتی ہوئی روئیں کچھ ایسا تیر
جیتا تک خط نہیں آتا نہیں آتا خواہی
خط جانان جو رکھا داغ پہ سوزش نہ ہی

میں یہ سبھا کہ مری یارنی ہیجا کا غنہ
بہ کیا باتہ سی مثل کفن و ریا کا غنہ
سادگی جانی و آئی کا نہ سادا کا غنہ
بن گیا مرہم کا فور کا بہا کا غنہ

برہمی کی جو حقیقت لکھی و ساو تسلیم
سطرین بل کہانی لکین میں آیا کا غنہ

روایتِ رایِ مہل

۱۵

۱۲۲

چاندنی رہتی ہی شب بہرِ زیرِ پابالائی سر
 خارِ بامیِ شستِ غربتِ دُغِ سُوئیِ جُون
 بہاکِ جاؤں کہانِ بہیتِ بلندِ دہر
 کون ہی بالینِ تہِ بیتِ آجِ سرِ گرمِ سہم
 بیِ تکلفِ کیا بسترِ ہوتی ہی گنجِ گوہِ مین
 اوڑھ کر آبِ وانِ کاگو و پٹا تم چلو
 کچھ اوڑھ کر شوخیوں کو ستاری تم مین
 جاوے موجِ ہوائی تیری نوں شستِ مین
 جز خراشِ خارِ یا خاکِ ندلتِ قیص کو
 جیتی جی شبتِ تھے مرکزِ بجایِ تختِ تاج
 سایہ ہون کیا اوجِ میرا کیا مری افتاد کی
 مری ہین پامالِ مشتاقِ نظارہ ہین ہم
 جسم و جانِ نوں مین آسمان کے مین
 ہونہیں سکتا کہی خالصانِ حوج کچھ حجاب

بامیِ مینِ راکِ چادرِ زیرِ پابالائی سر
 کچھ نہ کچھ کہتا ہوں اکثرِ زیرِ پابالائی سر
 ہین مینِ چرخِ گہر گہرِ زیرِ پابالائی سر
 وجدِ مین ہے شورِ محشرِ زیرِ پابالائی سر
 خاکِ بسترِ خاکِ چادرِ زیرِ پابالائی سر
 موجِ زنِ ہواکِ سمندرِ زیرِ پابالائی سر
 کہتی ہین لو ویکھو اخترِ زیرِ پابالائی سر
 کر ہی ہین کارِ خنجرِ زیرِ پابالائی سر
 اور کیا دیتا مقدرِ زیرِ پابالائی سر
 خاکِ کہتا ہی سکندرِ زیرِ پابالائی سر
 ایک عالم ہی برابرِ زیرِ پابالائی سر
 ویکھتا چل و سٹمکرِ زیرِ پابالائی سر
 ایک مین کہتا ہوں گہرِ زیرِ پابالائی سر
 ایک تھا پیشینِ میرِ زیرِ پابالائی سر

دعویٰ تشنہ سی امی تسلیم لکھی غیندل

ور نہ مہل سے سہرا سرِ زیرِ پابالائی سر

۱۲۳

۱۵

روئیِ شستِ مین ہم و شستِ سامانِ دیکھکر
 یادِ آیامر کی تصویرِ خیالی تھا جہان

جی بہرِ آیا خندہ چاکِ گریبانِ دیکھکر
 کھل گئیں آنکھیں مری خوب پریشانِ دیکھکر

سکہ مشتاق شہادتت سبب قتل گاہ
خو صد کہ سناخ دل میناب پیر زمان جگر
چار دیوار عناصر کی خرابی کیا کہون
رہنمی می نہیں می سینی میں اظالم دوسار
صدقی اپنی سبکی کی اب تو کوی یار میں
بند کہتا ہوں میں آنکھ میں سلیمی پر کفن
ہو گئی ثابت و رنگی گلشن بجاو کی
شکوہ عیاد کیا لکھا تھا یہ تقدیر میں
حرمتت یا صر خا نشان بادہ میں کہاں
وہی ل کی سائہ تیری رزوی جیل بجا
کستہ لائیں بہر تھا لطیف ایدادو
خشک گل آفرین شمع چپاں او داس

جوش کہتا ہی لہو شمشیر عریان دیکر
گور پر میری قدم کہنا مر جان دیکر
اولٹی پاؤں پہر گئی عمر گریزان دیکر
کچھ تو ہو کی دل کو تسکین کجاں دیکر
بار بار مجھ کو بلا ایسا تہا ہی زبان دیکر
دیکھوں کیا شکل فرشتہ حسن جابان دیکر
گل کو خندان دیکر شبہ کو گریبان دیکر
بہم قفس اک روز دیکھیں گلستان دیکر
جنت امی اعط کیا کر ہمسی قمر آں دیکر
پہونکنا سینہ ذرا ای غنہاں دیکر
زخم خون رونی لگی خالی نمکدان دیکر
جی بہر آیا عالم کو غریبان دیکر

یار آیا قفسہ دن بہر ہی سبیل آج

مجھ کو دہم اوٹھی تھی کسکاروی خندان دیکر

۱۹

۱۲۳

ہجو شوق بنون یار کی قب اکینو کر
زبان پر آئی مری حرف مدعا کیونکر
پہونچ گئی کیف گلزار تک حنا کیونکر
بٹھاؤں لچ تری سکہ وفا کیونکر
بلند ہو لب فراد کی صد اکینو کر

رہی کنار قفسہ ابرو ہمد اکینو کر
یہ ضعف کہ نہیں ضعف تک تھا سکتا
او نہیں تو عار تھی خونیں لون ہی حریص
نہ موت آتی ہی ظالم جان جاتی ہی
بلار باہی بھی خاک میں کس کی سکوت

یہی سہی کہ میں تارہوں آپ سی لکھیں
 نہ آرزویِ عدو ہوں اپنی محرومی
 عبت ہی تہمت احسان بت ستارہ
 حیا سی لب کو اجازت تہی تبسم کے
 مری اجل سبب ماتم عد تو نہیں
 یہ ضعف ہی کہ رکتا رہیستہ غم ہوں
 جنون کی پردہ دہی اسی ہی نفس کے
 دم ستم ہی سے ای فلک عجب ہے مجھے
 وہ کہتی ہیں گلہ ضعف نکی صورت مکہ
 عجب ہے کہ پیچہ مصوری کس طرح تصویر
 بتوں کی نازا و ٹھانا جنہیں تبا کوہ گران
 مٹائی سی نہیں مٹتی ہیں پیچہ قسمت کے
 جو خط کو لی بھی کیا نامہ پر پڑ ہیں گے عدو

تو اس قدر دل بایوس پر چنبا کیونکر
 جگہ کروں لکھ فریں ای خدا کیونکر
 نہیں مجھ کو بھی داغ دل لیا کیونکر
 عجب ہے وصل میں ہوشو کھل گیا کیونکر
 ابھی سی خاتمہ باخیر ہو گیا کیونکر
 کرائی ہی تو مجھی پائی کی قصا کیونکر
 نکل سکی مری زنجیر سی صدا کیونکر
 کہ بھول کر تجھی پہراؤ آ گیا کیونکر
 اگر یہ سچ ہی تو پھر رنگ وادرا کیونکر
 کہ شونجیوں تو اک رنگ پر رہا کیونکر
 سبک ہو او نہیں گناہ بھلا کیونکر
 شکوہ شانہ کرنی لف سی جدا کیونکر
 مٹائی کامری تفت دیر کا لکھا کیونکر

ہنوز دیر کی جانب نہیں پہنچی تسلیم
 عجب ہے کہ عین حضرت کا جی لگا کیونکر

۱۱۵

۱۱۶

تیغ ابرو کو بنا لیتی ہیں ارجان کیونکر
 داغ ناکامی تقدیر سی تنگ آئی تے
 میں تو خاک ہوں تماشا ی رخ گلگون کا
 عجب آتا ہی مجھی تنگ دل کیا کیا

دیکھہ مر جاتی ہیں ہم بسیر و سامان کیونکر
 دیکھتی پھر کی مجھی عمر گریزان کیونکر
 مجھ کو بھلائی بہار چنستان کیونکر
 کہ رہی اسپین سدا سیکڑوں بان کیونکر

صبح تک آفت کی مانا نگرانی جانِ جهان
 آج کیا آپ نی جاتے ہوئی دنیا دیکھے
 دلِ وحشی کو تسلی تیری کیسو کیا دین
 تم تو سفاک نہیں تھی مگرسی جانِ ہر سو
 وہ ادا کیا ہی کہ بجاتی ہیں گلِ فرود آ
 مجھ کو حیرت ہی کہ بیدا و فلک سی ایتک
 لاکھ نہی پرہیز تو آزاد تو کر دی صیاد
 وصل میں شرم و فاخاک نکلی دیتے
 ضعف و سست جنوں کو مری جنبش و شوار
 مگر کیا دن سی پشیمان تمناء شکر
 بخل گرد و سب عجب ہے کہ مری سینی میں
 ساء غریب میں رہی کی وطن میں ل
 میں تعمر جاؤں مگر خود عید وہی جو ہی
 کستی ہیں پاس بٹھا کر چھٹی ونی کی لہی
 نوکلتا ہوں میں نہ بخیر کی بنکر سر یا
 لاکھ چاہا شبِ قیامت میں آنی کیا تھا
 دل ہی پہلو میں نہیں کہتی بزرگ تصویر

جلین می کی مجھی شام شبِ ہجران کیونکر
 اس طرقت شوق لی آیا تمہیں اس جان کیونکر
 وچر تسکین ہو پریشان کو پریشان کیونکر
 روز و چار بنی گنج شہیدان کیونکر
 بان ادا نہیں تو او دشمنِ ایمان کیونکر
 رہ گئی گلِ چین ہر میں خندان کیونکر
 دیکھہ اوڑ جاتی ہیں یواری گلستان کیونکر
 چھوڑ جاتے مجھی تنہا مری مان کیونکر
 آئی یا بوسی و سن کو گریبان کیونکر
 طعنہ سنتا تری شام شبِ ہجران کیونکر
 رہ گئی قاتلِ برہم کی پیکان کیونکر
 میں کھنٹ پاچھون خارِ مغیلاں کیونکر
 آپ آئیں گے سرِ گورِ غریبان کیونکر
 اوٹھتی ہیں بدہ پر آبِ سحر فان کیونکر
 روک رکھتا ہی بہلا دیکھون و بان کیونکر
 آج ای مرگ ملی فرصتِ احسان کیونکر
 داغ دی کی ہمیں ناکامی ارمان کیونکر

توڑ کر پائی طلبِ سٹی ہیں میں تسلیم
 اب پہرچی کی ہمیں گرد و شہر و ران کیونکر

یہی روتا ہی دل میں دل سمجھ کر
 نقاب اولٹی ہی خوش رشید رونی
 وہ مطلب تھا مجھی کلک قضائی
 یہ تلچھٹ اور ہم قدرت خدا کی
 ہر اک ذرہ ہی چشمِ قیمت سے لیلے
 سزاوارِ ادب ہی کو بے قاتل
 تر پتے دیکھتا ہوں جب کوئی شہی
 ہنسنے کی زخمِ اوچھے ہاں خبردار
 کسی سے یادِ محشر بخود ہی میں
 کوئے ٹوٹا ہوا شیشہ جو دیکھا
 میں واما ندہ نہیں ہوں مانعِ طول
 وہن وہ رازِ قدرت کے چپ ہوں
 میں اس وضع گدایانہ کی صدق
 بہلا تو اور اوٹے مہربانے
 حسینانِ جہان کرتی ہیں توقیر
 نکالا یار نے صحبت سے اپنے
 دکھ سانی ہی تمنادوں کو کیا

مٹایا مج کو جیسا مل سمجھ کر
 او وہ جانا نامہ کامل سمجھ کر
 نہ لکھا پھر کہہ ہی مشکل سمجھ کر
 ذرا اوساتے محفل سمجھ کر
 اوٹھا ناپروہ محل سمجھ کر
 اوڑا ناخاک اوسل سمجھ کر
 اوٹھا لبستا ہوں اپنا دل سمجھ کر
 لگانا باتہ اوستا تل سمجھ کر
 ہم آئے تھی تری محفل سمجھ کر
 بہت رویا میں اپنا دل سمجھ کر
 مگر او دور سے سن کر سمجھ کر
 کہہ آسان کہہ ہی مشکل سمجھ کر
 بلاستے ہیں وہ سالن سمجھ کر
 کہہ کر آرزوای دل سمجھ کر
 تھارا عاشق بیدل سمجھ کر
 مجھے بیگانہ محفل سمجھ کر
 تھارا وعدہ باطل سمجھ کر

کہان تک کروٹیں بدلی گاتیں
 قضا کو آپ سی غافل سمجھ کر

دی گئی کیفیتیں سستی میں تو باٹوٹ کے
چوستی سستی میں کیا کیا ہم لے سب کیوں یا
جس کی شب پاؤں جھوٹا ہو نہیں کہتی ہڑ
سلسلہ بتی بگڑنی کا لگا ہی دم کی ساتہ
امیج کیا پائی جیسی قسمت کے خاک میں
تفرقہ تقدیر کا کہتا نہیں سیانہ وصل
یہ خلش ہر دم دل مجروح بی باعث نہیں
دیکھنا اعجاز ساقی آملار ندن میں آج
نیکستی ہستی کا جھگڑا حشر تک مٹا نہیں
کیا ادا کی شرط ہمراہی آفوق و شمس نے
کم ہی ہوئی پر عید وہی دل کہانی کو بہت
جب سر کی مدین صفت لکھنی لگا بہر قلم
راہ دکھلاتا ہی کسی وقت خستہ انتظار

لحوت سامی کی مین پر مینا ٹوٹ کر
کاشن ستادل ہمارا جام صہبا ٹوٹ کر
خشک ہو جائی ترا دست تنہا ٹوٹ کر
دیکھی اب کیا ہنی تیرا سہارا ٹوٹ کر
غیر ممکن ہے کہ پرتارا ہوتا را ٹوٹ کر
شلیخ ترسی کب ملا ہی خشک پتا ٹوٹ کر
رہ گیا ہو گا کوئی پیکان کسی جاٹوٹ کر
صوفیوں ہی زاہد پابند تقویٰ ٹوٹ کر
بن گیا دریا حباب ہے یا ٹوٹ کر
رہ گئی تلوون میں فک خاں صحران ٹوٹ کر
معری میں تیر بختا ہی نیزا ٹوٹ کر
گر پڑی آگ مری کچھ بال عنقا ٹوٹ کر
آنکھ میں ٹہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹ کر

قہر ہو گی شمس ایسی تیرا کہن آہ کی
آنکھ سے بہ جائی کا دل کا پیہو الا ٹوٹ کر

۹

۱۱۸

خاک ڈال ہی ہو فاقون شہید ناز پر
دم نکلتا ہی مرا مانندنی و مساز پر
سر پہ چڑکی کی خموشی آہ کی آواز پر
خون سے بیز بے نے کامری ہمارا پر

ایک ہنگامہ ہی بر پاروز و شب جانبار پر
چھٹرنی سنی و پیتابی کی کرتا ہوں فغان
الفت چشم سخن گوشت بنائی گی مجھے
کہکی ہر افسانہ کو سی ہای رسوا کر دیا

کہ کدائی کیون کہن پا آئی وقتِ خرام
بیلِ تصویرِ ہون صیا کیون ہی گمان
یاغ کا جو بن کہانی ہی حنا وقتِ خرام
دو طرفِ چو تنہا ہو گا ثابتِ حشرین

چشمِ عاشق کیا بھی تھی فرشتہ انداز
کب مجھ کی قسمت فی بخشہ قابلِ وار
پہول جھڑتی ہیں مسمیٰ فرشتہ انداز
کچھ مری سخت سیر کچھ تھاری ناز

کرویا سیم سیم س فرشتہ کو بد گمان
پہٹ پڑی اک دن الہی سمان غماز پر

۱۱۹

۱۲

جلی کیونکر نہ جے میرا دل کا دم مضطر پر
اثر آتشِ مزاجی کا پس من بھی تھی ہے
سرشک آتشیں کب چشمِ ترستی مژدہ آئی
فنا مشتاقِ ناسیا کہ مجھ کو طفلی میں
رولاتی ہی فلک کو بکینا ہی اپنی اتون کو
تصور کر نہیں سکتا کہ کیا ہوں طرکِ ہش
تمہاری شہزادی پر لہوری کا خضر ہے
کنیا اظہارِ بیتابی مرا کس سنِ زبانی سی
جنونِ مہین گئی ہمت مجھ چشمِ خلقت سے
کہانِ بیم ورجا میں نگاہِ شوق کو صحت
پیامِ مرگ عاشقِ باوہ سامانِ قیامت تھا
ہمیشہ زخمِ ول تیغِ جفا ہی چاک کہتا ہوں
وہ جنونِ ن کہ فیضِ گنجی سے مری آخر

کہ کہتا ہی امیدِ دل نبوی اس مقدر پر
مرا افسانہ لکھنا چاہی بالِ سمندر پر
کیا ہی سوئشِ دلنی چرخِ افغانِ حوضِ کوثر پر
کفن کا بیشیر و ہو کا ہوا داماں ماور پر
باجوہِ قطرہ شبِ نیم نہیں ہو لو کی چادر پر
خیالِ ناتوانی ہی گراں ہی جسمِ لاغر پر
کہ خونِ گرم اپنا جم رہا ہی چشمِ جوہر پر
کبوترِ دیر تک لٹا زینِ کوی و لہر پر
لٹا ہوں متاعِ آبلہ ہر خار کی سر پر
کبھی ہی چشمِ دربان پر کہی روزِ ن پر
ہزاروں مگرئی زناہ تری اللہ اکبر پر
دوپیکر کا یقین کیونکر نہ طالع کی اختر پر
ہزاروں پڑ گئی چالی زبانِ ترنِ شتر پر

وہی بتک ہے آداب سیر لی کہ مضطر ہوں
لکھوں کیا نوشتوں لی مضامین و آئینہ
بہشتک جہکائی انتہائی کیفیت مستی میں

نکل سکتی نہیں چاک قفس سے میری باہر
گرادی گایہ شعلہ برق بازوی کبوتر
گمان ہی خط پیشانی کا مجھ کو خط ساغر پر

بلاسی گرنہ بھی پایہ فکیر سا جاہل

مرا سکہ ہی ای تشلیہ طبع اہل جو ہر پر

۱۲۷

حشر تکالی می پیری بوی گل تر ہو کر
لطف ساقی سبب قتل ہوا وقت میں
عہد طفلی کی مری لطف قضا سی پائے
پہر وہی دلکو ہوا مشغلہ پستابی
نی تری خاک سوز لالہ گلشن کھرون
کشش سے کچتا ہی تن زار مرا
قتل کرتا ہی شب سے مل میں دھڑلنا
حیف کی جا ہی کہ ہوتی تھی تری شب
چشم میگون کی نظاری تھی اک پہچان
شوکت فرق و الہ بانی سی برہمی
و کھنار و ز جسد و امین قاتل جدم
مرتی دم تک لوب قاتل سے جدم
مل گئی خاک میں تو بھی نہ کدورت
آب انگور میں کیا تمغہ بھی تھی قاتل

آپ میں آئی نہ ہم آپ سی باہر ہو کر
اوتری می حلوت سی آب دم خجر ہو کر
قبر فی مجھ کو لیا و امن مادر ہو کر
کون گذر امری پہلو کی برابر ہو کر
دل غ دینا ہی مجھی صورت خگر ہو کر
بنگیا تار نظر ضعف سی لاغر ہو کر
مجھ سی بجان نہ پھر آج مقدر ہو کر
درو پہلو میں ہماری ہی دلبر ہو کر
پہر گھنیم نہ ہم میں نگہیں تھی ساغر ہو کر
جلوہ گر میں سیر ہر خار پہ افسر ہو کر
رنگ لائی گامری خون کا محضر ہو کر
بہر پابوس جھکاتن سی جدا سر ہو کر
ہمسی بدلا ہی زمانہ تری تیور ہو کر
خون تک خیم سی نکلا می احمر ہو کر

۱۲۸

گر ملاوی کی مچھی خاک میں تیری رفتار
زادہ دیکھ نہ دراپیر مغان کی عجز از

اوٹھوں گا حشر کی دن فتنہ محشر ہو کر
خسرو زن شیشہ ہی کیا کیا تن بدست ہو کر

گر یہی جو شیش گریہ ہی تو بیشک تسلیم
سیل شک آج بھی گامری سر پہ ہو کر

۱۲۱

روایت نامی ہندی

۹

عشق کس کا کیسے چاہت فترا بہتان چوڑ
بت پرستی اورین آباد خدا کا خوف کہ
پہینک اسباب جہان آزاد ہو کر بیٹہ ہ
چاہتا ہی گر حیات خضر مر جانی کی بعد
مر کیا عاشق ترا اک ہفتہ تو او خود پسند
جو فقیری میں ہی بادشاہی میں کہاں
ایک دن مچھی بجائی گا ایدل لکھنوی
بچہ تو خالی دل کر کہ ناکامیوں ہی فلک

وہم پہ صبح بن سچ جا خدا را جان چوڑ
کافروں کی کہنی سستی سستی تو ایمان چوڑ
چوڑ فی سہی پشت سر سامان کی سامان چوڑ
میں فروشن کو نہ جیتی جی کہی کان چوڑ
گنگی چوڑی سر میں جی پڑی منہ سے پان چوڑ
بیشہ چل کر رشت میں قصر فرعون نشان چوڑ
دیکھ کہتا ہوں اس ننگ میں اکا وہیاں چوڑ
حوصلہ کوئی تو نکلی کوئی تو ارمان چوڑ

۱۲۲

نخت دل بہن شعر ہی تسلیم جامی غلط
یاو کار زندگی تو دہر میں دیوان چوڑ

۵

پہینک سچ کو ای شیخ نہ زنا کو توڑ
نخت جان نہ میں کٹنی کا کلا او قاتل
محاسب خیر ہی ماہ رمضان کٹنی دی
رحم کر رحمت مہمان قفس سچ صیاد

ہو کی تپسی تو اپنی بست بندار کو توڑ
کہنی سستی سستی قیون کی نہ تلوار کو توڑ
اوسوس ورنہ پیسا نہ مینوار کو توڑ
خسرو نامی جی نہ پیر غ کر رفتار کو توڑ

اما گستاخی لب شیرین کا جو بوسہ دیتی
جب میں مع دازدہ ٹکراتا ہوں سرکھتی ہیں
دونوں آنج ہیں ناوک قاتل تیرے
پھر نہ توڑیکا خرابا کے ختم ای تسلیم

وقت آخر نہ ستمگدان سہار کو توڑ
جامری گہری خشت درو دیوار کو توڑ
توڑ تو سینے کو چاہی دل انکار کو توڑ
ایکدھنچ سہارا ہدسکار کو توڑ

۱۲۳

روایت زامی محمد

۱۲۴

پیر ہوں پر ہی جوان وقت غزنوی ہنوز
پروہ جوش کفن ہی نہ ممکن ہو سکا
چوڑ کر قتل کہاں جاتا ہی قاتل مکید
وکیہ کس ملکوں کی ہی چین میں تہی تم
دو ہی ن میں بہت پری بوا بدوشکاری
کیا کہو نہیں سرنگوں کیون تیشہ فرما دی
جب کہا مری ہیں بولی اور بھی کچھ کم ہو
صدقی اشرف جفا کی قتل عالم ہو چکا
وقت پیری ہی نہیں سیلاب میں کی
مر کی ہی تہی ہیں بلبل میں جان سرشک
کیا کہوں کیا سجدائی سب کے برائی مراد
بوی گل گل کی ہی لوث نظر سہی کہ ہوں
گوہوی اقرار لیکن شاہ کیا ہوں چین میں
عاجت شمع کچھ مجھ تیرہ قسمت کو نہیں

طفت تہی ہی مجھی میری سخن انی ہنوز
وئی ہی ہی مجھ کو طعنی چاک لانی ہنوز
کہہ رہا ہی کچھ سکوت چشم قربانی ہنوز
صورت گس و ہی باقی ہی حیرانی ہنوز
وئی ہی ہی ساتھ میرا خانہ ویرانی ہنوز
طفت پیدا دیتی ہی پیشانی ہنوز
اختصار مدعا کست ہی طولانی ہنوز
تشنہ خون ہی تری تیغ صفا ہانی ہنوز
کشتی عمر روان ہی اپنی طوفانی ہنوز
وای تہمت کی ہی ہیں ہم لو بانی ہنوز
کچھ نہیں حاصل مجھی جز داغ پیشانی ہنوز
پروہ پوشنیکسی ہی میری عریانی ہنوز
بات مطلب کے کوئی سونی نہیں مانی ہنوز
شعل افشان ہی چراغ داغ پنہانی ہنوز

| | |
|--|---|
| <p>آج تک محرومی قسم سے میں ہوں داغ داغ منہ تو بنوائی کر گیا مجھ سے بحث نہ کیا بنی سبب لیتی نہیں عہد وفا کی تم قسم واہ ری تاثیر خشت پینک کہ بہا کا قلم خاک ہی ہو کر خیال لفت بہم ہی رہی</p> | <p>مائع مطلب سے اونکی پا کدا مانی ہنوز اُت سی ہی وقت نہیں قسین بائی ہنوز بدگمان ہو کچھ شہید نازی جانی ہنوز کہیں چنے پایا تھا نقشہ مرا مانی ہنوز جمع رکھتا ہوں میں سیاہ بستان ہنوز</p> |
|--|---|

اوسکی بزم خاص تک یہ ہونچوں کس طرح

مجھ کو تو آتا نہیں آداب دربارے ہنوز

۲۲

۱۲۳

| | |
|--|--|
| <p>لو بدگمان ہی یار کا تیر نظر رہنوز اللہ ری شوق وید گلستان کہ بعد فرج گو خشتک ہو گیا ہی مگر خون سی مری کیوں کہینچتا ہی بھنی می دل کی لگائی سر پہوڑنے کا بعد فنا ہی خیال ہے ظلمت کھد کی دیکھ کے آتا ہی یہ خیال بعد فنا ہی کم نہوا اظہار یار محشر ہی ہو چکا ہی ویکر تھڑا گوشت لال بر پہوڑت ہی ہم کر تھے اللہ ری ضعف چٹکی قفس سے قفس کے پاس مگر بھی حسرتوں کی ہی کچھ بھوم بین چلتی ہیں کم سنی نہیں اکست کھا کی بل</p> | <p>سینے میں ٹھ ہونڈ تا ہی ہماری جگر ہنوز جاتی ہیں اوڑ کی سو می چین بال پر ہنوز جو بن ہی ہو فالب سو فار پر ہنوز پیکان ترا ہے تیش نہ خون جگر ہنوز دو چار خشت کرتی ہیں ہم زیر سر ہنوز شاید نہیں ہونی شب فرقت سحر ہنوز آنکھیں لگی ہوئی ہیں مری ہی در ہنوز میں کہہ نا ہوں بخیری سی خبر ہنوز رونی کی آرزو ہی وہی چشم تر ہنوز بیٹھی ہوئی ہی بل بسل بال پر ہنوز بر پا ہی ایک حشر مری جان پر ہنوز زلف در آئی نہیں تاکہ رہنوز</p> |
|--|--|

صدیقی ہین پنی مرگ کی کیا کیا خیال ہین
قسمت کون سی لائی تھی تاہو اب کہاں
ہر چند وہ نہ آئیں گے لیکن انزل شعی قسم
ہنگامہ مرگ بھی نہیں کہتا پیرامہ پار
مہمان تہارت کون کہ عکس چال سی
پونچا نہیں سچ رونی کا حال اے کاکاں
وہ ہین نکل ہین سخت کی کا میو جی
شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
وال کی وقت کے بھی لیتا نہیں خبر

سیتا ہی بخیر کر مری زخم جگر ہونو
اتنی خبر نہیں مجھی مثل شکر ہونو
بیشی ہین نرنگی کی چشم تر ہونو
ترسارنا ہی مجھ کو مرانا نہ ہونو
جوبن ہی ہنشین درود یوار ہونو
باقی ہی آب لشک کو ہونا گھر ہونو
سبھی ہوئی ہین عشق کو ہم فی اثر ہونو
لپٹا ہوا ہی سنی ہی راغ جگر ہونو
بھولا ہوا ہی مجھ کو مر سفر ہونو

وعدہ خلاف پارسی صلیب کیا نصیب

نسلیم اور سکے ہی وہی شام و سحر ہونو

۱۳۵

کیا کیا زمین ہی ہین گلہ آسمان ہونو
دل کی لگی ہوئی نہ بچھی بعد مرگ ہی
چلتا ہی میری گور پیرا من و ٹھاکی بار
ہر چند مثل نے ہون جگر سوختہ مگر
پونچا عدم کو قافلتش قدم کی طرح
گور مل کیا ہون خاک ہین لیکن سجد کی خاک

زیر کفن ہی ملتی ہی منہ میں بان ہونو
اوٹتا ہی گاہ گاہ کھد سی ہوان ہونو
حسرت زوون کی خاک سی ہی گھان ہونو
باقی ہی دل میں حسرت آہ و فغان ہونو
ہم مل ہی ہین خاک میں بیٹھا ہونو
رکتا ہی مجھی دور قدم آسمان ہونو

نسلیم گور پیرے ہین کوئی حسین ہو

گو پیر ہین مگر ہی طبیعت جوان ہونو

۱۳۹

۱۳۲

روایت سیرت

ہٹ کر دست جنوں اب کیا ہی پیریں کے پاس
خود بخود گردن کھچی جاتی ہی کچھ کہلتا نہیں
خاک تو پوچی کی اوڑھ کر دھن گل تک کہی
آتش سوز جنوں کی شعلہ افشانی ہو چہ
مر کی ہی خالی نہوگا پہلو تربت مرا
رشتہ آتا ہی کہ بھلا ہوتے ہیں سی پسی
روز سنتی ہیں مہی لیدہ سے کہ نہیں
دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتے نہیں
مٹس کے گری ہی پانی پانی ہو کر بہ گیا
بغیر غص کی دوستی نہتی ہی تلواری میں
عالم بالا ہی چورون سی نہیں بنی خطر
دوستوں کا قحط ہی شکیں دل کی دھلی
حسین زلفوں کی چوہرہ گر سنا نہیں

وہاں تک کہ میان کی چکاوہن کی پاس
سحر ہی آسوں کیا ہی شجر آہن کی پاس
بلبل کے کچھ پین دھن کر گلشن کی پاس
اتنی آتی ملو ق کشتہ ہو گیا گردن کی پاس
بیکسے روکاری کی بیکسے غم کی پاس
اور ہم دیدار کو ترسین کہ شری میں کی پاس
وہ کہیں گلو بھاگ گیا کہ جس کی پاس
جہانگشا ہی کون شمع برقع میں دن کی پاس
آئینہ آ یا جاوے کی عارض وشن کی پاس
رشتہ لپٹا ہی نہیں ہر چند کہ پیون کی پاس
جاگتا ہی ماہ تابان ات ہر خیز کی پاس
بیٹھا دھتے ہیں جاگو گھر کی شمع کی پاس
نور چین آتا ہی جب آئے ہونم چاہے کی پاس

کیا پتا تھیلا پتہ کر کے سارا
دھوب میں تھو ملیں گی اس کے گلشن کی پاس

مل

۱۳۲

مر کی ہی باقی ہی اہنگو نیا کی ہوس
دوبلی حسرتیں جوشن بیاس کے ہوس
لیکنے وارث متاع و مال و بکھا کی ہوس

حشر میں کہتا ہی روقصروں کی ہوس
زندگی ہر سادہ تھی مرنی ہی نصبت ہوی
بید رہی بی مہی قریب اجل کی بکھا ہون

کس صیبت پہ شاہی کی بچھا اور تجھے
جس قدر پہناتا ہی پانی جستجو پہناتا ہی تیر
خوش معن میں تصویر کی مانند یوں میں نا امید
آپ ہی کہی منائیں عجم رہ کس کو ہم
آبی پاؤں کی ٹوٹی دل میں چھاپڑی
کیا حقیقت ایک زن کی نگاہ پہنچا ہ
جب سے سن پایا تو قید مکان بھی کسے

ششدر میں جینی کی پہرہ میں تن جا کی ہوس
کم نہیں تھی کسی صورت سے دیرا کی ہوس
ان نصیبوں پرندی یار تمنایا کی ہوس
بخت برکشتہ کشید آرزو شاکی ہوس
دل غریبی نکلی گویا خارِ صحرای کی ہوس
کی ساتھی اپنی گردون پر چھا کی ہوس
اب کبھی کی تمنایا نہ کر جا کی ہوس

جس طرف پہلیر پہری تھی شمع سوئی ہی ہم

زندگی بہر کل کا پتلا دوا ہی سبھا کی ہوس

۱۳۸

۱

ناکھو آئی دی مسط جانئی ستم زور کی پیاس
کیون تاں اس قدر ساقی چکائینا ہی می
گر بھی نخلِ فلک سے ہو چکی سیراب گل
تیر کھاتی ہیں کھڑی قتل میں قاتل کی حضو
باصفا ظاہر کی فیض باطنی سی پاک ہیں
ہوتی ہیں ظالم شریک حالِ موزی و ہرین
ہم شہابی شہادت ہیں وہی دیکھے
جو مزار مرئی میں چھی لطف جینی میں کہاں

میرزا صبر پر ہی قاتل اگر خنجر کی پیاس
تر زبان میں ہیں چھی کچھ دلم سا غری پیاس
نام کو اک قطرہ شبنم بھی رسوں بہر کی پیاس
آپ پیکان سی بھجواتی ہیں دل مضطرب کی پیاس
کیا بھٹا سکتا ہی تھی سے گوہر کی پیاس
دیکھ شبنم سی بھجواتا ہی فلکِ در کی پیاس
کسکی چون کسک ج بھتی تھی می خنجر کی پیاس
آب حیوان ہی پیر ناکام سکند کی پیاس

کہا تھی پستی یاد کرنا چاہی سلیمنہ

بہو ک پیغمبر کی آلِ ساتی کوثر کی پیاس

۱۳۹

۱۱

روایت شہین مجہ

جیسی مرنے کی تیر تھیں کی پیرش
 سایہ دامان ماویہ کیا قسم سے داغ
 لاکھ نڈا ہی مگر دم ہر نہیں کرتا جا
 سب سے پہلے نزع میں آ کر خبر لی یا رنے
 میں کہ قتل نہیں کرتی ہی گول میں جگہ
 اوسکی لفظ کو بنا کر بات جینی ہی اوشھا
 ایک عالم پر نیکو نکر و نوٹن کی جی فرو
 کیا کہوں کہوں تقدیر ملتی ہیں مضمون بند
 زخم اوچی ویکہ پر سون لہور وونگین
 داغ ہی پہلوئی ل میں ل کنار داغ میں

آسمان کی مہربانی تھی نہیں کی پیرش
 درہ شکل تھی دل اند و گمین کی پیرش
 دل ہی ہی منظور تیر و نشین کے پیرش
 محکوم ہوئی گی نہ وقت اسپسین کے پیرش
 یہ فقط ہی تیری چشم سر گین کے پیرش
 زہر افعی جان مار عنبرین کی پیرش
 مہر و سہ پائی ہی تیری مہین کی پیرش
 کچھ مری تقدیر کچھ روح الارین کے پیرش
 ایک آفت کی دست نازین کی پیرش
 ہمنشین کر تھی کیا کیا ہمنشین کے پیرش

گر کہیں نقص دیوان کو تو ایسی جہان
 عجب کی تقدیر دانی نکتہ چیں کے پیرش

۱۳۴

بت ہو نہیں کہنی کو ہی مجھ کو ہن کے خواہش
 چمپ کی صبا پر گلشن کو بجائی بلبل
 شکل تصویر خیالی ہون جان میں پس ک
 چارہ کر تو نہ مداوا میں کمی کر آسگے
 پر تو عارض جانانہ سی وشن ہی مکان
 شکر ہی مرنی ہم وقت جفا سی پسے

درہ حاجت زبان کی نہ بخش کی خواہش
 ویکہ پروام میں لائی نہ چمن کے خواہش
 نہ کد کی بھی پروانہ کفن کی خواہش
 جو لکھا تخت کا جو چرخ کمن کی خواہش
 کیا کرون صبل کی شب شمع لکھ کے خواہش
 مل گئی خاک میں سپید رخ کمن کے خواہش

۱۳۵

بوی گل بچکو بتایا ہی مقدرنی مری
 صفت کرد ہوں کیان ہی مجھی نہ نشلا
 کیا پڑی ہی جو اوٹھاؤں میں تم کروں
 عمر ہوئی تھی اگر کچھ نفس میں آخسر
 دل مراؤتہ صد پارہ کا اک ٹکڑا ہی

پیرا ہن کی نہ تمنائے بدن کی خواہش
 نہ کہی شکوہ غریبہ وطن کی خواہش
 تو جوانی میں نہ نایاب کہن کے خواہش
 اتنی کیوں می مری شد جہن کے خواہش
 اس میں کیا خوش رہی وہ محسن کی خواہش

آگ بن جائیں گے کیا خاک لکھیں ہم تسلیم
 خط میں اونکو جگر سوختہ تن کی خواہش

روایت صا و معلومہ

دیکھی بیخبر مائی آج کسکی دل کی حرص
 پیر ہی پتی تھی سی تم کی گنجائش نہیں
 شمع اگر شام میں جلتی ہی کیا کیا صبح تک
 دھرم نہ بہر الفت میں نا حوی نہ مانند حباب
 کس کے منہ اہل طمع کا بند پیر ہوتا نہیں
 رات دن اہ طلب میں شل یا ہوں دان
 کوئی ساعت لےف برہم سی نہیں ہوتا جدا
 رو و شب پیرا ہی کا سہ لی کی ہر ماہ کا
 پتہ دیکھی وی لیلی ترسی دید کو
 وہ لب جان بخش کا بوسہ ندین کی عمر بہر
 عاقبت کیوں نہ تو راہن دنیا کو پاس

زور پیری حرص قاتل ہٹ پتی بھل کی حرص
 کیا کری پیدا حباب آدب پاؤں کی حرص
 کس قدر کہتی ہی نہیں گہری محفل کی حرص
 بی نشان کی دلی تھجو و عوی باطل کی حرص
 دیکھہ نو بہر کردار کا سہ سال کی حرص
 خواب کے خواہش آرام ہر منزل کی حرص
 اوت ہی تیریشوق بل بی شانہ میل کی حرص
 کس قدر ہی رنج پس چرخ تیرہ ل کی حرص
 خاک میں بلجایا ہی ہر وہ عمل کی حرص
 ساتھ سیر جای گی اس مطلب شکل کی حرص
 کیا کری طوفان میں زانو سناصل کی حرص

آہوشد ویر و کعبہ کی دل کمرہ چوڑ
ہو کیا روشن بھر کنی ہی چسپانغ صبح کے
نی تر و راحت منزل میں ہوتی نصیب

باز رکھی گی صد خارج و داخل کھر ص
مرتی تم کیا کیا چلتی ہی دل غافل کھر ص
وانغ دل بجاتی ہی انجام کو کابل کھر ص

تو گر پائی طلب سلیم بیہوش طرح
روز و شب بہ کار ہی ہو لگو میرائی کھر ص

رویت ضا و جمہ

کچھ راحت نظر آتی غم مہمان کی عوض
اوڑ چلا خط سیہ عارض تابان کی عوض
سوختہ سخت ہوں بانگوں پانی کی دعا
منقلے میں ہی سیہ خانہ روضہ شش ہی
عاشق نہایت و خط سبز ہوں لیکن تفت یہ
کبھی بوسہ نہ پاسے کے دل عاشق کو
پوچھتی کیا ہو مازندہ بٹ دین امی و عظم
خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈال دی پر
چارہ گر شکستہ شمع و دوا و اکب تک
سیم گریس میں ہی رہی گی جاری
کیا کہیں بخودی جوش جنون کا عالم
مد عام کسی گرتھا فلک شیریں کام
فصل کا میں تو اڑائی میں ہی سب سے

کاش دل ہی نکل آتاری پکان کی عوض
مورچی تخت ہو کپڑے میں سلیمان کی عوض
آگ برساتی فلک رسی باران کی عوض
وانغ جلتا ہی چراغ شب حرمان کی عوض
خار و تی ہی مجھی سنبھل و ریحان کی عوض
کوئی احسان نکلیا اپنے احسان کی عوض
دل میں باوہت بیرحم ہی بیان کی عوض
سحر قلم میں بکولی ٹھہیں طوفان کی عوض
دی ہی نہ رہی کسی نچوڑی بیان کی عوض
شمع روئی گی تری کشتہ حرمان کی عوض
سیتی ہیں دامن گل اپنی گریبان کی عوض
زہر دینا تھا جمی تلخی و لہن کی عوض
صدائی کہیں ہی طبل بہستان کی عوض

آرزو ہی مری وحشی ہی جنوں نی اسکو
 اپنی ہستی کی ضمانت سے دکھایا زندان
 ہم وہ عاشق نہیں بی یارچمن ہن سہری
 سکی افسانہ مجھوں نکر واکھیں ہن
 تھوڑی فحاشی کی لی زین بہت شش
 شادی قتل میں کچھ پس و فاکر قاتل
 یہی طرح کی وحشی ہے کہ بی دست جنوں
 بگڑی مشاطہ بی جب بال تائی او سکے
 رنگ گس کی طرح ہوش عنادل کی اور

دل مایا خاک اورانی کو بیان کی غص
 گور میں قہر ہیں ہم عمر گریبان کی غص
 آنکھ شاد و پڑالین قہر جانان کی غص
 دیکھ لو حال مرا خواب نشان کی غص
 وی کہ مثل صمد و قطب انیسان کی غص
 عہدی ہاتھوں میں بل خون شہیدان کی غص
 ٹکڑی ٹکڑی ہی ہر چاک گریبان کی غص
 خود پریشان ہوئی لب پریشان کی غص
 باغ میں حل کی ہنوت گل خندان کی غص

اب کہان و اولہ جوش نشاط ای تسلیم
 رہی دیدہ گریبان لب خندان کی غص

۱۳۲

آپ میں کم ہون کسی کی جستجو کیا غص
 دیکھ کر نخل فلک کو حوصلہ جا تارنا
 بحر ہستی میں حباب آسان قطر کہتی ہیں
 کیوں بلین ہم خاک میں قہر منہم کے لئے
 نوکر کعبہ ہو کہ وصف یر و نون کو سلام
 سکی قاتل کی طلب شہر میں بولا زخم دل
 عند یہ گیش جنت ہے مجھ کو ای صبا
 ہی کسی محبوبس دوران مہ نو یا و کار

جب دہن ٹھہرا پھر کھلو کسی کیا غص
 آرزو کہتی ہی مجھ کو آرزو ہی کیا غص
 ہتھکڑی ہی کام کیا طوق کاوی کیا غص
 اہل رکی عہد ہمارا آرزو ہی کیا غص
 رند مشرب ہے ان چھایاں گھٹکوی کیا غص
 میں تو راضی ہوں تھیں میری عہد کیا غص
 تو ہی بتلا ان گلوں کی رنگ بوی کیا غص
 ورنہ تھی گردون کو طوق بیکو ہی کیا غص

پُر تکلف شامیانہ گور پر بیکار ہے
 نشتر فضا ذرا حق جسم بھان کونہ چھتر
 تہمت آلودگی سی پاک طہیت پاک میں
 عالم خندہ ہو یا کر یہ ہو چپ ہتی ہیں خم
 عشق رخ بس خط خال و دہان لب چو
 بڑہ کی ترو من سی محشر میں ہوا بی آبرو
 حاضر و غائب ہی تصویر ہی پیش نظر
 مثل شیریں سوک رکھو عاشق جان باز کا
 سر خوش جویش حقیقت میں مجھی سن میں

ملکئی جھاک میں پھر آبرو سی کیا غرض
 قالب تصویر ہون مجھ کو لہو سی کیا غرض
 چادر آب وان کوشت و شوش سی کیا غرض
 ہنسنے روئی کی نقطہ میں گفتگو سی کیا غرض
 ایک کدل کو فکر چار سو سی کیا غرض
 زاہد انکلی نمازی و وضو سی کیا غرض
 صورت آئینہ مجبور و برہو سی کیا غرض
 تکویری خندہ مرکب و سہ سی کیا غرض
 ساقی تیری می و جام سہو سی کیا غرض

میں تو ہوں سیکم شاکر و نیہم ہلوی
 مجھ کو طرز شاعران لکھنؤ سی کیا غرض

روایت طامی مطبقہ

آئی و روی صاف چاویں لقا کی خط
 کیا جانمی و فانی او سی کیا سکھا دیا
 اظہار شہمنی سی کہلی دوستی کی راز
 اوس شعلہ رو کو سوز جگر کہیل ہو گیا
 کیا کیا نہ دل سی دل کا لکھا ماجرا
 وقت شباب سبزہ و خم صفت تن شکن
 جو جو لکھا ہی یارنی سب لے نقش ہے

یہ بھی کان و شام ہزاروں لکھا کی خط
 رو یا کیا قلم میں و سی پڑیا کے خط
 رسوا ہوئی وہ اور بھی پری واک کی خط
 قاصد کی شکل و کیہ ہا ہی جلا کے خط
 بیرحم نے پڑیا کہہ ہی دل لگا کی خط
 آتی ہیں آدمی کی لہی دو قضا کی خط
 طغرای کعبہ میں رنم پارسا کی خط

اندری ناز کی کیفیت نگار میں
دو فون جہان میں رسل و رسائل کی رسم
وہ شعلہ و پیر ہے کا لکھا کیا نصیب کا
تھوڑی سی حرارت قلبی نہ جای گے

پاتا ہوں آج نکاتِ گہرِ گہا کی خط
محبوبِ انبیاء میں صحیفے خدا کے خط
کروی کی خاکِ حسن کے گرمی جلا کی خط
مچکویلا تو وہو کی مری دلربا کی خط

تسلیمِ جسم بیاں نہیں پیغامِ مرگ میں
لکھی ہوئی کہ ہیں خاصیتِ دستِ قضا کی خط

۱۳۵

قاصدِ گراوی کوچی میں اسکی کمری خط
شاید وہ پاکی ہوئی وفا میں بان ہو
گمشت کے نصیب کے لکھنا غضب ہوا
موقوف کتلم میں ہم نامہ و پیام
اندری ناز کے دمِ نظارہ جمال
میرا تو عرض حال ہی مشکل پسندی
کچھ لکھا جو پس و فانا نامہ لی لیا

گذری گا آتی جاتی کہی تو نظری خط
لکھتے ہیں اس امید پہ خونِ جگر سی خط
آخر کو گر پڑا کس نامہ برسی خط
کوئی کیا ادھر سی نہ آیا او وہر سی خط
پڑتی ہیں وی صاف پہ نظر سی خط
لکھتا ہوں خامہ مژہ چشم تر سی خط
لیکن نہ پڑے سکی وہ رقیبوں کی ادھی خط

تسلیمِ وقتِ شام بھی فرصت نہیں نصیب
کس ویش کو لکھتی ہو بیٹی سحر سی خط

۱۳۶

تسکینِ اضطراب میں جی نامہ بر غلط
بنجای جس میں ہل اضطراب کی جان پر
شوقِ وصال و جوشِ تمنا جو دمِ غم
اندری پیو دی دمِ تحریر داغِ عشق

شرطِ وفا بنا میں کی وہ عمر بہ غلط
ایسی اور انیسیم نہ اگر خب غلط
لکھنی کو او سنے کیا نہیں لکھا اگر غلط
اوش شعلہ رو کو لکھہ کئی سوزِ جگر غلط

۹

| | |
|-------------------------------------|---------------------------------|
| کرنا ہی کیا مسوود منشی روزگار | ہوتا ہی روز صفحہ شام و سحر غلط |
| تایت کر وں کون کوئی غیب و ان نہیں | اوسکی کمر کو میں کہوں تار غلط |
| فریاد سسکتی آئی گا صیاد کو نہ رحم | سمجھے ہوئی ہی پیل بی بال پر غلط |
| ہر شب سے وعدہ قتل کا ہر روز چہ نہیں | عمد ستم ہی او قلاب حیلہ کر غلط |

| | |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| تسلیم ناز کے سے یہ فن اس قدر ہی خوب | نکلا ادھر زبان مہی صبح او دہر غلط |
| ۱۳۸ | ۹ |

| | |
|---------------------------------------|--------------------------------------|
| ناصح بلا سی اوسکے ہیں قول و قسم غلط | کچھ دم تو ساو کی سی مرا ہو گا غم غلط |
| کیا مار پول لی کی سجد پر تم آؤ گی | کہاؤ نہ مرتے دم مری سر کی قسم غلط |
| کیا شک ہے جو یار کو میں پہچتا ہوں خط | لکھتا ہی ضد سی خامہ مشکین قسم غلط |
| جب پوچھتا ہوں غیر سی پہر پل گئے | گہرا کی کہتی ہیں تری سر کی قسم غلط |
| کیا کہہ کیا تھا شام کو ظالم جو صبح تک | سمجھے نہ انتظار میں وعدی کو غلط |
| کیا شکوہ تجھے وعدہ باطل کا بیوفا | لکھ ساری نصیب کا ہی کیا غم غلط |
| معتشوق تھی کہ تیغ کل جسکی مل گئے | اک دم میں ہو گیا غم مست عدم غلط |
| دل ہی وہ آئینہ ہی اگر پائے یہ جلا | روشن ہو بات بات سے تھا جہنم غلط |

| | |
|---------------------------------|--------------------------------|
| اوسکی ہر ایک بات کو تسلیم جاننا | تھیلہ قریب مگر وفاقت نہ دم غلط |
|---------------------------------|--------------------------------|

| | |
|---------------|-----|
| رویت ظانی مجھ | ۱۳۸ |
| ۱۵ | |

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| کیوں خرابات میں دست ہمہ دانی و عظ | کون سننا ہی تری ہر وہ بیانی و عظ |
| دور و عظ کی نقطی ہی نہوں کی لائی | جتنے ہیں دل میں مری لای سنائی و عظ |

سچ سے جنت و دوزخ کا فسانہ لیکن
 بنی وضو پای خم باد کو یہ چلو سستا ہی
 نرم ہی دل سخن گرم سی اسب تک نہوا
 نیک بد خوب سمجھتا ہوں کہ کیا کہی
 رندی وز ہدیائی مین مین دنون یکتا
 یہ خرابات ہی جاخیر سے اپنی گھر کو
 آج سمجھا گئی کیا بجگو عبادت سے
 اس قدر ہی جو دم نزع ہوس دنیا کی
 ند ہون دی بھی جام می اطر کی خبر
 زرد ہو جاتا ہی سنکر رخ گلگون میرا
 نقشہ فردوس کا باتون مین کہا دیتا
 چلتی پھرتی نہیں بیوجہ یہ رونا میرا

کس طرح مان لو مین تیری زبانی وعظ
 خاک آتی ہی تجھی مرتبہ داسے وعظ
 دیکھ لی تمھی تری مشعل بیانی وعظ
 سننی دیتا نہیں آشوب جوانی وعظ
 مثل میرا ہی نہ تیرا کوئے ثانی وعظ
 منہ کی کہلوای نہ پرتیز زبانی وعظ
 نہ بامشغلہ اشک فغانے وعظ
 ساتھ لیجائی گا کیا عالم فغانے وعظ
 تجھ کو شرکا مبارک رہی پانی وعظ
 تیری تقریر ہے یا باد خزانہ وعظ
 یہ زبان ہی تری یا خامہ مانی وعظ
 ساتھ پرتا ہوں لہی غم کی نشانی وعظ

کیا رکی خامہ تسلیم دیم کر سخن
 طبع مین آج ہی دیا کی روا نے وعظ

۱۳۱

سب خط کہنی کو ہی قال مقال وعظ
 سب کو کہتا ہی کہ آپ بہلا ہوتا ہے
 جمع کر ہے سدا کر سے مال دنیا
 حرمت بلو مین سند و نکر و فکر جواب
 لی لہو شائش کی جلوی کو خضابی جو

پوچھو یاران خدایت حال وعظ
 کس طرح ہے مری اللہ خیال وعظ
 دیکھو کیا ہو دم شہر مال وعظ
 مال و آری بلی کہہ کے سوال وعظ
 رو سیا ہی سنی ٹٹا اور جمال وعظ

عجز تو بہ شکنی قوت سب باکی ہی
جز کند کار نہ پوچھ گئے تقویٰ والی
جانی و شیشہ و خم توڑنی زندوئی حضور

مجلو آسان ہی جو کچھ ہی محال و اعظ
سب و ہر ارہ گیا محشر میں محال و اعظ
آج میخانہ میں دیکھیں گی محال و اعظ

ادب حسن پرستی جو یہی ہی تسلیم
ہو چکا محشر میں حورون ہی محال و اعظ

۱۳۲

۱۳

اک ملک و ممتی ہی سن سنی بیان و اعظ
غیر سی نکتہ سراپ سدا پاغافل
بحث کرنی ہی نہ تھی پیر معان سی آخر
چمپڑنی جاتی ہیں شیشی لہی غوش میں بند
اعتبار ملو قسم کا نہ بھتیں تو بہ کا
بیچا ہی طمع زر پہ خدا کے باتیں
دو ہی دن میں صفت حیرت غلط عالم میں
اپنی فرمائی ہیں سنتی نہیں بند و کی کہی
جی بھلتا ہی آئی ورق ہستی پر
جیتتی جی محبی جیتی جام و صراحی تو بہ
خلد میں سیہ مقیم حرم یار ہوں میں
چمپڑنی کو یہ ہم رو و بدل ہے ورنہ

کوئی شعلہ ہی ہیں میں کہ زبان و اعظ
صفت خامس ہی بیشترم زبان و اعظ
مل گئی خاک میں شش و شاکت و شان و اعظ
میکدہ آج بنا دین گی مکان و اعظ
کیا کروں دای علی سراج حقائق و اعظ
آج کل مسجد میں گویا ہیں کان و اعظ
نام کو بھی نہ رہا نام و نشان و اعظ
وہیں شیشہ بادہ ہی و بان و اعظ
جہانک میں یوں سلالمست جان و اعظ
غلطی پر ہیں خیالات کمان و اعظ
میری عالم میں نہیں کر جان و اعظ
یار و اعظ ہی مرا میں دل جان و اعظ

بکڑی کس سے جو دیر کو چوڑا تسلیم
آج کیون مٹی ہو سب میں بہان و اعظ

اوٹھ گیا کیا کہہ کی تو ای غیبت تنویر شمع
 باغچین کے ہوا اگر تم رنگ محفل رات کو
 لاکھ شعلہ سر کو پیش کی خصلت جنبش کہان
 عشق کی نیرنگیان دیکھو کہ جبرم ارہمن
 ہجرین و حلبی میں صلت میں جلبا کا شکر
 سر حر پانا غیر کا ہی پیٹنی کی دلیل
 لاکھ و یارات بہر گہلانہ آتش مزاج
 بی سبب پہونکا نہیدن نو کو سوز عشق نے
 دیکھ کر سپو کیوں ٹری تھمد و کیے
 شور بیتابی میں ہی پائیں خوشی ہی وہاں
 دن کو محروم نظارہ رات بہر ہو و کداز
 گریہ ہی ہی تیر حسین زلف و کافروغ
 او سکی بزم خاص میں رہتی ہی شب جلوہ گر

شمع و اشک شمع شب گریہ بیکر شمع
 شاخ شمع سبز ہو گل شمع تنویر شمع
 اشک کا دانہ ہوا ہی دادہ زنجیر شمع
 سوز غم سی بنگیا ہر استخوان تصویر شمع
 شمع کو دیتی مری قسمت مجھی تقدیر شمع
 لی بھما آخر کو شعلہ قامت لکیر شمع
 ہو گیا ہر اشک میرا اشک بی تاثیر شمع
 اس میں کچھ تقصیر نہ پڑا نہ ہی کچھ تقصیر شمع
 کیا کوئی خط شعاع شعلہ تھا تحریر شمع
 کیا کوئی سمجھی ادائی نالہ شب بیکر شمع
 سخت پروانہ ملا مجھ کو دل لکیر شمع
 خاک میں مل جائی گی اک کات تنویر شمع
 اور کیا ہوتی جہان میں ت تو غیر شمع

گرم فقری سنگی وہ کستی ہیں امی تسلیم آج
 آگی تیری کیا زبان شعلہ کیا تقریر شمع

کس طرح وقت سحر بالین سج اوٹھ کر جامی شمع
 ہجرین کبھی اگر میری سیہ خانہ کی شکل
 بلبلو کا جامی پروانہ ہی تربت پر ہجوم

خفتہ بختی کی اثر سی سو گیا ہی بامی شمع
 تہر تری پیدا ہو قد شعلہ میں جامی شمع
 رنگ لائی بعد میں گل فشانہ بامی شمع

| | |
|---|---|
| دای محرومی رہو نہیں بکھینچ رہے بعد مرگ رات بہر کا یہاں ہی دیکھنا وقت سحر کم ہو کیونکر تیرہ بختی بیکسوں کے بعد مرگ اس قدر پاس صابہی کہتی ہیں میری حضو حیف ہی تم غم زدوں کے سوک میں ہستی ہر خیر ہی فانوس میں جیتا ہے ورنہ بھجاب اس قدر امی سوز غم امید ا لطف ہوں گورہی سونی پڑی سبوشی بالینے اوداس ہوں وہ دیوانہ جوشکو جوش میں آکر پہون سامنی وکی رخ روشن کی شکل ہی غم | لاش پروانہ حریر شعلہ میں کفنای شمع خاک میں بلجای گا حُسنِ سد بالای شمع کیا پڑی ہی کسی کوئی لحد پر لای شمع دھن فانیوس میں منہ کو چپا کر آئی شمع اور جب آئی لحد پر اشک چکا جامی شمع اور یہی سوز دلچ وانہ کو بہر کای شمع آج اگر شام تک مجھ کو نہ زندہ پای شمع دیکھی تیری طرح کب تک ہمیں تسای شمع اگلی آگ غول سجای جنون کملای شمع لاکھ شب بہر شعلہ خسار کو چپکای شمع |
|---|---|

| | |
|---|-----|
| ایک دن سلیم پروانی سی پوچھا چاہی کس توقع پر تجھی ہے اس قدر ہودای شمع | ۱۳۳ |
|---|-----|

| |
|-----------------|
| رویت غنیمت محمد |
|-----------------|

| | |
|--|---|
| دور ساقی میں ملی مجھ زند کا کیونکر دماغ ابتو کیا اگر ساقی دوران فی سنی حشر میں ایک کی سنتا نہیں ہے غنیمت و حشر میں سامنی مقتل میں جو آیا گلی ہی مل گیا مرد توں گلی ہی وہ زلف بہت حاصل میں ابتو آہ زیر لب بھی سنگی ہوتا ہی خفا | بیشتر حسرت میں ہوتا ہوں اکثر تر دماغ دیکھنا مجھ زند کا و اعظا لب تر دماغ خاک کی تپتی گاہ ہی عرش عالی پر دماغ ایک سی کہتا نہیں قابل ترا خیر دماغ ہم سے کیا کرتی ہی امی باد صبا بکد دماغ اس قدر یا مال غم سلی ہی بت دہر دماغ |
|--|---|

کوش گل سندی نہیں فریاد بی تاثیر سے
پوچھتے ہو کیا سر شوریدہ شو کا حال

کیون پریشان کرتی ہی ہی بلبل مضطرب مانع
کہا تائی کہ تائی سنگ طفلان ہو گیا تہر مانع

خاک ای تسلیم ہوت در سخنور و ہرین

سب امیر اس وقت کی گوز شتر ہین خرماع

۱۲۴

۶

جلتی ہیں یی مریں لکھون داغ کی شب چراغ
اصل کا ممکن نہیں ہی کام کلی نقل سے
ویر ہو یا کعبہ اسکو دل جلانی سی غرض
اُف مظلومت سہم تک شعلی کا تر کلنیا کیا
تیرہ سختی جیتا کہ خاک ہو فن کو فروغ

ہوں توج میں فلس مگر روشن ہی گہرین چراغ
کیا زبان شعلہ سی کچھ کہہ سکی طلب چراغ
صورت داغ دل عاشق لہجہ مذہب چراغ
ڈر گیا میری سہ خانی میں آیا جب چراغ
سامنی کالی کی حل سکتا ہی لکب چراغ

لکھو ظلمت کدہ کیون نہ ای تسلیم ہو

سیکڑوں گہرین نہیں اتو نکو جلتا اب چراغ

۱۲۵

۷

میں جلا کر کیا کون تکتے شب میں چراغ
داغ دل روشن کہی روشن کہی داغ جگر
آہ کی جھونکی مٹا دین کی فروغ زندگی
زندگی تک جلوہ اہل دل ہی ہرین
رات کو جوتا بن کو مہر کیا اندھیرا
عشوق ہی اک جو پیکر سی جو برآی ہراو
صاف باطن غیر سی کسب ضیا کرتی نہیں
روی آتشناک پر شب کو جو کیسو آگے

ہر شہر آہ غم دیدہ ترین چراغ
اک نیا ہر روز جلتا ہی گہرین چراغ
غیر ممکن ہے کہ شہری باو صرصرین چراغ
پہنڈ کیا ہننے جلتے قصر قصرین چراغ
رات دن جلتا ہی قصر چرخ خضرین چراغ
عمر بہر روشن کروں انھی خضر کوثرین چراغ
کوئی شب جلتا نہیں آئینی کی گہرین چراغ
جل او ٹھا ہر حلقہ زلف معنبرین چراغ

چل نچت کو ہندسی تسلیم دشمن کردام
داغ فل ہی روضہ پر نور حیدر میں چراغ

۱۲۴

رویت فا

۱۲۶

کلفشان سینی میں ہیں داغ کھنڈ نوٹ
وصل کی شب مسمیٰ یا نہ تکب رازول
کان نکاؤ نکلی مری فریاد کیونکر جا کے
آرزو مند شہاوت دل ہی ہی مثل جگر
بعدِ مروت گر کھلا ہی پاؤں میں نکلی جونی
میری اونکی دیکھی کیا فیصلہ ہوتا ہی آج
وصل کیسا بہر شکم کہ دیا کرتا ہی کچھ
تھلکے سی مسجد و بیتخانہ ہی خالی نہیں
مر کی ہی بہڑ کا ہوا ہی شعلہ داغ جگر
پتھر پائو نہیں لب پر ہے اونکی آہ گما
کیا تعجب پر تو رخصت آتش رنگ سی
پھوٹ نکلا رنگ جبرم ناز نہیں پو شاکی
اک نظر مٹی ہی گل پر اک نظر صیا ویر

ہم وہ بلبل ہیں کہ مٹی ہیں چوٹ نوٹ
اک حیا باہم ہی تفل میں و نون طرف
روز و شب حائل ہی لخت شکن نوٹ
وہ بیان کہنا قاتل ناوک فکڑ نوٹ
کم ہوا تقدیر سی طوع لفظ نوٹ
گفتگو کرتے ہیں الہی چوٹ نوٹ
قاصدِ فسون ن شیریں سخن نوٹ
لوٹتی ہیں آہ شیخ ویر ہم نوٹ
جل رہی ہی گور پر شمع لکڑ نوٹ
ایک سوز عشق ہی آتش فکڑ نوٹ
کان کل موتی ہی لعل میں نوٹ
ایسا کہتا ہی عالم پر ہون نوٹ
دیکھتی ہی عند لب غرہ ز نوٹ

سنکلی ہی تسلیم کوہ و دشت میں تیرا پتا

خاک اوڑاتی پرتی ہیں اہل وطن نوٹ

۱۲۵

۱۲۷

آج ہی میری نظر آپ کی احسان کی طرف

کیا کروں دیکھی میں نا مہ عصیان کی طرف

سیکی سب بے ہوش ہو دیکھ کے جانان کی طرف
 آج ای بلبل بیکسرت تری جان کی خیر
 دیکھتا ہی کسی وٹہ اوٹھکی غبارِ سجدی
 مر گیا آج گرفتارِ مصیبت کوئی
 شبِ عمدہ نہ کر آج تو خدا ملنی میں
 صد فی امی دستِ جنون تیری کہ اتنا تو تھا
 بیکسی کیا کروں تیرے میں سنتا ہوں
 گردِ کافیت سے سلامت نہ ہو نہیں دلیں
 پوچھو اپنی رخِ شفاف سے کیا سحر کیا
 کفرِ تقدیر میں لکھا ہی کروں کیا وعظ
 اور کیا بی اثری ہو گئے زیادہ رسوا
 ہاں ای شرمِ اسیری کہ قفس میں بلبل

کوئی تو بولو مری شوقِ لہجہ کی طرف
 آنکھ صیاد کی پڑتی ہی گلستانِ کی طرف
 کون ہی گرم سفر کو رہ گیاں کی طرف
 دیر سی شور ہی برپا دزدان کی طرف
 دیکھہ ہر جم مری حسرتِ ارمان کی طرف
 ہنس دے دیکھہ کی وہ چاکِ گریبان کی طرف
 موت ہی آج مری شبِ بھجیاں کی طرف
 آنکھ اوٹھا کر بھی کیوں نہ بیاں کی طرف
 دیکھتی کیا ہو مری دیدہ حیران کی طرف
 دل کچا جاتا ہی و شوقِ میان کی طرف
 زخمِ منہ سے ہر مری دیکھ کی رمان کی طرف
 روئی منہ پیری کی اک دن گلستانِ کی طرف

کسکو سودا ہے دریا سی اوٹھ کر سلیم
 جامی آدم کی طرح روضہِ خدوان کی طرف

رویف قاف

۱۳۷

حلقہ موج ہو الپی گلی سی ہنکی طوق
 بیڑیاں کس کسکو پہناتی ہیں بچپن کے طوق
 پہنو میری سلیمنی تم ہاں سی شمن کی طوق
 جسکے ہی آقا قریب سکی رخِ روشن کی طوق

ہوں دیوانہ جو بہا کون توں لگ کر دن کی طوق
 دیکھی کیا رنگ لاتی ہیں تری گردن کی طوق
 شک سی کیونکر نہ میں کاٹوں گلا اپنا کہ تو
 بل رہی تابِ حسن ہاں نہ بن گیا ہمت تاب کا

ہوں وہ دیوانہ دم طفلی جنوں کی جو نہیں
 نہ سب سے سہمی بال و شوق نہ مدتوں
 تہا وہ مجنون قہیں ہو یا کوہکن بھر شکون
 دیکھتا ہوں جتنا میں گلی کا مار ہے
 وائی قسمت ماتم رہیں محروم روز عید ہی
 پانچاں وہ پھنوز یور رسیم ماتم ہو چسکی
 سیکڑوں مجنون چنی کائی ہزاروں گلے
 ہوں مشتاق اسیری و بنی جاؤں اگر
 زلف کی حلقی نہیں روشن فروغ حسن سے
 ہوں اسیر عشق ترک جنگجو میں خاکسار
 گریہی گل ہنس بھی اکدن و تر کر ایجنون
 گزرتا اسی مہر و شکر اسیر عشق ماہ
 گریہی بیباکی ہست جنوں ہی تو ضرور
 قید ہی ہو کر وہی عین شوق کیسو کی بل
 سامنی شمشاد کی کائی گلے کو رشک سے
 گریہی ہی قوت دیوانگی تو ایک دن
 قریوں کہ طر ح پابند فاہن مری کی بھی

بیچ کر طوق طلا پہنا کیا آہن کی طوق
 پہنی ہیں ہمیں اسی گہن میں سوئی طوق
 سب سے پہنی جو م کر پتھری مری کی طوق
 لوٹا ہی کیا مری ہر مری جو بن کی طوق
 اور یوں پٹی گلی ہی سب بطن کی طوق
 کیوں بڑا رکھا ہی بتک کہیں کچھ طوق
 ہو گیا آفت پس لینا بڑا بن میں کی طوق
 آئی میری سامنی گروا بے یابن کی طوق
 کچھ طلائی ہیں گلی میں افعی ہزن کی طوق
 اسی فلک پہنا مجھی نقش سہم تو سن کی طوق
 پاؤں تک پٹری کہ صیوت آئیں کی گونگی طوق
 راتوں کو پہنا کیا کیوں بیشیہ خرمن کی طوق
 ایک دن نیکی و فی حال دہن کی طوق
 کیا پہنتا ہی جنوں کی جو نہیں تن کی طوق
 دیکھہ لی قمری اگر او سن غمیرت گلشن کی طوق
 دیکھہ لینا عکری ٹکڑی مشابہ ہیں کی طوق
 ساتھ لیجا میں کی دیوانی مری کی طوق

سچ ہی می تسلیم ارشاد نصیر دہلوی
 فہم میں آتی ہیں اسی کب کسی کو کچھ طوق

قہری آغاز الفت مرکب ہی انجام عشق
 بیل مل گلرخون سیل کی آزادی محال
 مرکب ہی روشن ہرین رخاں لاکھون لکی داغ
 چاہتا ہوں عیش و غم کیو اسی لیل و نہار
 کب سی ہرین اسید وار جوش کھیت بخودی
 حسن چنان ہی مخاطب آج کل اپنی طرف
 خاک سی اپنی نہیں دھستی گاؤں بی سبب
 اب ہی خوش ہو تا ہی لسن نکلی بدیرصال
 کچھ خلیش و نرات ای تسلیم دل میں چاہے

توبہ توبہ کرنے لی بہولی سی غافل نام عشق
 خط ہی سبزہ خال دانہ زلف ہم دایم عشق
 شمع کی پروا نہیں کہستی ہمارے شام عشق
 صبح حسن ہی روشن شام تر فام عشق
 اس طرح ہے ساقی مینوش کوئی جام عشق
 کہتی ہی کچھ زلف برہم کا نہیں بغا عشق
 کچھ ہی باقی ہی شاید گردش ایام عشق
 ہای کہدیتا ہی کیا آکر خیال خام عشق
 ورنہ کہیں کام سی کیوں کام ہم کام عشق

رویت کاف

رہا پیش غم دل بیتاب کہاں تک
 اشکوں کے شب ہجر میں آخر کوئی حد ہی
 اسی مرا کہ ہر آنکھ میں سوچ نہیں بند
 حسرت کے طوفان مری ہری گذر جا
 انصاف کرو مجھ سی اس کا ازل کو
 کیونکر میری ل کی طرح ہو تری چلن
 فرقہ دین ہی او وریا سے تمنا
 کب سے ہی کشاکش میں اجل کی مری گون
 کیا بیٹی ہو تسلیم چلو ملک عدم کو

۴ شکوہ ہم صحبت یا کہاں تک
 آغوش میں لی چادر مہتاب کہاں تک
 دیکھوں ستم دیدہ نہ خواب کہاں تک
 چکر میں رہوں صورت اب کہاں تک
 بہلائی بہلا صحبت احباب کہاں تک
 رو کی نگہ عاشق بیتاب کہاں تک
 تر یوں صفت مایہی بی کہاں تک
 تر پائی گا او حنجر بی آب کہاں تک
 وابستگی عالم اسباب کہاں تک

کدین سے نہیں زخم کمن خشک
 خزان ہی دور تو ناحق ابھی سے
 یہی گریہ ہی تو محشر کی دن سے
 گر اکس کوئی اشک گرم بلبل
 گہری بہر بیٹک قسمت کو دلیں
 مری قسمت میں مکیہ کیا لکی آگ
 دھلا جو بن بہار حسن چل دی
 یہ روتی گہری نکلے ہم کہ اب تک
 قدم سے تارے روز اگر کسے
 دم پری ہری ہین داغ دل کے
 یہی ہی گریہ سار نو جو اسے
 لکی دل کی کہیں کیا خاک تسلیم

رہیں کیونکر شہیدوں کی کفن خشک
 نہوای عند لیب نفرہ زن خشک
 نہو کی استتین پیر ہین خشک
 کہ فصل گل میں ہی دی چمن خشک
 زمین تھوڑی سی ہی چرخ کمن خشک
 ہوا منہ کیون تن "ای برہم جن خشک
 خبر لو ہو چلا سبب ذوق خشک
 نہیں خاک گذر کا وہ وطن خشک
 خداوند اہو دست برہم جن خشک
 خزان میں ہی نہیں میر چمن خشک
 نہو گا حشر تک سبب ذوق خشک
 ہوئی جاتی ہیں بوقت سخن خشک

رویت کا فارسی

سوز غم سی سقد بھڑکی سلا پتن میں آگ
 اولیٰ ہی کس شعلہ رونی آج خلوت میں نقاب
 اُفتی بیری جلو نیل در تم موسیٰ کی سا
 سوختہ قسمت ہوں گز زخم دل ہوا رنو
 شعلہ اڑھتی ہیں نگاہوں سی دم دیا ریا
 شعلہ کوئی ادا خالی شہرت سی نہیں

بہار کر پینکا گریہاں لک اڑھتی میں آگ
 پیر تو خسار سی روشن ہی روزن میں آگ
 سیر لکھو یوں لگا کر وادی ایمن میں آگ
 خون کی گرمی لگاتی ششہ سون میں آگ
 بنگیا حسن ششہ عارض روشن میں آگ
 حسن گرمی نی بڑی ہی نی جمن میں آگ

ہو چکی اس آستانِ بلیں مضطر کی سیر
گوری شعلہ کہہ ہی ٹھا کہی اوٹھا و ہوا
پاس وازی کی تم آ کر نہ جانا کو ناز سے

لا لہ و گل سی لگی ہی طر و گلشن میں آگ
لاش تھی مجھ سوختہ قسمت کے یاد فن میں آگ
انگی کی وہی آشناک سی چہن میں آگ

میں جلاؤں کس لپی شعلہ اکست ہوئی

چار ہا کینہ مرا بنکر دل دشمن میں آگ

۱۵۲

اہل نہ کو ہو مبارک شمع تربت بعد مرگ
ہو چکا اچھا مریض عشق کی تشکیل کو
حشر کا دھڑکا نہ جینی من کا لب میں خیال
گہری سنگت ہی نہ آئی و کہینی تابوت کو
پیرہن کے طرح کو منگی کفن بھی چاک چاک
ایک تہ پہنی چھائی پیرا ہر حال میں
پہر ہی جھکے لگایا اکی شور حشر نے
چھوڑ میت کو احبا غسل دی کر چلیں
ہنستے روتے کٹ کٹی عمر دور روزہ شکر ہے
ظلمت قد ہی اپنی جان کو آفت ہوئی
اس لپی شمع تہ مدفن مری آنکھیں میں بند
نا چتی ہیں اہل غفلت قبر پر کسکی لیے

ہم جلا لیں گی چراغ داغ حشر بعد مرگ
قبر میں دینا مبارکبا و صحت بعد مرگ
سو ہی ہیں چہن سی کیا اہل بت بعد مرگ
مٹنے چہا کر ہم چلی جنکی بدولت بعد مرگ
رکنی والی ہیں کہیں یہ ست حشر بعد مرگ
جیتتی جی کوہ الم تھا سنگت بت بعد مرگ
سمجھتے تھی جینی سی لال جامی کی نور حشر بعد مرگ
کیون جتنا ابھی محبت بیروت بعد مرگ
و کہینی کیا رنگ لاتی ہی قیامت بعد مرگ
یاقا جاتی ہی ہم کو شام وقت بعد مرگ
پہر دیکھوں حشر تک جینی کی صلیت بعد مرگ
کیا رہا جز خاک زیر خاک تربت بعد مرگ

زندگی بہر ہم رہی ہر حال میں جنگی شریک

چون نہیں سکتی وہی شعلہ تربت بعد مرگ

اوج پر ہی چشم تر کا جوش طوفان آجکل
 رنج و احس کے دورنگی رہتی ہی پیش نظر
 عیش کا طالب ہی لہم ہین ہوا خواہ بلا
 گریہ ہی خار خار حسرت غم کا ہجوم
 جا بجا ہین خون کی جھینگیں گل و غنچہ مجھے
 گل کہلائی آبلہ پائی نی کیا کیا ای جنون
 ناتوانی ہتھدر جوش جنون مین بڑھ گئی
 رو رہا ہون یاد و ندان مین گہر جای ہر شک
 ہشتے مین پاتا ہون نہیں جسم لب قاتل کا رنگ
 اس قدر ہی بار خاوشی اسیر عشق کے
 فرقت اب کرم مین قطرہ افشانی نہیں
 بات کی مین ہون ان سیاہی و سحر عشق
 مرنی ہون سکی کٹاری پر ہزاروں بیابان
 یاد آتی ہین دم پیری وہ اگلی صحبتیں
 اس و ال فسرہ کو رکھتی ہی بربادی نہال
 خود سر اپا کثرت داغ جنون سی بلغ ہون
 شمع کی بدلتی جلوہ برون کا برسات مین
 کیون نہ چوتی فلک پر آکاپ ای جان و مانع

اک کف سیلاب گہی خون کھوان آجکل
 خون و لاتا ہی ہر اک دم خم خندان آجکل
 دیکھی کسی کو کرمی قسمت پشیمان آجکل
 ابلیس کی مری ہین اور مہمان آجکل
 کم نہیں مقتل سی ہی تیری گلستان آجکل
 اور ہی جو بن یہی ہیرا بیا بان آجکل
 ہو رہا ہی ہاتھ پیوند گریبان آجکل
 دولت گریہ سی ہی لبریز دامان آجکل
 چوم لیتا ہون دین خم خندان آجکل
 بولتی ہین خانہ زندان کی کڑیاں آجکل
 بڑ رہی ہین سینہ عاشق پہ چہرے آجکل
 خوب رسوا کر رہا ہی داغ پنهان آجکل
 کوڑیوں کی مول ہی خیم شہیدان آجکل
 دیکھتا ہون صبح کو خواب پریشان آجکل
 باد صحر سے یہاں کہلتی ہین کلیان آجکل
 کیا کروں گا لیک مین ویر ضوان آجکل
 اوج پر ہی طلوع کو غریبان آجکل
 ہو رہی ہو جس مہر و خشتان آجکل

کون پوچھی ہی حنا تجھ کو جفا کی مشورت ہی
آسمان کوئی نکوئی سر پہ لائے گا بلا

پاؤں میں ملتا ہی دھونِ شہیدانِ آجکل
دیکھتا ہوں خج اب میں لے پریشانِ آجکل

۱۵۶

ہو چکی احباب کی خاطر عبتِ فکِ سخن
اہل فن کا کون ہی تسلیمِ سپانِ آجکل

۱۸

یہ دن سن بہن منہدی لگانی کی قابل
بنایا ہے نقشِ قدمِ ضعفِ دل سے
تری لے عادت کو پاتی بہن کافر
بلا کر بٹھائے ہو کیا پاس اپنے
کرین جسدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
چرخِ کلیسا بہن یا شمعِ کعبہ
قفس میں بہن اک مریغِ تصویر گویا
میں کیونکر نہوں مانعِ حسرت کی صدقے
یہ طفلے یہ پردہ کوئے وجہ ہو گے
سجد میں سو قبکہ کیا خاک دیکھیں
بناتا فلک کاشنِ چمکائے
قفس کی محبت کا یارب برا ہو
سرِ قبر و گرز کے چادر تو ہوتے
جو عذرِ حیا ہوتا تو کیا چپ کے شب کو
سجد میں ہلاتی بہن کیون شانہ احباب

مری جان ہو اب تک لانی کی قابل
نہیں ہم کہیں آنی جانے کے قابل
بنانے کے قابل مٹانی کے قابل
کہ اب ہم نہیں ناز اوٹھانی کے قابل
نہیں ہی تری استانی کے قابل
بہر حال ہم بہن جلالی کے قابل
کہ ہرگز نہیں آئے انی کے قابل
کہ اب تک چھاتی لگانی کے قابل
بظاہر نہیں منہ چپانی کے قابل
کہ ہم خود نہیں منہ و کمانی کے قابل
کہ ہوتے تری منہ لگانی کے قابل
نہر کہا ہمیں آں شیا نے کے قابل
نتی کر فلک شامیانی کے قابل
نتی خواب میں بھی تم آنی کے قابل
نہیں ابکی سوئی جگانی کے قابل

| | |
|----------------------------------|--------------------------------|
| پسین و غطومی نہ برسات میں بھی | تم آئی بڑی اک زمانے کے قابل |
| اگر خاک بھی ہیں تو ہیں خاکِ سرمہ | ابھی ہیں نظر میں سہانی کی قابل |

| | |
|-------------------------------|---------------------------------|
| مقدّر کی یہ بات ہی ورنہ تسلیم | ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل |
|-------------------------------|---------------------------------|

| | |
|------------------------------------|-------------------------------------|
| مرکز بھی خارِ الم ہوں برای گل | کانٹھی کا ڈھیر ہی ہر تربت بجای گل |
| رکتی ہیں ہر بلند جہاں عاریت سے عار | پہنی نہ خاری کہی لیکر قبای گل |
| رنگین اداسی عشق میں آزاد کے محال | بلبل کو لائی گنجِ قفس میں ہوا ای گل |
| بیگانہ چمن سمجھنا تھساری طرح | ہم تھے ہر صنفی کہی آشنا ی گل |
| غش آگیا ہی سایہ صیاوی سی | بلبل کو ای نسیم چمن میں ہوا ای گل |
| گلیچین چمن کا نام تیرے قفس سے | بلبل تڑپا وٹھی نہ کہیں کہلی باہی گل |

| | |
|---------------------------------|------------------------------|
| تسلیم اپنی دولتِ فنا اپنے واسطے | اسی ہی جس طرح سی زر گل ای گل |
|---------------------------------|------------------------------|

| | |
|---|--|
| سکلی بچو داتی ہیں ہر عیادت آجکل | ہوش میں لائی ہی ونگو میری غفلت آجکل |
| کیا کہیں ہم حالِ لائی فاپاتی نہیں | وہ نگاہ ہر بانی وہ عتایت آجکل |
| دیکھ کر حباب حیران ہیں بشکلِ آئینہ | آپ کی صورت بنی ہی میری صورت آجکل |
| غیر کی کہنی سی اب تو بات بھی سنائی نہیں | ایسی برکشتہ ہو جیسی ہر قسمت آجکل |
| خاکسار بنی شکلِ شیشہ ساعتِ عبث | ولمیں کہتی ہوں میرا جان تم کو رت آجکل |
| شکر کرتا ہوں عجزِ شکوی کی نخلِ حیرت سے | غم بھی کہانی کو سمجھتا ہوں میں نعمت آجکل |
| ہم ہیں اپنی حال میں پہلے کہی شاعر | جی نہیں لگتا پشیمان ہی طبعیت آجکل |

دیتی اگر نہ دل میں جبکہ درد و غم کو ہم
وہ آئی ہی تو غیری دل بد گمان ہوا
ایمان چوڑین کی کہی زائد کی واسطی
سیمین تھون کو بھی نہیں جو فلک سیچ رہا
فرصت دای ہجوم تمنا کہ خط کہیں
آتا ہی یاد ہجر میں کساخ راض ناز
ہر چند کچھ نہیں مگر اس پر ہر وفا
جنت ہی تیری وعدہ دیدار سی غریب
اب کیا گلہ کہ مرنی کی فرصت نہیں
رکھتی ہیں ترسدا عرق انفعال سے
ڈر ہی کہ راز عشق کہیں داستان نہ ہو
ابتک وہاں زخم سی کہہ کہلی مر حبا
فی زخم دل محال ہیں معنی طرزیان

کیا منہ دکھاتی حشر میں تیری ستم کو ہم
بیٹھی ہوئی مٹائی ہیں نقش قدم کو ہم
کعبہ کہیں کی قبلہ نہ بیت اہنم کو ہم
پاتی ہیں داغ داغ ہمیشہ درم کو ہم
بیٹھی ہیں دیر سی لی کاغذ قلم کو ہم
روتی ہیں یکہ و یکہ کی نقش قدم کو ہم
سب کچھ سمجھتی ہیں تی ہوئی ستم کو ہم
ورنہ لگا میں آگ نہ باغ ارم کو ہم
کیون مہتم نہ سمجھتی سرانغ عدم کو ہم
دھوتی ہیں بیٹی لوح حبیب کے رقم کو ہم
خط لکھ کی کاٹتی ہیں بان قلم کو ہم
دم دی رہی ہیں یاد کی تیغ و دم کو ہم
خالی شکاف سے نہیں پاتی قلم کو ہم

تسلیم کر سونو کہے ہمیری فلک

محشر تک کہیں ستم نہ دم کو ہم

شعلہ زہن تہی ہیں گم اشکو کی طغیانی سی ہم
بوی گل تہی چپ کے نکلی کاشن فانی سی ہم
آپ سی کاٹا گلا تو بھی نہ نکلا شوق مرگ

روز توڑی آگ پیدا کرتی ہیں باغ سی ہم
کیا دکھاتی منہ کسیکو شرم عریانی سی ہم
ہم سی نادوم ہی گرا بخانی گرا بخانی سی ہم

دشت میں بھی کشمکش ہر دم ہی باقی رہی
 ویکر عالم ہمارا دیکھتے ہیں آپ کو
 بعد مرگ مل گیا سارا تحلف خاک میں
 کچھ کیا جمعیت خاطر نہ قسمت ملے
 پوچھتی ہیں پس اوپر زہر کہا نیکی صلاح
 کیا کہیں کیون چاہتی ہیں گھر اپنا دشت ہو
 مر کی ہی آوار کی حامل ہی مثل غبار
 ہتھکڑی زنجیر تری سوتے ہی وقت ک
 دیکھ یاد آتی ہیں اگلی جنائیں گھر میں
 شب کے شربطان ہی وقت سحر سوچی ہم
 شعلہ و کالطف ہی بیدار غلی میں
 حشر میں لوٹنے کی پروہ پوشی کی لی

مدتوں اور بھائی اپنی پریشانی ہی ہم
 آئینہ کو یا بنی ہیں اپنی حیرانی ہی ہم
 چھٹ گئی قید لباس و نکسیری ہی ہم
 اور یہی برہم ہوئی مل کر پریشانی ہی ہم
 دوست سمجھی ہیں جد و کو اپنی نادانی ہی ہم
 کچھ تو ہوتی ہیں پشیمان جان نہ ویرانی ہی ہم
 ایک جا شہری دو دن بھی پریشانی ہی ہم
 رہ چلی دو چار دن دنیا میں ندانی ہی ہم
 بیوفاد گزری تیری فاتحہ خوانی ہی ہم
 اوڑھ گئی مانند شبنم گلشن فانی ہی ہم
 جل رہی ہیں شمع تربت کی گلشنانی ہی ہم
 مانگ لیں گی کچھ تمہاری کلامانی ہی ہم

لازم و طرز و رسم ہیں ہم باہم شعرو فکر
 معتبر ہے سخندان و سخندان سے ہم

۶

۱۹۱

جہان کا نام ہی کوئی نہیں بے تاجان ہیں ہم
 نہ بخواروں کو تو ہیں بیجان تاجان ہیں ہم
 سب کو کر ہی مثل نقش پا کیا کیا کران ہیں ہم
 کہ دل سہی وہیں لبریز فریاد و فغان ہیں ہم
 بتائیں کیا تجھی ہی مرگ کیسی بیان ہیں ہم

زمین کم کردہ ہیں ہاتھ سنائی آسمان ہیں ہم
 عجیب ہے ہونا کیوں ہر گز مرقی قسمت لکھا ہو
 پڑی ہیں تیری کوچی ملن ہا سکتا نہیں کوئی
 پچھڑ و مثل نی ہمدم ہی نغمہ تر ہیں
 نشان بی نشانی ہیں ہجوم کا ہش تن

ہمیں جو دیکھتا سنتا ہی سیلہ روئے

جہان میں آپ کو یا اپنی غم کی داستان میں ہم

۵

رکھتی ہیں سر پہ تیغ سد اکھشان ہی ہم
بیغم میں تہمتِ قفس و آشیان ہی ہم
مانندِ گردِ بادِ جلی اس جہان ہی ہم
گویا قفس میں تھی جو اور آشیان ہی ہم

ہر شب میں بچانِ سترِ آسمان ہی ہم
باغِ جہان میں طائرِ رنگ پریدہ ہیں
جز مشیتِ خاک نہ ہاتھ آئی بعدِ مرگ
پر وازِ اولین میں اسیری ہوئی نصیب

تسلیم کنجِ گور نہ کیونکر سہیر ہو

نغمہ البدل یہ رکھتی ہیں رو ان ہی ہم

رویتِ نون

۲۱

نہیں کہتی ہیں کج نوشتہ منہ بھی اسکتی ہیں
کہ پتھر میری برکتِ سینہ سا چٹکتی ہیں
اکت بھی ہوئی حشرِ زدہ غوکھتی ہیں
بزگشتِ علمایِ شمعِ محفلِ سرچٹکتی ہیں
ابھی بھی ملی خوارینِ غربت کو ٹٹکتی ہیں
کہ لبتا خون کی قطرِ غمی سی ہر دم ٹپکتی ہیں
مزارِ حضرتِ ناصح میں جو آتا ہی کہتی ہیں
نہ پڑتی ہیں کہی چھائی اپنی پاؤں تھکتی ہیں
کہ جلتی پھرتی اپنی کھمیں بھی جھٹکتی ہیں
خمرِ خورشید کی گرمی سے شاخِ تر میں بکتی ہیں

نہیں معلوم کیا کذری گل و بلبل کو سکتی ہیں
یہاں تک کی بھی عزتِ پیرِ عجم کو کہتی ہیں
بنی ہیں چشمِ فلسفہ کی میں نخلِ ساقی ہی
ہوئی صولِ جانان میں پوچھو ماجرا اپنا
زمانہ آمدِ فصلِ جنوں کا خاکِ پائین کے
بیابانِ بلہ پائی کی آسارِ خاکِ بھولی کا
جوابِ پندِ بجا دونِ داغِ اتنا کہاں بکو
بشکلِ مہر میں ہر گرمِ راہِ مستِ دلِ لخت
نہیں معلوم کسکی خاک سے ظنِ بڑھ جلیں
ہوئی عشقِ کامل ہی تو سوزِ حسن پیدا کر

اوتھیں ہو لیں نہیں بیا کیاں ست ستا
 جلن ل کی پڑ پڑتی ہیں کیوں حضرت ناسخ
 بشکل سخت سو جائیں الہی پاؤں ہی سے
 ہو خواہ فنا ہوں گل و شمع کا شکوہ کیا
 ندی کی عاشق حشوق باغ و بہرین گنگ
 دم غمش کیا فریب جسم صیاد و نکو سو جہاں ہی
 چمن میں تین گن رین مگر اہلک و حشت ہے
 چہری کی وقت گ گ میں خیال گل بھی تانا
 کہاں امید آزادی فقط زیر قفس گل
 نزاکت ہر قدم پر پانچ گلکشٹ گلشن ہے

کہ میری خاک پر آتی ہوئی ایک جھلکتی ہیں
 زبان چرب کیا آگ پر رخن چہرکتی ہیں
 کہ جب ملتی ہی بخیر جنوں باں گہرکتی ہیں
 کہ اپنی آنکھ میں ہم خود جہاں سا کھلتی ہیں
 گلو نکو چاک میں دیکھ بلبل چمکتی ہیں
 رخ گل ہو کی پانی میں بلبل چہرکتی ہیں
 کہ مثل مرغ نواز اوسانی ہی بہرکتی ہیں
 کہ مثل عطر قطری خون بلبل کی مہکتی ہیں
 بہر کنا عمر بہر کنا ہی قسمت میں چمکتی ہیں
 صبا سی ہر رنگ معجوبی گل چمکتی ہیں

دم پیری نہیں سلیمت اپنی غر خواستے

بنی ہین بجیا بلبل خزان میں بھی چمکتی ہیں

۱۶۴

مر کی ہی اہا بے نیاسی مفر ہوتی نہیں
 تو ہی بتلا کیا کروں اس گمانی کا علاج
 ہم ہی ہیں امید و ازلت زخم جگر
 کیا کہیں ہم اضطراب عشق کی جاں آہی
 سامنی جو سفت کے بھی سجان بخاؤنی نقاب
 رحم تجکو ہی نہیں آتا ہی میری حال پر
 اس گت کے میں صدق مرنی ہی ہی نہیں

بنی کفن زیر بحر لاشیں شہر ہوتی نہیں
 مجکو تو اب تک سلی نامہ بر ہوتی نہیں
 مہربانی کچھ اوہر تیر نظر ہوتی نہیں
 دو گھڑی بھی ایک صورت پر ہوتی نہیں
 میں نائون کا کہ تاثیر ظہر ہوتی نہیں
 ایک دن ہی بیقراری تو اوڈھرتی نہیں
 پڑتی ہی تلوار لیکن کار گہ ہوتی نہیں

خاک بھی ہو کر خیالِ لبت پر ہم ہی رہی
کبتِ دلِ مضطرب تو بد فن نہیں مجھ شرفِ روش
حاصل کیا عشق میں پردہ نشین کے ایک دم
صدقتی اپنی و بدول کی شنگی فراتی ہیں وہ
کس طرح وکھی گی میرے مر عالم تاب کو
نالی کرتا ہوں میں یوں لیکن و ای سخت

کیا ہم عشق ہی مر کر بھی سر ہوتی نہیں
کس گہری اپنی لحد زیر و زبر ہوتی نہیں
بات کرنی ہی میرے عمر بہر ہوتی نہیں
ایک بھی فریاد اس کی بی اثر ہوتی نہیں
جبکہ وہ آتی ہیں تو شمع سحر ہوتی نہیں
غیر سی سنتا ہوں ان کو کچھ خبر ہوتی نہیں

شعر کی سی بات بھی کرنی سی بہت جا تا ہی دل
جس جگہ تسلیمِ توقیر نہ رہتی نہیں

۱۶۵

منتِ حباب کی حاجت نہیں مر کر ہمیں
بن گئی گوارہ راحت زمینِ قتل گاہ
بین خودی میں ہوشِ بانی کی غلغلہ اپنی نہیں
نالہ دل میں ہیں و وجہ میرے کس لیے
تیری صدقتی سخت جان و کینا غفلت نہو
چاک سینہ خستہ تن بقیاتِ الافرہ روح
آسمانِ فی خاک میں آخر بلا یا بے کفن
برہنہ پائی ادا کرے ہے شرطِ ہر ہے
اور گئی میں مرد و خشان سی ملیں گے صبح کو

غسلِ میت ہی ہی ہی آپ چشمِ تر ہمیں
آ رہی ہیں نیند کی جہون کی تر خنجر ہمیں
اور کوئی جامِ ہر ساقے کو شرب ہمیں
رکھتی ہی عمرِ دروڑہ آپ کے پائے ہمیں
از ماتا ہی کسی ہر جسم کا خشک ہمیں
خوش بہت ہو گی ای آغوش میں لیکر ہمیں
جان بھی لیکر نہ دی نہ بات کی جادو ہمیں
ساتھ پیرتا ہی ایسی ہر آئینہ میرے ہمیں
مثلِ شبہم عادتِ پرواز ہی نہی پر ہمیں

گر بھی کا ہوش ہی تسلیم کر دیکھنا
قبر سے سنوائی گا طعنہ تن الاغرا ہمیں

۱۶۶

خندہ زن کچھ کچھ جو وقت میں شاہد ہوں
 بلبل تصویر ہوں ہر رنگ میں شاہد ہوں
 میرا ہنسنا گر یہ پردہ سی کچھ کم نہیں
 مجھ کو ہی حیرت ہی کیا تھامتی تھی کیا بنا
 ای دل مضطرب و ٹھاون پاؤں کتبک ضبط کے
 جاگتا ہوں میں قفس میں تیری قفس کے
 ہوش و بیداری میں لی نام قفس کا باغبان
 کیوں پریشان کہتی ہی قفس کے اس غنیم
 شاہد ہوں ہر اک نقش شیریں سی نہیں

آپ کو یا اپنی مرنی کی مبارکباد ہوں
 ہوں قفس میں یا صیبت و شمنان آناد ہوں
 زخم خندان ہوں بظاہر کہنی میں شاہد ہوں
 کچھ تو بتلا خود فراموشی جو تجھ کو یاد ہوں
 اب تو میں امید دار نصرت فریاد ہوں
 مد تون سی پاس بان خانہ صیاد ہوں
 میں اب ہی تیری جہن میں مرغ نواز ہوں
 ہوش بلبل ہوں کوئی نکست یاد ہوں
 بی ستون کا غنیمت غنیمت میں فریاد ہوں

حشر ہوشیہ جب تک جی بہلنی کے لیے

آرزو ہی خاک ہو کر چند دن برباد ہوں

۱۶۴

۲۲

چلتی بہرتی ہاں گر رنج سفر کہتی نہیں
 صورت تصویر ہر لوث سے پاک ہیں
 بی خلش کیا میں رہی سودا گانِ خاک کی
 صورت آئینہ حیرت خانہ عالم میں روز
 لیچلی ہیں سب کے کراہت قدر حیرت کے لوگ
 غافل و ہشیار ہر عالم میں مثل حرف خط
 نامادی کیسی کوئی نہیں پران حال
 دونوں آفت ہیں جنا ہو یا قبای تنگ

گہری باہر ہم قدم مثل نظر کہتی نہیں
 حوصلہ جسمیں ہے ہم وہ جگر کہتی نہیں
 روز و شب کہتے نہیں شام و سحر کہتی نہیں
 دیکھ لیتی ہیں ہر تونکو کو نظر کہتی نہیں
 بوجہ کی ماری جازہ و دوشن کہتی نہیں
 غیر کو دیتی ہیں خبریں و خبر کہتی نہیں
 آبر و اتنی ہی میری شکست کہتی نہیں
 ہم لگی لپٹی کہی ای فتنہ گر کہتی نہیں

اپنی ہوتی کس لیے اعدا پیشوق تیرے نیاز
 طائر تصویر ہون صیاد باز و کونبانہ
 دید کی قابل ہی بزم و ہرکین کیا کریں
 کیون کر ن پروا و ن رخ دل جلانی کی لہی
 کیا کہون میں ان ہون کی ستر مہر کیا اثر
 بس ہے مرجانی کو یاد نوک مرگان ہجر میں
 اتحاد عشق سی بیتا ہی دل کو خبر
 ورومندان ازل میں نیست ہم سی پاک
 کس گھڑی شدت جنون کی خاک اڑاتی ہم
 کیا مزاج شاہی مجکو نامادی بی کہ میں
 بحر ہستی میں رنگی ہکو چو سکتی نہیں
 کیا سنا تا ہی گنہگاروں پہ جنت حرام
 گلشن عالم میں دیکھی اہل دولت و نخل

حوصلہ کہتی نہیں ہم یا جگر کہتی نہیں
 عادت پرواز میری بال پر کہتی نہیں
 اتنی فرصت شمع و شل شرر کہتی نہیں
 اتنی سوزش کیا مری داغ جگر کہتی نہیں
 پارہامی ہنگت بہت تاک شرر کہتی نہیں
 ہم تری پروای او تیر نظر کہتی نہیں
 ہم دل غ نامہ و پیغام میر کہتی نہیں
 اشک کے خم تیر مرگان کا اثر کہتی نہیں
 کب میں ہی آسمان بالای سر کہتی نہیں
 نالی وہ کرتا ہوں مطلق جو اثر کہتی نہیں
 آبِ ہر ہر ہر یہ شب شک و تر کہتی نہیں
 و اعطا ہم شوق میراث پر کہتی نہیں
 اہل طرح گل چاک دہن میں کہ تر کہتی نہیں

آپ کو تسلیم کیون ہی فکر تیرے ریف
 طرح کرنے والی جب اس کی خبر کہتی نہیں

۱۶۱

شام ہی سی زوگر خیر طرب چہا نہیں
 غیر ریمز نابرت خانہ سب چہا نہیں
 بوسی گن گنکی لمبی آخر وہ برہم ہوئی
 کچھ ہر ہر ہا ہون محرومی پر پٹی وندون
 مثل ووشم محفل بیچ و تاب چہا نہیں
 یون ملا نا خاک میں جس شب چہا نہیں
 میں کہتا تھا کہ می لے حساب چہا نہیں
 ویکہ ہر ہر ہا جی جام شرب چہا نہیں

| | |
|--------------------------------------|--------------------------------------|
| ایک دن سواکری گامست لکانا آدکا | اضطراب اتنا دل خانہ خراب چہا نہیں |
| دروہون ہر حال میں مبتلا ہوئیں اک حال | مجلو کیا ای آسمان گر انقلاب چہا نہیں |

| | | |
|-----|--------------------------------------|----|
| ۱۶۹ | رات کو دو دو پیر اور جای کی تسلیہ نہ | ۱۷ |
| | دیکھنا داں عشق چشم نہ خواب چہا نہیں | |

| | |
|---------------------------------------|--------------------------------------|
| یون چہا نا شمع کو یکسیاں چہا نہیں | مرثون کا دل جلانا آسمان چہا نہیں |
| خوش بین گانی ہر شمع کو ہنگام سفر | چہوڑ جانا تن کو ای عمر روان چہا نہیں |
| عاشقوں کو کالیان سنا سمجھ کر زبان | ولمیں کہنا یہ گمان ای گمان چہا نہیں |
| ہو چکی شام جوانی صبح غفلت تاجا | اس قدر ای بخیر خواب گراں چہا نہیں |
| پہول دن بہر یون حضور بلبل مضطر نہ توڑ | دل دکھانا ہر گھڑی ہی باغبان چہا نہیں |

| | | |
|-----|---|----|
| ۱۷۰ | روئی کا تسلیہ اک دن مثل دل ایمان کو بھی | ۱۸ |
| | دیکھ یہ نظارہ روی بتان چہا نہیں | |

| | |
|------------------------------|--------------------------------|
| حسن دل فروز کا دیوانہ ہون | شمع کو کوئے ہو میں دانہ ہون |
| میکشے ہی میری ہستی کی دلیل | اک ادای لغزش مستانہ ہون |
| میں کسی گل کا نہ کوئی گل مرا | اس چہا میں میں سبزہ بیگانہ ہون |
| جب تلک میں ہوں ہی شہرت بھی | آپ اپنے عمر کا افسانہ ہون |
| بوسے کیونکر لون دیاں یار کے | موج می ہوں یا لب پیانہ ہون |
| مر کی ہی چوٹی نہ ساقی کی قدم | آج تک خاک و خیاں ہون |
| ہر جگہ قسمت جلاتی ہی مجھے | شمع محفل ہوں کہ شمع خانہ ہون |
| چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا | کشتہ خاموشیے جانانہ ہون |

میرے اوسکی موج و دریا کا ہی ربط
 آشنا ہے ہی مری دم کی طرح
 مجھے کیا روشن ہو بزم شمع و
 کیا جلانے کا جہنم حشر میں
 خاک میں گرد و ن بلای کی طس سح

ڈھونڈتا ہوتا ہوتا ہون کو ہن خانہ ہون
 سب میں ہون ہون سب میں ہون
 جلوہ سوز پر پروانہ ہون
 خود میں سوز دل سے آتش خانہ ہون
 خرمین مہتاب کا میں نہ ہون

۱۳۹

کچھ نہ ہونے پر ہی ای تسلیم میں
 اس قدر کو نہیں میں افسانہ ہوان

۱۴۰

نشیب و فراز جہان کچھ نہیں
 یہ مانا کہ نقش جہان کچھ نہیں
 ہمیں جُ ر و س د جوش غیا کو
 یہی کہتی ہی اہل عبت سہی گور
 مقابل میں رنگ رخ یار کے
 کسے دم نہیں درد و غم فنی سراغ

زمین کچھ نہیں آسمان کچھ نہیں
 غنیمت ہے لیکن جہان کچھ نہیں
 دور گئے یہ پیغمبران کچھ نہیں
 جو سب کچھ وہاں تھی بیان کچھ نہیں
 گل و لالہ وار غوان کچھ نہیں
 یہی ہے تو عمر و ان کچھ نہیں

۱۴۱

روالے ہوئے ہونش میں کی تسلیم کو
 یہ انداز امی مہربان کچھ نہیں

۱۴۲

وہ صورت بو ہم گل صد چاک قباہین
 باور نہیں آتا پیش سوز و رون کا
 اچھا نہ سہی شک قمر اور میں لا اکون
 صیاد کے ہم خوف ہیں بلبل تصویر

ہر وقت ہم غوش میں وقت چلتا ہین
 دیکھو مری دل میں یہ پہ پہولی نہیں کیا ہین
 کیا زیر فلک آپ ہی خورشید لقا ہین
 یعنی نہ گرفتار نفس ہین نہ رہا ہین

چوسکتی نہیں بلکہ پائی بھی قدم کو
کیوں شکوہ کیا رحم جو جسم کو آیا
کیا منزل مقصود کو پہنچیں شک
تذیب تو کرتا ہوں مگر یہ نہیں کہلتی
اک برگِ حنا کی چمنستانِ جہان میں
بہل ہیں تو ہیں بس تصویرِ خموشی
محرومی تقدیر سی اس باغِ جہان میں

کیا مثلِ شررِ گرم وِ راؤں ناہین
وہ خوش ہی تو ہو ہم دل مضطرب ناہین
پیدا ہوئی جس وقت سی ہم آبلہ پاہین
عقدی کی دل کے بھی تی بندِ قباہین
ایسے تو ہزاروں تری پا مالِ جفا
گل ہیں تو گلِ شمعِ شبستانِ فاہین
جس رنگ میں دیکھو ہمیں برگِ نواہین

خالی نہیں سلیم کہی دروہی دم بہر

کیا ہم بھی ٹوٹی ہوئی دل کی صداہین

لاکھ مرتی ہیں بگِ وصل کی صورت نہیں
اونکی کوچی سی جنازہ نہیں بھتا کیا ہی
خیر پر جا بے پر کیا مار ہو کا نقصان
جلوہ مہر کی کیا بات ہی لکھیں ایسی چرخ
کیوں جلاتا ہی فلکِ غیر کی خاطر اتنا
اوسکی آتی ہی چلی گوری مری اوٹھکر

مجھ سے وہ آملیں ایسے مری قسمت نہیں
چارہ گر ویکنا دل میں کوئی حسرت نہیں
آپ سب کچھ ہی لکھیں مری قسمت نہیں
جس سے دل خاک میں بلجائی صورت نہیں
میں نے مانی میں چراغِ سر تربت تو نہیں
دیکھنا ہفت دم بار قیامت تو نہیں

رنگ کی شعرِ عدو خاک کی گات سلیم

علم سب کچھ ہی مری ہی طبیعت تو نہیں

قول کی سچی ہیں منہ سی کہا کیونکر دین
اپنی سی بیگانہ ہوں نا آشنا کی واسطی

ایک بوسہ ہی چلی ہیں دھڑکیوں نکر دین
طعنے تشنہ بیکو میری اقربا کیونکر دین

ہوش کیون رتی نہ لاتی بوی کیسو تو اگر
 او کا احسان ستم ہی وجہ شادی مرگ ہی
 کہ کیا ہی مسجد مانی کو وہ خورشید و
 ساتھ بارش کی ہوا کرتی ہی بجلی بھی ضرور
 ہا ہی اور یوں ہی او کی کف نکلیں کے ساتھ
 ہم حریف سے وہ لذت فروش کلام دل
 سنگ کعبہ جانتی ہیں ہرین اہل شرف
 لکھ دیا ہی کی اپنی جوش میں سوز جگر
 کہینچنا اس شوخ کی صحت اہی کل متا
 مرگ پر موقوف ہی صحت میں عیش عشق کے
 نوجوانی جوش ہی وصل کی شب بٹ کے
 سنتی ہیں سوائی عاشق خوشنودی ہر
 کیا عجیب نزع میں دوا لم ہمیں سفر
 حشر کا دن ہی خدایانیک و بد اعمال کے

تجک وہم الزام ای باوص با کیونکر ندین
 ہنس کے میری خیم تن مجبور و لا کیونکر ندین
 لوگ شب بہرینی کی مجک و عا کیونکر ندین
 دیکھ کر گریں بھی وہ مسکرا کیونکر ندین
 رشک سے ہم جان ای دوزخا کیونکر ندین
 بیشتر کیونکر نہ انگین بارہا کیونکر ندین
 آستان کو تیری بوسہ پار سا کیونکر ندین
 آگ میں وہ پڑی نامی کو جلا کیونکر ندین
 واد صنعت تجک اپنی ست قضا کیونکر ندین
 رہ میری چارہ کر جائی کیونکر ندین
 حصہ پڑی کی بند قبا کیونکر ندین
 شہر یوانگی ہم جا بجا کیونکر ندین
 ساتھ میرد تون کی آشنا کیونکر ندین
 ساسنی تیری گواہی ست پا کیونکر ندین

صفحہ ہستی پر امی تسلیم میں بیکار ہوں

حرف باطل کہ طرح مجک و ٹا کیونکر ندین

۱۷۵

کون ہی میرا پیام مدعا کسکو کہوں
 اس جگہ اک میں ہوں یا تو قیس کسکو کہوں
 خون لکسکو کہوں نہک خنا کسکو کہوں

قاصد و لدار و لب و لہر کسکو کہوں
 لی کیا دل کون انی و خنا کسکو کہوں
 یہ ورنگی عشق کی ہی رنہ و نون ایک ہیں

پیر جی ہون یا گرو جی ونون غنچ لاشت ہین
ایک ہر عجب بالمقابل ایک ہر عجب بصنم
عشق کی سب آفتیں انکی دولت ہین
نانکی کاتکو دعویٰ گل کو نگینی یہ ناز
یار کی لانی میں جذب و شوق و ونون شریک
قہر بان و لدا ر مشفق گر میں سمجھوں آکو

خضر دیکھیں کو سمجھوں ہننا کسکو کہوں
انہیں سی میں سالک تہ خد کسکو کہوں
ویدہ و دل و ونون پیار ہین برا کسکو کہوں
فکر ہی نازک ادا ملکوں قبا کسکو کہوں
آفرین کسکو کہوں نہیں مرجبا کسکو کہوں
بیمروت بیوفانا آشنا کسکو کہوں

تو ہی بتلائے عجب علیٰ تسلیم میں
شائع روز جزا شکلا کسکو کہوں

۱۴۵

خاک میں ملکر گلہ امی آسمان کسکا کروں
عشق کی غیرت سی یہ کیونکر گواہ ہو سکے
چاہی سب کچھ نگہ لاری دوستو آتی ہی م
حال اپنی جو دم بہر و ونون غنچ نصیب
تو ہی تو نا کامیوں سی اپنا دل بہلا لیا
دروہی دی بویٰ احت جلد لاسا قی شرب
پہول ہی حسا کا اکدن تو بوسہ دیجئے
چمیرتی ہو خواب میں اگر فسانہ سحر کا
شب کو تہا دن بہر کا وعدہ پہر وقت سحر
یہ کشمیری کی ہیں مجھسی کیونکر ہو سکے
صاف بندش لفظ ہی عتیب سے ہر شر پاک

نام لون کسین فاکا کسکو میں سو اکرون
آنکھ الین غیر تم پراور میں دیکھا کروں
ان نصیبو کسپی شہی کی ثنا کیا کروں
وہن شست جنون کو وہن دیا کروں
میں شست وقت میں ہی شش ثنا کیا کروں
پنہ و داغ جگر کو پنہ سپنا کروں
مثیل گس کین ملک سیرت میں دیکھا کروں
چاہتی ہو عالم رو یا میں ہی دیکھا کروں
سوئی پچھلے پتر تقدیر کسکو کیا کروں
خاک میں آکر چپوں اور خاک ہی سو اکرون
اور کیا تسلیم لفظ شاعری میں اکرون

پاؤ اکیا تھی دل خستہ جگر کسان
انفاس چہ کشمکش انتظار ہے
مانا کہ حسن باری سے لبریز ہی جہان
موت آگئی پہونچ کے دریا پر بھی
ٹھہر و لگا ہی لیتی ہیں جس گل کا کچھ ہوتا
مانند شیشہ روف محفل ہوئی تو کیا

آج ای خدنگ غمزہ قاتل ہر کمان
پہر ہم کمان جواب کمان نامہ بر کمان
لیکن وہ حوصلہ وہ شکیب نظر کمان
شام شب بیا دہوئی گوسہ کسان
جائی گی ہم سے اور کی نسیم کمان
سامان اگر ملا بھی تو امید کمان

ہر وقت یار تھارک جان ہی قرینتے

تسلیم تو خراب پیرا عمر بہر کمان

۱۶۸

۷

یادگار ہستی ہو ہو ہم کہتی نہیں
ایک عالم پر بسر کرتی ہیں آسمان
وادی قسم لے لی جو آشوب گاہ ہرین
بخت عاشق شام غم زلف کو تیری کیا کہوں
حضرت اعظم دکھائیں نہ اہد و نکو سہر باغ
آہلی پڑتی نہیں کہ جس تجوی یارین

صورتِ عمر روان نقش قدم کہتی نہیں
صورتِ ماہ و وہفتہ پیش قدم کہتی نہیں
لذتِ تکلیف و غم وون ستم کہتی نہیں
گوسہ و نون ہیں لیکن پیچ و خم کہتی نہیں
ہم دماغ بوی گلہا می ام کہتی نہیں
کسر کٹری با پی طلب میں ہم کہتی نہیں

کس قدر تسلیم ہستی پہ ہیں بھولی ہوئی

وقتِ آخر بھی مگر فکرِ عدم کہتے نہیں

۱۶۹

۱۲

دیکھا شربِ شش پہ دانہ لکن کی و زمین
تکتی ہیں بٹھی ہوئی ساغر کا منہ سر سے ہم
اہل فن کا وج پہلی ہو گا ابو ہر طرف

کیسا کیسا شمع روئی انجمن کے دور میں
دور کیسا ساقی ہماں شکن کے دور میں
جہانتی میں خاک سب چین کس کے دور میں

وای غفلت کہنی آیا وہ ظالم کس کٹری
نام آور اوٹہ گئی مثل نگین ہم رو سیاہ
عہدِ عارض میں گلِ تم خاکِ پای کا فروغ
زہد و تقویٰ آج اسی شیخ اگر زندہ ہیں ہم
ہوں وہ دیوانہ کہ میرا ذکر ہوتا تھا مدام
اوج کیسا ابتوای ہم غنیمت جانی
کر رہی ہی چھپے بلبلِ گلِ تر کو نہ توڑ
عہدِ غربت کے مصیبت کا گلہ کرنا عیث

جب لپٹا مجھ کو بارون کے کفن کے دور میں
رہی اس خاتمِ حیرت کس کی دور میں
قدِ سنبل کیا ہی لفِ شکر کے دور میں
دیکھ لیں کے ساتی تو بہ شکن کی دور میں
تعمیرِ سینا تو ان میں کہہ کن کی دور میں
آبرورہ جامی کر چرخ کس کے دور میں
دم لی اسی کلچین بہارِ یاس کے دور میں
چین کیا حاصل تھا یارانِ وطن کے دور میں

ذوق ہی مجبور ہیں سلیم رنہ

کہولنا ہلکوزبان اہل سخن کے دور میں

۱۴۸

میں اہل صفا بھی ہوں تو کیا ہوں
کیا مجھ کو فلک کرے گا پامال
اس بزمِ جہان میں صورتِ شمع
نکلت ہوں مگر چہرے میں ہی چہرے
ہوں آہِ دلِ حنین جہان میں
میں کیا کہوں لطیف سیرِ عالم
ہر حال میں طرے میں بیباک
برہم کہے آپ سی کہے سنا
حالِ دلِ کم شدہ ہوں کہتا

آئینے کی طرح خود بنا ہوں
سبزہ لبِ باغمِ سرش کا ہوں
غیروں کی لپی میں جل جہا ہوں
بر باد میں صورتِ صبا ہوں
یعنے میں کس سال نارسا ہوں
ہوں خواب میں خواب دیکھتا ہوں
گویا ترے دل کا حوصلہ ہوں
شاید اپنا میں خود گلا ہوں
افسانہ طرے از آتشنا ہوں

کم حوصلہ شوقِ دل نہیں ہے
کیونکہ شرطِ وفا سے کا ہی نام

چاہوں تجھے جس قدر میں چاہوں
تم تو کرو ترک میں نہ ہوں

افسانہ دو سنتے ہوں سلیم
و غم میں کا مگر سنا ہوا ہوں

۱۸۱

سببِ شرمِ التجا ہوں میں
گہر چٹا ابتدائی ہستی سے
تیری ہی آرزو تھا کیا یہ ہے
جز فغان اور رمنہ سے کیا نکلے
صورتِ زخیم ہوں شگفتہ مزاج
اوٹھ رہوں گا اجل جب آئی گی
میرے ہستے عدم ہی بد تو ہے
ہو گے بدنام چوکے مرگ مجھے

لبِ خاموشی مدعا ہوں میں
صورتِ نالہ درا ہوں میں
دم نکلنے سی خوش ہوا ہوں میں
مثلِ نئے درویشنا ہوں میں
اپنے ہستے پہ ہنس رہا ہوں میں
اب تو در پر ترے پڑا ہوں میں
بوی گل کی طرح ہوا ہوں میں
باعثِ تہمتِ فنا ہوں میں

بی حقیقتِ سنان امی سلیم
منظرِ قدرتِ خدا ہوں میں

۱۸۲

فکر ہی شوقِ کم عشقِ مان پیدا کروں
طبعِ عالی سی اگر اوجِ بیان پیدا کروں
سونرِ دل اس ہیم میں فسانہ بیکوتا نہیں
ہوں میں لوسوختہ تاثیرِ آہِ گرم سے
پوچھتی ہیں نئے میں وہ حالِ پیش و کمر

چاہتا ہوں ایک ولیمین مکان پیدا کروں
میں میں شمعِ عین بھی آسمان پیدا کروں
لال ہو کر شمع کی صورت زبان پیدا کروں
گلشنِ جنت میں بھی ویران پیدا کروں
طوائفِ طلبِ اختصارِ دستان پیدا کروں

۱۸۳

تادل ممسک نہو خون طلب سے بدکمان
مغتنم ہی چند ساعت صحبت منکر گیر
پاؤں کہتی ہیں تہی کوچی میں اگر ضعت سے
وہ حریفیں ستان قہر میں گرم گیسو
پر عرق عارض ہی دن نسبت اگر ایسا حسن
ہوں مجھ میکیش خست سجاو عالم ہوا کر
اب بھی تم آؤ تو میں آنکھوں میں ہیرا نظر

زخم کامنہ تیر کی کچھ نہ بان پیدا کروں
عاریت شمع لحدی گریبان پیدا کروں
تو گرادی اور میں خواب گران پیدا کروں
کلاکے مانند باہم دوزبان پیدا کروں
چشمہ خوشید میں آری بان پیدا کروں
سے پہلی میفر شہی کی کان پیدا کروں
وہ ہونڈ کر تھوڑی جانی نالوان پیدا کروں

میں ہوں ایسی شہسوار شہسوار شہسوار
چاہی اوستاد کا طرز بیان پیدا کروں

۱۷۳

غیر ممکن فضل بائی غیر کو سے یار میں
بلبلین آباد وہ سر یاد ہیں گلزار میں
کچھ مقرر آج ہی احسان قاتل میں فریب
بی سببے واسطہ کیوں پہنکتے ہو توڑ کر
شور رسوائی ہوا میرا تماشاکار خلق
چمکی ہی آتش مزاجی از دھام غم سے
گو مگو تھا جس سرسوائی کو می عشق کا
مر گیا میں دیکھ کر رفت میں شکل مارہ نو
تم نہ بگڑو تابش خورشید محشر کیوں نہو
دوست کیا تو میں نے بھی مجھ کو دی دل میں جگہ

سبزہ بیگانہ ہم کہتی نہیں گلزار میں
حشر بر پا ہو رہا ہی کوچہ منقار میں
خندہ دزدیدہ ہی پہنان لیسے فار میں
کیا گل امید عاشق ہی گلی کی ہار میں
دفن کی پڑانگی قاتل فی می بازار میں
جل رہا ہی اپنی گرمے بازار میں
چھپے افسانہ مجنون بان خار میں
جنیشا بروہان تہی مغربی تلوار میں
میں نہ آؤں گامتھاری ساریہ دیوار میں
تھا وہ کہیں نہ آیا خاطر انخیا میں

کہہ دیا تسلیم کیا باوجودِ سختی و سختی

پھاڑتی ہیں گل گر کیا ہر طرف گلزار ہیں

۱۸۴

۹

داعِ داغِ ای گل تری فرقت سے ہم گلشنِ بید
بعدِ مردانِ اس قدر شرمِ گنہ گاری بڑھے
نکستِ گل ہیں ہمیں بے پردگی سے کہ معاف
شکر ہی ہم صیبت کوئی خالی نہیں
اونکو ہی اپنی تمنا مانعِ وصلتِ غنیمت
شورشِ محشر سوالِ کورِ تکلیفِ فشار
شہرِ جاہی بقیاری کیوں ہلاتی ہی جگر
عصمتِ بونگی دستِ جن سے پوچھے

پہلو کسی پارہٴ خاکِ لپی اسن میں ہیں
منہ چھپائی ہم کفن ہی آج تک فن میں ہیں
آپ میں ہیں یہی جھنوں جیتکے پیر میں ہیں
دستِ پاہیں زانم جانِ دل شیون میں ہیں
آرزوی دستِ ہیں لیکن دِلِ دشمن میں ہیں
سورج کی آفتیں باقی ابھی فن میں ہیں
چند طفلِ اشک خوابیدہ مرنی میں ہیں
چاک لاکھوں ریتِ سہم مرنی میں ہیں

ایک فتنہ سہری میں کیا بظنِ عدوسی یار کو

آپ بھی استادِ ایستہلیہ اپنی فن میں ہیں

۱۸۵

۹

ایک دن بھی نہ ملیں ق میں باہم آنکھیں
غیب سے ہوتی ہی بیمارِ ازل کی بخت
اشکِ خف میں کیا سرخ برکتِ سہل
سرکوزا تو سہا و سہا و صل میں پڑھ لکھا
دہر میں آہتی ہیں نرینہ ہمیشہ بے غم
دیکھہ ہو جو نہیں جنبشِ مرگانِ قاتل
غیر کیا دوست بھی ہوتا نہیں مشکلِ شیریں

برسون کیا کیوں ہی شوخ تری ہم آنکھیں
دہوتی ہی کس بجواب کی شبہم آنکھیں
بن گئیں شکِ چراغِ شبِ ماتم آنکھیں
آج تو چارہوں او فتنہ عالم آنکھیں
جو ہر تیغ کی دیکھیں نہیں پُر غم آنکھیں
کرتی ہیں کشتہ بیداد کا ماتم آنکھیں
پہر گئیں وقتِ اجل دیکھ کی بیدم آنکھیں

| | |
|-----------------------------------|--|
| پست اعلیٰ نہیں ہوتا کبھی جنسیت سے | اونچی ہیں عضو قدم سی قد آدم آنکھیں |
| ۱۸۶ | پاک دامانی جانان سے ہوں گریبان تسلیم اشک اگر حضرت عیسیٰ ہیں تو مریم آنکھیں |
| ۱۲ | تم ہمیں ہم تم کو ایجان دیکھ لیں کیا ہلالِ عیدِ قربان دیکھ لیں لذتِ تکلیفِ درمان دیکھ لیں ہمتِ دوشِ عزیزان دیکھ لیں جو ہر شمشیرِ یریاں دیکھ لیں وہ مرا چاکِ گریبان دیکھ لیں دیکھ لیں گے بر و مسلمان دیکھ لیں ہو سکی جب تک بیابان دیکھ لیں دور سی حالِ پریشان دیکھ لیں جی میں ہی نہ ابد کا ایمان دیکھ لیں کاوشِ برشتہ مرگان دیکھ لیں |
| ۱۸۷ | جہان کتا ہے پہاڑ و دہر تسلیم تو کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لیں |
| ۱۱ | دیکھنی میں جفتِ ہر خوجی میں لکھنا تو ہیں نہ ہر فی کی لہی ہم سائلِ تریاق ہیں رسمِ راحت ہو چکی تکلیف کے مشتاق ہیں |
| ۱۸۸ | سحرِ پرواز میں آنکھیں پکی مشاق ہیں عشق کی سیو میں کوئی بوج نہ ای جانِ خال کا ہٹ گیا جی سیر گلشنِ قفسی سے کا ہی |

آب حیوان گز نہیں ہے پہری قاتل کیوں مرغ
دونوں آخر انتہائی صفت تنگ آگے

تشنہ آب دم خنجر تری عشاق ہیں
بارہی زنجیر ہلکو ہم جنون کو شاق ہیں

صورت تشبیہ اس آشوب کا وہ سر ہیں
ای فلک ہم ہی تری ایجاد کی مشتاق ہیں

۱۷۵

۲۶

مارا پڑا محبت چشمان یار ہیں
نہیں آتی تھی نہ کل جہیں آغوش یار ہیں
مشتوہ ہیں ہیں دیدہ مخمور یار ہیں
ما صبح خطا معاف سنیں کیا بہار ہیں
بلغ جہان میں دیدہ نگرس کہ پڑھے
چہائی نہیں ہیں داغ جگر پر کدو تین
وہنگی حساب کیا دم محشر کہ عمر بہر
راہ عدم میں شہر خموشان جو مل گیا
نور جنوں میں ضلعت رسوا کیا مجھے
عاشق ہوں مجھ کو شیخ دعا کی نہیں مجال
اگر وطن میں دشت سی کیا مطنس رہوں
احسان عافیت ہو کسی اور پر کہ میں
پاتا نہیں کمان ہی گنجائش کلام
بارغ جہان میں ایک سی گذری تک سرور
کیا کیا خیال حسرت دیدار قیاس

مجھ کو ہوا چلا وہ ہرن کی شکار ہیں
وہ آج سورہی ہیں اکیلی مزار ہیں
نگرس کے پھول ہیں گل تری کنار ہیں
ہم اختیار میں ہیں نہ دل اختیار ہیں
گذری ہمیشہ ای گل ترا انتظار ہیں
پہنان ہی آفتاب حجاب غبار ہیں
آئے نہ آپ ہم کہی اپنی شمار ہیں
ای مرگ رہ پڑی ہی جڑی یار ہیں
اوجھی ہوئی ہیں ہاتھ گریبان کی تار ہیں
تو دخل می مشیت پروردگار ہیں
ہم دم لگا ہی جی خلش نوک خار ہیں
راضی ہوں ای فلک ستم روزگار ہیں
کیا کیا بڑا ہی نقش و ہنر اختصار ہیں
سو کھی نہ ہم خزان میں نہ بیولی بہار ہیں
چپ چپ کیا ہی نا تو لیلی غبار ہیں

چکار باہی شوقِ دل و نکی کدورتین
دلیر ہی او نکی ڈرسی نہیں جبر کی مجال
شامِ وصال ہی کبھی سچ فراق یا
مکر ہی انقلاب کی صدی جو یاد تھی
عالم کی ہی خبر مگر اپنی نہیں خبر
بہولی نہ جسلو باہی تبسم تمام عمر
مکر ہی پایاں جہان میں خاکسار
تسکینِ دل کو واسطی رورو کی غمِ دل
می یار جب نہانی کیا میں ہوا شہید
کی دل فی دوستی پڑی رنج و بلا میں جان

مصرفِ تائید ہی جسلای غبار میں
اتنا ہی خست پار نہیں اختیار میں
کتنی ہی سرگوشِ لیل و نهار میں
پہلو بدل سکی نہ کبھی ہم ہزار میں
غفلت بہری ہوئی ہی لاشیاں میں
کاٹی شبِ حیات فروغِ شہر میں
وی قبر کو فلک نی زمین بکھڑا میں
بلبل سے کیا رنگا ہی قفس کو بہار میں
ہر موجِ مثل تیغِ چلے جو یار میں
می پی کسی فی مست کوئی ہی خمار میں

تسلیمِ فلسفی و موزنِ سست
مانندِ حرفِ وصل نہیں اعتبار میں

۱۸۹

رویت واو

۱۹۰

کیجی ایسا جہان پیدا جہان کی نہو
رویتی حسرت پر او کی جو کہ وصلِ یار میں
کی تمنا مرگ کی تو بھی ہوا ظالمِ خفا
احتیاطِ رازِ خاموشی یہاں تک چاہی
سبزہ و گل کی نہیں لائو مرا فرشِ مزار
کس تپی پرسی ہر جائی کی تو ایدلِ تلاش

فرہِ اختر زمین کو آسمان کوئی نہو
سیکڑوں امان گستاہو بیان کوئی نہو
ہامی ایسا بھی جہاں نہیں بگمان کوئی نہو
بیزبانی کی سوا ہمدستان کوئی نہو
پہرہ پوشِ تربت بیچارگان کوئی نہو
خاص جہکاد و نون عالم میں مکان کوئی نہو

آرزو کیسی فراقِ جسم جانِ کار ہے
شکِ بلبل کی دُشائیں ناز کیسکو دماغ
کیا تماشا ہی کہ ہم سبکی ہون باغِ دہن
یہی قسمت کا لکھا اپنے کہ ہر جود ترا

چاہتا ہوں میری تیری میان کوئی نہو
خوش و بیگانہ حد پر کلفستان کوئی نہو
اور اپنا بلبل و گل باغبان کوئی نہو
کچھ نظر آئی نہ ہلو اور نہ ان کوئی نہو

تو ہی بتلا کیا کریں یہ سیمِ شمع میں
جسمیں سب استا دیوں و رنگہ ان کوئی نہو

۱۹۰

۱

کیون جیسی بڑھ چلی ہی شبِ انتظار تو
بعد فنا بھی عیشِ تکلیف ہونگا میں
آتی ہی تجسی آج مچھائی شنا کی بڑ
اک دورِ صری میں گل نہی چین
ای روحِ کچھ تو شرط وفا کا کسا ناکر
پہر جاگنا ہی حشر میں کچھ پر سو ہون
دونوں جہان حمایت نہ اہدیں ایک ہے
میر آپ کی سوا نہیں کہنی کا آپ سے

اب کیا بنی گی سلسلہ زلفِ یار تو
روئی کی خاک پر مری شمع مزار تو
مل جاؤ اگلی سی نسیم بہار تو
بھولی ہوئی ہی کس نسیم بہار تو
جانی ہی چوڑ کر بھی بیگانہ وار تو
تھوڑی جگہ می پہلو کج مزار تو
میری طرف ہو رحمت پروردگار تو
کہیں نہ کہے آپ بھی بار بار تو

تسلیم کیا جگہ دلِ حسرتِ دہین
اب نہ نکسین ہا ستم روزگار تو

۱۹۱

۱

کروند ویر جہان میں جانِ سی آئی چلو
بناؤ عشق کو راہِ طلب میں خضر اپنا
یہاں سب نشیب و فراز اکثر ہی

یہاں گمانِ خطر ہی قدمِ بڑائی چلو
یہ غول بھولی سی جس راہ پر لگائی چلو
خدا کی واسطی اتنا نہ منہ دہائی چلو

شکستہ پا ہوں کہیں سب سے تیرے جاؤں
ہمیشہ ملکِ عدم کی بنی رہو سفری
ابھی تو حسنِ عمل کا زمانہ باقی ہے
ادھر او دھر کہیں بہر کر تیرا رہ جانہ پری
حیا کی پری کی نرسن کچھ دے رہو تہین

مجھی بھی ہاتھ ذرا دوسٹو لگائی چلو
او دھر سی لینی کو پیکت صاحب آئی چلو
وہاں کی بکری ہوئی کچھ سیدیں بنا چلو
سمندِ عمرِ روان کو ذرا دبا چلو
ابھی تو مجھی مری جان نہ چھپائی چلو

عدم میں ترسو کی درجہ کو ایسی مہم
جو ہو سکی کوئی سینے تیرے کہانی چلو

۱۹۲

۱۳

اپنی سی امید وار آرام کا دم بہر نہو
روک دستِ بیت کو قابلیت نہو
بحرِ ہستی میں گھر کی طرح وہ بی لوث نہو
میں بھی نہنگِ جل ہوں پیرِ مہنگ سے
میری دم تک چار شورِ جنوں کی ہوم ہے
جایِ خندہ شورِ بیتابی کی آجاتی ہے یاد
دیکھ کر ہر باویاں کیوں ہی مگر آسمان
عیش و عشرتِ نصی تھی وقتِ کل ٹل گئے
سامنی تیری تر پتا ہی یہ کیا سیاسا
نا تو ان کیوں وہاں تابی مجھی نشو
قابلیتِ سہا ہی کسبِ روت کیو سطلی
حشرِ پاکر پلا ہی کیوں خسرِ ناز

خانہ آئینہ میں مہمانِ سکندر نہو
حشر تک صقل سی بیتا دیدہ جو بہر نہو
عینِ طوفان میں سرشتِ مہی امن تر نہو
مان لی قاتل اگر راضی کہی خنجر نہو
میں جن جسدِ جہاں میں فتنہ محشر نہو
ہای مجسا بھی کوئی فریاد کا خوگر نہو
خانہ ویرانی ہی ہی آباد میاں گھر نہو
نامرادی کی میں جدتی یہ مری کیونکر نہو
دیکھنا ای بیوفا میرا دل مضطرب نہو
خارِ راہِ اہل محشر یہ تن لاغر نہو
تابشِ خورشید سی یا قوت ہر پتھر نہو
دیکھتے ازیرِ قدم میرا دل مضطرب نہو

خاک نکلی شمع تر تیلیم تکیب رو برو

می نهوشیشنه نهوساتی نهوسا غرنهو

۱۹۳۳

۵

امج پیری بی نشان ہو کر ہی شان لکھنو
و اعظ زکین بیان انکو دکھلا ستر باغ
جیتی جی کیو مکر جدائی میری اسکی ہو سکے
سننے سننے خلد کی تعریف جی کہ لکھیا
یہ لطافت ہو کلام غیر کو کیو مکر نصیب
دو توں عالم اسمی لکھ رنگ میں پاتا نہیں
نکھوت براد کی صوت ٹپن بلبل کی ہوش

لا مکان کو داغ دیتی ہیں مکان لکھنو
کیا کرینگی لیکلی جنت ساکنان لکھنو
لکھنوی روح میری میں چون جان لکھنو
ابتوای و اعظ سنا کچھ داستان لکھنو
رشتہ ج آب کو تر ہی زبان لکھنو
کیا زمین لکھنو کیا آسمان لکھنو
گلفشان ہو کر چین میں تر زبان لکھنو

گریہ کر دیش ہی ای تیلیم پنی بخت کے

اور ہیں دو چار دن ہم یہاں لکھنو

۱۹۳۴

۵

ضبط فریاد پہ قابو ہو تو غوغا کیوں ہو
نہ سہی پیار کی باتیں مجھ کی لی ہی جو
اس قدر جیت کی ہول میں تمنائے جسکے
جسکے تقدیر میں صحت نہ ہو جزو کبھی
گر قیامت کے نہ تم چال چلو شوخی سی
جب کہا اونی کسی فی مری بیتانی کو

چپ ہو نہیں تو کہیں عشق کا چرچا کیوں ہو
لب خاموش پہ تصویر کا دھوا کیوں ہو
وہ کسی لب جان بخش پہ ترا کیوں ہو
ایسی پہناشدنی زخم کا چار کیوں ہو
اک نیا فتنہ کلی کوچی میں برپا کیوں ہو
بولی عاشق کوئی سنطرح کسی کا کیوں ہو

بگڑی تیلیم نہ کہناتے می مغل میں وز

ناز پر داری غمیار کا چرچا کیوں ہو

| | |
|---|--|
| <p>چاہتا ہوں جسٹن مقبول میں شامل نہو رو تو رو وادی مقصد تھی ہم ہی تو ہی فریب طب یا بس عالم اسباب کروٹ میں صیاور میرا کم سکتی نہیں کیا کروں میں بادہ و مینا طرخی شیشہ جام تیز رفتاروں سے ناحق ہی خیال ہم رہی فوج سی پٹی ہی انداز طپیدن تھا دیکھ کر لیلیٰ نے عزم تیز رفتاری کہا سی پٹا ہوں میں گریبان چاک فی کج</p> | <p>پہیرو و مجکو مراد ل کر کسی قابل نہو اس قدر نا آشنا می وری منزل نہو چاہی بجز فنا کا خشک لب ساحل نہو ہم اسیران بلاسی اس قدر غافل نہو تو ہی جب تک تم میں ہی و نون محفل نہو اسی شر راہ فنا میں تو مرا شامل نہو دل جسی سچی بھی میں پرواز دم بسمل نہو ساربان کرتا ہی کیا مجنون پس محل نہو کام ہی کرتا ہوں جس کا کوئی حاصل نہو</p> |
|---|--|

ہی و عالم الیتمی عالم العلام سے

اپنا دیوان آشنا می دیدہ جاہل نہو

۱۹۶

| | |
|--|--|
| <p>ساتہ روئی کی جو تھی حشمت کا مل مجکو وہ جفا دوست آن تی نہیں نیندگر کام کیا خانہ زندان سی بھی تھا لیکن کیا عجب شر یہ پوقوف ہو ملنا اوکا فرصت یہ نہیں ہی شر شمع کی طرح اس قدر میں ہون خوش ہوں کہ ہر انداز</p> | <p>ہو گیا سلسلہ اشک سلاسل مجکو کچھ سلاست سہی فسانہ بسمل مجکو پاؤں پڑ پڑ کی لی آئی ہی سلاسل مجکو نا اسیدی نگر اتنا ابھی سیدل مجکو پہو کی دیتی ہی تری گرمی محفل مجکو بدلی تو دی کی بٹھاتا ہی مقابل مجکو</p> |
|--|--|

عہد پیری میں کہان یار خدا می تسلیم
 کرو یا خواب دم سج فی غافل مجکو

۱۹۷

۱۹۸

نزع میں آنکھ سے ٹکلی نہیں بچا آنسو
 رحم کا لوث نہیں اہل جہان کی نہیں
 کم نہیں مرگ سہی نیا میں وطن کا چھٹنا
 ایک دم ہی دل مضطرب رہی دیتا
 حالت گرہ سہم جو وہ پوچھی قاصد
 شب تنہائی میں ایسا ہی کس شہی
 ضبط کر یہ سی دامت بی اغیار ہی
 ہر قدم پر خلش خار سی وئی گذرے
 کس کیا رونی سی حال دل پر غم میرا
 مرض عشق سے اس حال کو پونچھا آخر
 سیل کر یہ نہیں چین چین تک آئی
 طفل نادان سی حقیقت نہ کہل شکل ہے
 ضبط کب تک میں کون جی ہی بہر آتا

دیکھتی ہیں مری مری کا تماشاً آنسو
 دیدہ جو ہر خچر میں نہ دیکھا آنسو
 ملک یا خاک میں جو آنکھ سے بچا آنسو
 کاش ہوتی تری ملنی کی تمنا آنسو
 کہیو تو جیسے رکابی نہیں کتا آنسو
 حسرت دیدہ ہی آنکھوں میں مری یا آنسو
 گر کی نظر و نشی ہوئی و رہی سوا آنسو
 عمر بہر ساتھ رہی باد یہ پیا آنسو
 رمزدان ہیں مری آنکھ میں مری کو یا آنسو
 دیکھ کر آنکھ میں بہر لای مسیحا آنسو
 دھور ہی ہیں مری تقدیر کا لکھا آنسو
 خوف آتا ہی کرین از نہ افشا آنسو
 آنکھ سے کرتی ہیں وئی کا تقاضا آنسو

ہونہ غمناک کیا سو می چین جب سلیم
 قطرہ شبنم شاداب کو سمجھا آنسو

۱۹۷

یاد وہ زلف جو آئی لب دریا مجھ کو
 ناتوانی سی کہاں آدو شد کی طہت
 نہ چہ پی شکو کت سا مان گنہ و زرخ میں
 بدکمانی دل بلبل سی نکلی ہی محال

موج پہچان فی دیاسانپ کا دھوکا مجھ کو
 کم سفر سی نہیں آب میں آنا مجھ کو
 بہر غلط یہ اوٹھا دیکھ کی شعلہ مجھ کو
 نکلت گل فی عجب باغ میں چہر مجھ کو

| | |
|---------------------------------------|--------------------------------------|
| غفلت کی ف جوانی سی یہ بیوشی ہی | سوت بہائی تو ہو خواب کا دھوکا مجھ کو |
| دیکھ کر دیر میں ہر بہت مجھی سجھا زاہد | داغ سجدہ کی کیا اور بھی سو مجھ کو |

خاکِ نیامیں بہون چین ہی ام بہرِ تسلیم
کہائی جاتا ہی خیالِ غمِ عقیقی مجھ کو

۱۹۹

| | |
|-------------------------------------|-------------------------------------|
| شبِ صال میں جامِ شراب ہو کہ نہو | وہ آفتاب تو ہی ماہتاب ہو کہ نہو |
| پس فنا ہی گمان ہی سکوت سی پی | او سوالِ حد کا جواب ہو کہ نہو |
| خدا کی واسطی زہد نہ مجھ کو اب بہکا | بتو کی عشق میں چاہی تو اب ہو کہ نہو |
| کیا تھا شام کا وعدہ نہ آئی تم اب تک | بتاؤ دل کو مری اضطراب ہو کہ نہو |
| ملا دی یاری ای آسمان کہ جیتی جی | نصیب پر ہمیں عہدِ شباب ہو کہ نہو |
| شریکِ صحبت تو بہ شکن ہی و ساقی | حضورِ شہج کی خاطر شراب ہو کہ نہو |

یہی کشتِ اعمال بد تو ای تسلیم
مری گنہ کا وہاں ہی حساب ہو کہ نہو

۲۰۰

| | |
|--|--------------------------------------|
| سنگ لپٹا کر تہی ہین خو خوارون کو | سان سینی ہی لگا لیتی ہی تلوارون کو |
| کون وئی کا فلک بعد فنا یارون کو | کہائی جاتا ہی مرا غم مری غمخوارون کو |
| آپ مسط جاتی ہین دشمن کے یہی صاحب و | آبی سینی ہین تہی ہین جگہ خوارون کو |
| کیا ہوا وعدہ و ورنہ ہی اگر امی اعظ | کیا وہ دہکی ہی ہین اپنی گنہگارون کو |
| کیا مقدر ہی کہ پاتا ہون ہمیشہ خندان | اپنی زخمون کو تری تیر کی سو فارون کو |
| اہلی خوشی ہر شانہ ارمانون ہین اشک نشان | کون وئی کامری بعد مری پیارون کو |
| ہون آوارہ اگر و شہت گھر میں آون | آسمان سر پہ گرا دی مری دیوارون کو |

بند ہوا نکدہ سی طرح بلا سے تسلیم
موت ہی کی کہیں ہجر کی بیداروں کو

۵

چمن کو دیکھ لی پیرخت یار ہو کہ نہو
عدوسی سنگی مرا حال نہ ار کہتی ہیں
بہت ہی شغلہ دل کو گوشہ دہن
حریرش و روت جنا ہون ہی ہی غم مجکو
تہہ کو خلد میں لی چلی حضرت تراہد
اسید ز نیست کہاں دیکھی جو طیف چمن
ادا جو شرط وفا شمع کو رکرتی ہے
قفس سے زندہ رہا ای ہزار ہو کہ نہو
تمہاری بات کا کیا اعتبار ہو کہ نہو
جنون بلا سی گریبان میں رہو کہ نہو
پس فنا ستم روزگار ہو کہ نہو
ہماری آپ کی صحبت برآر ہو کہ نہو
ہمیں نصیب بھی فصل بہار ہو کہ نہو
تو اختیار ہی تم اشکبار ہو کہ نہو

سجد میں جلتی ہو تم رشک سی عبت تسلیم
وہ بیوفائی عدو کا بھی یار ہو کہ نہو

رولیف ہای ہوز

۵

جا بجا قید تعلق کو جو دیکھا آ کی سائے
تھی یفت کو چنان سہی جنگل اکبھی
جب فتاری نہ تھی حال تو پہلو گرم تھا
کیا کہون میں ہی عشوق کی کیا چیز ہے
آج بستی کی غصہ غفلت خوں مے ک کو
دیکھی آتا ہی کل کوچی سی تیری نہیں
تشنہ کامی کہو نہیں سکتا کہنے پنی فاض
روح و شے چو بہا کی جسم گہر کی سائے
دلکو بہلا یا کیا مجنون سبک لیلی کی سائے
اب سلا تا ہی مجھی تو بیوفائے سا کی سائے
حضرت دم فی جنت چو دی حوا کی سائے
وہی یا کیا ساقی دل تنگ سے صہبا کی سائے
آج تو لا یا ہوں دلکو سوطح سجھا کی سائے
خشک لب حاصل رہا جب تک یاد دیا کی سائے

یان باغ خندہ کلچ شکست کس نہیں
 ہجر میں تارہوں لیکن صہل کا طالب نہیں
 یون بکڑوا شکست منگیر کی پاؤں سے
 وصل میں اس قدر نفرت رنگی ہی رہے
 جس حسین کو دیکھتا ہی ٹہر جاتا ہی تو
 اب کہاں چیز گریہ حسرت سہر کیف
 شب کو ہی شورِ فغان دن کو ہجوم کو دکا

چائین کیا سیر چوں کوں چمن آکی ساتھ
 میں بھی پروا بنا ہوں ایک بیڑا کی ساتھ
 ہو لیا ہی آج نور ویدہ ہی لہر کی ساتھ
 نیند تک آئی نہ جھکاوں گلِ عنایا کی ساتھ
 میں تو پچھتا یا عدم ہی تجاویں دل کی ساتھ
 خندہ مستی کیا وہ قتلِ منیا کی ساتھ
 کب نہیں پہنکا مہمشر تری شیدا کی ساتھ

کیا مزا تسلیم کر بی گستاہی فی دیا
 قہر تک پونہ چا گئی کتابت وہ بھی آکی ساتھ

۲۰۳

دی تاہی اونکو خود بینی کی رغبت آئینہ
 بعدِ مردن بھی بنا ہوں قہر میں حیرت و شرم
 نیک بدیکھی کوئی دیتا ہی سہلو نہیں جا
 پارسی می دل غرور جس کا شکوہ عجب
 ہون وہ مجنون و کمینی کو صورتِ یوا
 گریہ ہی چشم جو بہر کو ہوا می وی یا
 زینت پوشاک سہی و شرم اونکو عار
 خطِ نکل آئی دور و می صابت و بیکس گم
 کہد یا کیا آج سنی سیری حیرانی کا حال
 گریہ گری ہی تیری حسن آتش زنگ کی

پہر ہماری جان پر لائی کا آفت آئینہ
 میں ہو تصویر خموشی سنگِ بت آئینہ
 ایک سہی کہتا نہیں نہ نکلت ورت آئینہ
 کیا نہیں ہوج گا ابھی کر ہی سلامت آئینہ
 بن گئی چشم غزالِ شست و شست آئینہ
 روئی کا میری طرح اشک است آئینہ
 جز نہد کہتا نہیں پروای خلعت آئینہ
 کس طرح کہتا ہی تھی گرم صحبت آئینہ
 توڑتا ہی کس لیے ہی بیسروٹ آئینہ
 ایک دن یہ جای گا پارسی کی صورت آئینہ

۱۵۲

تیری علم میں لاشن کی ہی علم میں قدر
تم رقیبت سے پرانگندہ الوحیفت ہی
کیا دل دشمن میں ہی داغ کدر دشمن حکم

کر نہ ہوتا حسن ہوتا جھت سیقت آئینہ
دیکھتی ہیں جو بصورت جو بصورت آئینہ
خاک میں ملجای گا تیری بدولت آئینہ

زبانو جانان کہ جی حاصل کہی دست نگار

دیکھو ہی تشلیہ کیا کہتا ہی قسمت آئینہ

۲۰۲

۵

باتون باتون گئی ہی درمیان تکرار کچھ
کیون بگڑتی ہو میں دیکھتا ہوں چہ
کوئی دم کیا تو کیا دیکھا عرض اس دیکھی
اوس لو وقت آخرہ بخائی آرزو
وہ نہ سنتا ہی میری و سکی سمجھتا ہوں میں
ناز پر وارون سی اتنی بیری اچھی نہیں
اس قدر نا آشنا ظالم نہو غیر میں کی طرح

کچھ کہوں نہ نہ سی نہیں کہتا ہوں عمار کچھ
سایہ طوس نہ نہیں ہی سایہ دیوار کچھ
کہنی دیتی کاش دل کی حسرت یاد کچھ
چپکی چپکی کہ رہا ہی آپ کا بیمار کچھ
میں تو کچھ کہتا ہوں کہتا ہی غنوار کچھ
اب تو کیا پر یاد ہو گا ہم ہی تھی یار کچھ
جوٹ سچ ہم ہی ہوتی تھی کہی قرار کچھ

نیک بدنام نہیں وقت مگر تسلیمات

کل تمہارا ذکر ہوتا تھا حضور یار کچھ

۲۰۵

۱۱

سیرم ز کیسا نہیں قابل فلو سس کی ہا
آبرو بہت رکھ لی ورنہ وقت احتیاج
دشمنت بھاگی کا مجنون کو کہی ہوٹھی کلاس
وہو نہ تھی میں اتن آنکھیں نظر آتا نہیں
کیا چہ پاؤں بقیری میں جو افشا ہو چکا

ہم وہ یوسف پیکین کی الکیدن مفلس کے ہاتھ
پاؤں ہم کس کی پتی جوڑتی کس کی ہاتھ
کہینچنا مانی نہ او سکی پائی حشت سکی ہاتھ
پر گیا یار دل گم گشتہ اپنا کسکی ہاتھ
شرم از دوستی اب ہی مری مونس کے ہاتھ

تو ہی وہ محبوب گر تصویر سی مل کر چلی
 بزمِ رات ہی لیکر صورتِ شمع جو پیراغ
 گل کی بوی کیون ہی کیا ہی ہی بلبل کر
 تھی وہ ہمیشہ چشمِ حسرت سی میدِ جامین
 تماوہ دلِ آفتہ چھو اپلو کو میری جھگڑی
 مل مٹی تسلیم تیرا رنگ جہنی کا نہیں

شوقِ مینا میں کی وائیکیر ہون مجس کے ہاتھ
 لات ہلحق جلا یا اگی ہی ہم جسکی ہاتھ
 جوڑ بہرِ پروہ پوشی سامنی گرس کی ہاتھ
 وکیہتی گزری ہمیشہ ساقی مجلس کے ہاتھ
 صورتِ شمع لگی جلنی لقوہ جس کے ہاتھ
 سیکوہ لی برگ حنا ہی جو ہم لینا پسکی ہاتھ

رویت یامی تختانی

میں کو کیا ایجان جو دیتی جامِ سہا آپ سے
 آہ و نالہ شور ز زنجیر جنون سب تھی خفا
 جو کہیں اے عدا میری جانب سی کہنشی بھی
 رہتی و کیون ہمیرتی ہو بختِ دلِ مرا
 شمعِ محفل تھی مری ہستی خوشی گفتگو
 زلف کے گوشیاں کس دن تھیں ایجان تلام
 کم نہوتا اس لبِ جان بخش کا اک حرف بھی
 میں تو چپ بیٹھا ہوا تھا دل کہا نیکی
 اون لبونکی و برورنگیں مزاجی کیاری
 رنجِ ڈالا چاہتا ہی دو دلوں میں پہرِ
 بزمِ بان پیدا ہوا ہوں رنہ تیری مٹم
 حضرت دلِ شامِ غم کا اس قدر ڈھکائی کیوں

شیخ کعبہ ہی نکرتا عندِ تقویٰ آپ سے
 کون کہتا حالِ میری ہیکسی کا آپ سے
 میں تو کچھ کہتا نہیں امی ہاں سہا آپ سے
 مانگتا ہی کچھ مجھ سے دمِ تنہا آپ سے
 کیا جھمتی کر لگی دل کی میں کہتا آپ سے
 کہتے ہی خالی جو کہتا حالِ اپنا آپ سے
 سیکھتے گر حشر تک عجب از عیسیٰ آپ سے
 قصہ شامِ شبِ غمِ متنی چہ پیرا آپ سے
 باغین اسی گل ہو ہنسکر تو رسوا آپ سے
 آپ کا مجھ سے گلہ کرتا ہی یہ سدا آپ سے
 صورتِ تصویرِ یونِ خاموش ہوتا آپ سے
 سچ کہو کیا کہہ گئے صبحِ تمہارا آپ سے

اپنی ہستی ہستی شادی و غم کہتی نہیں

مٹ گئی خود ہنکی موج آب دریا سے

۲۰۶

ای خدا تسلیم کو خاک رہے بطنیں کر
کیا کری گا لیسے کے فردوس معلیٰ سے

۱۲

تیری غفلت عقل سے پر وہ ہنسوائی تجھی
چاہتا ہوں پہلی خود بینی سے تائی تجھی
حضرت واعظ ہوں بایا صح کوئی ہو بھنوں
ہو نہیں دیوانہ کسی نازک ادائی عشق میں
آکس یا اب تو امید ناامیدی ہی نہیں
ہوں شہیم زلف بہم رہی ہی م کی ساتہ
ہی نشان بنکر نشان پیدا کیا ہی ہرین
دل ہر کتابی شہبہ میں کہیں ایسا نہو
وقت آخر ہی یا غفلت سے اوکی لگو داغ
لیچ لوشد کوئی خضر عینا کی حضور
صورت نقش قد مہوں آب ہو یا بادو

نی خودی ایسا نہو پہر ہوش آجائی مجھی
آپکو دیکھوں خدا وہ دن و کہلائی مجھی
خوب سمجھوں آج میں جو آکی سمجھائی مجھی
بیڑیاں موج نسیم سج پہنائی مجھی
کوئی مجھ کو تسلی کون بہلائی مجھی
آپ سی جاتا رہی جو آپ میں لائی مجھی
جس قدر ڈھونڈی کوئی ہو یا ہو پائی مجھی
مرک بھی بنکر مزاج بکتر سائی مجھی
لوگ جب کفنا چکی تب دیکھنی آئی مجھی
عالم گم گشتگے کی راہ بتلائی مجھی
خاک میں ضد سی ملا دنی جو پائی مجھی

۲۰۷

اب تو جوش آرزو تسلیم کہتا ہی یہی
روضہ شاہ نجف اللہ و کہلائی مجھے

۱۳

خاک آغوش محمد میں بہین راحت ہوگی
پاس زندون کی بنجا ویکہ و گرنہ واعظ
تم جلی جاؤ گی اس نچ مہر سے افسوس

آج مرجائیں گی کل فکر قیامت ہوگی
ریش قاضی تری دستار فضیلت ہوگی
آج ہم ہونگی ہماری شب فرت ہوگی

| | |
|--|--|
| <p>خوب گزری گی اگر مر کی سجد تک پونچھے رحم آتا نہیں ظالم جو کسے بیکس پر سراوٹھایا جو مری شور جنوں نی چشم شمع کیوں تربیت بیکس کے بھائی صر وصل میں کس لہی جان غم حسرت ہی تم سلامت ہو خنجر نہ گلے پر رو کو</p> | <p>کہ نہ تکلیف بان ہو گی نہ راحت ہو گی ملک الموت کے تیری سی طبیعت ہو گی دیکھنا کیسے قیامت میں قیامت ہو گی اوسے پر کا کہ اتش کی شرارت ہو گی آئی گی جو تری طرح سلامت ہو گی ورنہ کل ہی تجھ جینی ہی ندامت ہو گی</p> |
|--|--|

| | | |
|----------------------------------|------------------------------------|----|
| ۲۹ | حشر میں یار سی کیا خاک ملی گاتسلیم | ۱۳ |
| گرتی ساتھ وہاں بھی ہی قسمت ہو گی | | |

| | |
|---|--|
| <p>کیا گی غیر کئے بار وہاں کیا آئے زندگی والوں نی کیا آنکھ چرائی پیرک کوئی ہمدم نہیں ایسا جو شب وقت میں ہون مجھوں جو کروں شہرے کی ہو ہو گئی قطع رہ و رسم محبت با ہم میں تو خوکری بھی نہیں ہوں گلہ شوم گل شکل تصویر ہوں کہتا نہیں کوئی زبان بت بنایا ہی خوشی نی زبان پر میری اگر رون ہیر چمن شہنم کی طرح کب سی ہیں کشمکش ہم و رہا میں پوش نکلون ندان ہی جینی ہوئی زنجیر جنوں</p> | <p>کچھ نہ کچھ میری طرف سے اونہیں بچا آئے خضر ہی آئی سجد پر نہ سیجا آئے آرزو کو دہر سید پہ پونچھا آئے کوسوں لینے کو بھی جاوہ صحر آئے اب دہر کا کوئی جائی نہ او دہر کا آئے کیا سنا آپ کے کیوں جوش میں اتنا آئے کیا کبھی لب پہ مری حرف تمنا آئے شکوہ آئی نہ کبھی شکر خدا کا آئے گل ہنسیں دیکھ کی مجھ کو بھی رونا آئے محتسب جابے الہی کہیں سینا آئے شور محشر مری یا بوس کو وڑا آئے</p> |
|---|--|

صبح تک شمع جلی بات نہ پوچھی تو نے
اوستم کرتی محفل میں کوئی کیا آئے

صحبت و دست ہو یا محفل و شمع
وہ نہیں سمجھیں جو کہیں فکر بہارا آئے

۲۱۰

۱۱

ایں راحت طلب شکوہ کرنا چاہیے
پہلی ہی مرجاؤں گا میں شکستِ نغمہ سیری
کرتی ہیں نصرت تجھی اوتار نہ زنجیر ہم
فاتحی کو بھی نہائی بعدِ مرنِ قبر پر
رند ہوں مرقد میں جقت فنِ قبلی کی خوش
وانغ دیتا ہی مجھی سنگیں راجون کاسکوت
دی ہی ہی رات دن طعنی حیاتِ تعالٰی
مغتنم ہی چند ساعتِ صحبتِ لطف بہار
وہ ہونڈ لیں گے ہم ہی کوئی شاہِ نازک ادا
شوقِ حشر جو تہمتا کی تمنا یا غمِ غم
لی چلا ہی جوشِ حشرِ جانبِ صحرِ جمعی

جو دکھائی گردشِ ایام و یکساں چاہیے
قبح کرنی کو مری بخیر اچھوتا چاہیے
عرصہ محشر کو اک ہنگامہ آرا چاہیے
دوست تھی یکبارگی تھکونہ ایسا چاہیے
جانبِ میخانہ میری منہ کو پیسہ برا چاہیے
باغ میں باوصبا پنچھی کو چسپ طرا چاہیے
اسقدر بھی جینی پر پی دل نہ مرن چاہیے
خندہ ای گل پہ ای شبنم نہ رونا چاہیے
چاہتی ہیں غیر کو گر آبِ اچھا چاہیے
عالمِ اسباب میں عاشق کو کیا کیا چاہیے
وسعتِ آبا و جنون میں کار فرما چاہیے

حرفِ ہل کی طرح چندی رہی تو کیا رہی

صفوہ ہستی سی سی امی تسلیم اوٹھنا چاہی

۲۱۱

۱۲

مثلِ دل سوزانِ عجب سیما کی بہتی نہیں ہے
بی سبب کیوں سحرِ پیشینہ ناخنجری گلا
نیک نئی ہی مری رنگین مزاجی بعدِ قتل
واٹھ اسپند ہے جو دانہ اس خرمین میں ہے
آج کسکا ہاتھ ای قاتل تری گردن میں ہے
سرخ جو ہر خون سی تیغ و فادہ میں ہے

ہوئی مشکاکٹا مشکل کمال ظلم سے
عاضی بھی جس سے محروم ہوئی بصر
کسنی جہانکا ہی سو عاشق نگاہ ناز سی
رقص تیرا دیکھ لاکھوں بلبلین کے خاک میں
داع تھمائے غم مستی خیال بیکسے

میں تھنس آباو ہوں لہ کرکاشن میں ہے
میل سرمہ کہ نصیب دے ہون میں
دیدہ آہو کی شوخی دیدہ روزن میں ہے
گردن چرخ ستار گردن روشن میں ہے
وہ نصیب کہ سن ہی ہو نہیں بد فن میں ہے

رحم کی بدلی ہوا سنکر خفا
قسمت بد اثر اولٹا مری شہیون میں ہے

۱۱۲

۱۱۱

پارسائی اونکی جب یاد آئی گی
دیکھ مجھسا پھر نہ ہمد م پائی گی
گریہ ہے پاس آداب سکوت
یہ تو مانا دیکھ آئین کو سے یار
کچھ کہے ناصح کرین گی ہم وہ ہے
چوڑ کر جستی بھی ہے غم مجھے
ہوں وہ دشمن دوست میت کو مری
غم ہی ہی کوئی جانان دیکھ کر
انتہائے ضبط سے ظاہر ہوا
کچھ کہہ جا نہ صحت صبح آہید
کاکر مر جاہن کی لاکھوں گلا
خیر ہی جب تک نہیں امی دل عروج

مجھے میری آرزو شرمائی گی
چوڑ کر امی بیکسی پچھائی گی
کس طرح فریاد لب تک آئے گی
پہرنت اور کچھ نہ سرمای گی
خاطر افسردہ میں جو آئی گی
روح تنہا راہ میں گہرائی گی
تینے قاتل خون سے نہ لای گی
ناتوانی پاؤں پہر پیلای گی
بیقراری منہ مرا کھلوائی گی
کیا بلا شام نصیب لای گی
رنگ آفت کی یہ منہ دی لای گی
خاک ساری خاک میں مل جای گی

جائے دی صبر و قرار و ہوش کو
گریہ بہیمایہ کے قسمت میں ہے
ہوں سرِ پاشعلہ جبرِ یارِ مین

تو کہان ای بقیہ راری جای گی
چشمِ تر و سونے کو بھی ترسای گی
آگ آہ آتشین بر سلسے گی

ہجر کی شب گریہ ہے خطرِ آب

نیند ای شلیم کیونکر آے گی

۲۱۳

۲۱۴

کچھ نہ کچھ میرے نظر ہو جای گی
تو بھی تو ای مرگ بالین پر نہیں
قبر میں رہنا پڑی گا حشر تک
گر سلامت ہے دل پا مال ناز
آج ہی زیرِ قدم کل ای فلک
کچھ نہ ہو گا حشر میں جس نہ بخودی
وصل میں ہی گریہ ہی انقلاب
گو نصیب غیب ہو مر جاؤں گا
فکر تنہائی عمت ہنگامِ نزع
طولِ شب کا وصل میں بیجا ہی عذر
کیا خبر تہہ ہجر کی شب ای اجل
کوئے ذکر کوئی جانان ہی سہی
سنکے روئیں گی وہ میری آہ کو
اوس بُتِ بیرحمہ سہی دیکھ

ایک دن تیری کمر ہو جای گی
شامِ غم کیونکر سحر ہو جای گی
منزلِ ویران بھی گھر ہو جای گی
خیر سے کیونکر بر ہو جای گی
یہ زمین بالائی ہو جای گی
جس طرف تیری نظر ہو جای گی
شام سے پہلے تیرے ہو جای گی
مرگ بھی تیری نظر ہو جای گی
مرگِ خضر ہو جای گی
آج بھی دیکھو سحر ہو جای گی
مجھے ایسے بخت ہو جای گی
کچھ تسکین نامہ ہو جای گی
مرگِ دشمن کے خبر ہو جای گی
گوئیں ایک مگر ہو جای گی

| | |
|--|--|
| <p>کمال ضعف سی اکثر یہ حال ہوتا ہی ابھی وہ سن ہی کہ انکیلیونیسی جلتی ہیں کسی پر آمئی طبیعت تو قدر ہو معلوم کوئی گھڑی نہیں فرقت میں طہن ہما بلای جان ہوئی مدفن میں ہی سخندانی جو مرئی تو ہوئی عشق یار میں پورے بہری ہوئی ہیں کچھ ایسی خالی باتوں پر</p> | <p>کہ مجھ کو نازا وٹسا نامحال ہوتا ہی خبر نہیں کہ کوئی پامسال ہوتا ہی ابھی تو آپ کامیرا سا حال ہوتا ہی مر ملاں تمہارا خیال ہوتا ہی کہ بات بات کا مجھی سوال ہوتا ہی یہاں کمال سی پہلی زوال ہوتا ہی گھڑی گھڑی مری اونکی ملاں ہوتا ہی</p> |
|--|--|

یہاں تو بچ گئے محشر میں دیکھیں تسلیم

خدا کے سامنے کیا اپنا حال ہوتا ہی

۲۱۵

۹

| | |
|--|--|
| <p>خبر دیتا ہی کیا واعظ ہمیں زجر جہنم کی لکھیں کیا اوسکو وقت نزع حالت جان غم کی یونہی جان آئی ہی سفر ہی روح کا تن سیا اوٹھا ظالم قدم جلدی خرام ناز سے باز آ ابھی سی سیکڑوں پستی ہیں بانہ جلاو کہیں کنار گل کہی حال کہی خورشید کا پہلو ہزاروں طرح کی جلو ہی ہیں مشکیل انسان زیارت بہانی گھڑی قاتل گور پر آیا</p> | <p>ہزاروں دیکھی ہنگامی بہت سی سفی ہوئی سیاہی چاہی دو دو چراغ صبح ماسم کی اجل حمان بالین کوئی ساعت کوئی صم کی تقاضای تمنا ہی ہوامی شوق ہی جلی جوانی رنگ کیا لاتی ہی اوس محبوب عالم کی بسر ہوتی ہی کس راحت سے صبح شام شبنم کی ہوئی ہی خنجر من رنکر جاک آدم کی ہوئی صبح طرب کو شب ماتم محرم کی</p> |
|--|--|

نہ ہوئی مری ہی تسلیم ہم لطف ہم آنغوشی

فشار قبر سی یاد آئی لذت وصل باہم کی

۲۱۶

۹

نادم ہوا ہوں کچ کی مین س نف نہال سے
 حشر زوون کی خاک پہ دھون ٹہا کی چل
 خونیں دھون کو عار کلام طلب سی ہی
 پیری مین داغ عشق ہوشتہل فریون
 وہ جنس نے بہا ہوں کوئی پوچھتا نہیں
 مفتون باز چشم فسون گریب سائی
 وحشت کمار ہی ہی پس رک بھی تر
 اندری آبیا ری طوفان چشم قفس

آتی ہی بوی گل عورت نفع سال سے
 اظہار دوستی ہی عیث پایاں سے
 لبہای غنچہ پاک مین حرف سواں سے
 چمکایہ آفتاب زیادہ زوال سے
 نقصان ہی نصیب مین فخر کمال سے
 دیوانہ کیجئے مجھی سحر حلال سے
 خالی نہیں مزار طواف غزال سے
 پہولی شگونی ثبوت مین شاخ غزال سے

تسلیم جسم سیدار مین حشرت ہی ہی
 کہہ دیجی کہچہ اور ہی بیک خیال سے

۲۱۴

خبر ہی لی نہ بھی خاک جسم لاعنبر کی
 فنا طلب ہیں سبکہ وشن بار کسان سے
 ہمیشہ رہتی ہی نفرت کہ اسی شاہون کو
 وطن کو چوڑ کی ایسی ہوئی ہم آوارہ
 پس قلابی وہی لی نیازیان مین مجھی
 وہ محو کاوش شرکان تھا گور پرانی
 گلی کا بار ہی سکر خیال صول منم
 بھائیں پیاس نہ اپنی کی ہی کبی ظالم
 ہزاروں طرح کی مٹی ہی لحد و ہڑکے

کئی نہ ہم سی کدورت مزاج صرصر کی
 سر حباب کو حاجت نہیں ہی خنجر کی
 عجیب سے خنجر ہی کیونکر نہی سکنت کی
 نہ آئی یاوبسان شر کہی گھر کی
 نہ آرزو ہی کفن کی نہ فکری چادر کی
 ہر ایک سبزی نی پیدا کی نوک نشتر کی
 مری گلو سی عداوت کئی نہ خنجر کی
 کہ آب تیغ سی تر ہوزبان جوہر کی
 مری مزار مین شاید زمین ہی محشر کی

| | | |
|-----|---|---|
| ۲۱۸ | وطن میں جو ہراتی کی چاہ کیا تسلیم صدف میں قدر نہیں آبروی گوہر کی | ۹ |
|-----|---|---|

| | |
|--|--|
| تیرک مطلب سہمی نہیں مطلب حاصل خالی پندہ رکوش ہی ہر گل لب غنچہ خاموش صدفہ فرقت یاران جنون اوٹہ نسکا ہمت جوش شکر یہ کہ دم ریزش ہے گریہ ہی ہو س لطیف اسیری صیاد کیا عداوت کہ خط میں بھی نام کی جا اونسی اسید فابھی بھی وہ بھی پس مرگ آرزو بنگی نکلی جانی وی دم او قاتل | یہی اریان ہی کہ اریان ہی ہی دل خالی سحر جٹ کرتی ہی فریاد و عنادل خالی رو و یاد یکسکی آغوش سلاسل خالی کب سہی امن ہی بیشکل کہ سائل خالی مر کی ہو کا قفس تنگ عنادل خالی چوڑویتا ہی بہت حشر سائل خالی ہامی شکل سہمی نہیں ہی مری شکل خالی ابھی پہلو سی نکری پہلو بسمل خالی |
|--|--|

| | | |
|-----|---|----|
| ۲۱۹ | کوئی دم آمد و رفت بشری تسلیم نہی عالم ایجاد کی منزل خالی | ۱۵ |
|-----|---|----|

| | |
|--|--|
| جسم ہر روح کی بربخاک گل کرہ گئی انتظار مرگ بعد مرگ بھی باقی رہا ناز معشوقی سکھایا دوست دشمن کو بھی وہ ہوا خواہ اسیری ہون کہ سیر کی امین مر کی بھی عالم میں ہی بنی سبکدوشی کا ذکر شام کو آئی ہوئی نصرت جہان سے وقت صبح اب تو حاجت نہیں ہیں ان خواب ناز کی | ہوئی رخصت مکیں ٹی ہوئی گہرا بھی زخم کھل کھل کر شکل حلقہ دور بھی گروں عشاق پر چل چل کی خنجر بھی ساری حلقی وام کی آنکھیں بچا کر بھی صورت افسانہ یاروں کی بانیر بھی مثل شب نیم بہان باغ شب بہر بھی ہجر میں رونی کی قابل دیدہ تر بھی |
|--|--|

ہجر میں بانگی عابد م طلوع صبح کی
خط میں یای گرا سجا فی مصیبت ہو گیا
بخل کروں ہی مجھے صدقہ نقشبند م
کھل گیا مرقد میں سب نظر سکر کر
نشہ جان ہوں طفلی میں ہی تقدیر سے
ہمراہی ارباب رفیع کے بہت دشواری
ن دلایا ہمت ساقی فی ہکول ج بھی
ویدنا کامی فریب حسن آتش ہوا
کام آئی آپ اپنی پردہ پوشی کی لپی
قلقل میں نانو ساقی طعنہ تقویٰ نہتی

انکسین کہلا کر فلک پر مجھ کو اختر بگنی
اپنی اپنی ٹو لکر بازو کبوتر بگنی
واعنہای دل مری سہنی میں کیونکر بگنی
غیر ہخا نہ ہوئی احباب باہر بگنی
خشک کر قطر ہای شیر بادری بگنی
اوڑتی اوڑتی طائر سدرہ کی شہر بگنی
ماتہ پیلا کر بشل و رسا غر بگنی
رات بہر ہم سو نکستی پو لوئی پور بگنی
کچھ تو خاکستر ہو چھوٹا مثل حکمر بگنی
کیون خفازا ہوا کیون نہ ہنس کر بگنی

ہوں وہ خلاق سخن تسلیم فیض کرسی

یادگار طبع موزون چند دفتر ہے

۹

۲۲

آغوش کج بھی محبی آغوش صدم ہے
صفیہ سیر عالم ہی سخن نقش قدم ہے
جو دم ہی شرمین شش تیغ و دم ہے
ہر زخم شکستہ کف ارباب کرم ہے
اختر مری طلوع کا مگر شکل درم ہے
تالہ بھی مری طرح سی پامال سرم ہے
گرداب الم وائرہ حرف و رسم ہے

سوتا ہوں عجب چین سی کہا خواب عدم ہے
شاعر ہوں مری سپر ہی مانند قلم ہے
کچھ کم نہیں قاتل ہی مجھی عمر گرزاں ہے
تکلیف جراثیم ہی ہی ہمت احسان ہے
جزو داغ جگر کچھ ٹلا سہم شون سی
باقی نرنا حوصلہ بوسہ اندلاک ہے
لہما ہی کسی دیدہ بر آب کا مضمون ہے

سجدی کی بہانی منہا تاہوں شب و روز

کچھ لوحِ حسین پر کلہ یار قسم ہے

کس بات سی امید سحر ہو مجھی سلیم

ابتک وہی ظلمت ہے طولِ شبِ سم ہی

۲۲۱

۱۶

آج تک ہو لی نہیں مج کو مری بید او
راز کیا ہم سے کہیں گے گلشنِ حب او
دام کیا رو کین گے مج کو عالمِ ایجاد کے
کب جفا کش ہیں سب کو عالمِ ایجاد کے
نای کیا غفلت تھی وہ جی سگڑی نیند
کس تاشا دوست کوئی پردگی منظور تھے
ہجر کی شب یہ ہجوم جلوہ اختر کمان
نوا سیری جوش محرومی ہجومِ ظراب
یا کسین وہ نشین کی آگنی عصمت مجھی
بند انکھیں کہیں کہیں ظالم فی توڑی کہی
چارہ و درمان فی مجھ کو اور بھی سوا کیا
ہم شہیدانِ فاکا دینِ ایمان اور
چمکتے ہیں پروردہ پہلو فراق یار
پہر نہ دکھائی کہی صورتِ نکل کر جسم سے
کون سنہا تھا پس دیوارِ نالی است بھر
قامت و چشمِ تبان کی صدف لکھتی ہیں ہم

اوستم ایجاد میں صدیقی تری ایجاد
بلبل تصویر ہیں قابل نہیں فریاد
حرف تک ہیں قید سی آزاد مجھ آزاد
راہ چلنی میں قدم تھکتے نہیں ہزار
آگنی بیباختہ قابو میں ہم صیاد کے
کون آیا سیر کو قالب میں آدم زاد
آسمان سی لہٹی ہیں شعلہ مری فریاد
شب یہ عالم تھا کہ انس و کرچی صیاد
آ کی لٹک رک رہی نالی دلِ ناشاد کے
کیسے کیسے نازا وٹھائی مہنی ہی صیاد
خند نامی خم طعنے ہیں مبارکباد کے
سجدی کرتی ہیں ہمیشہ پاؤں پر جلاد
روز و شب ہم سفر ہیں قافلہ فریاد
طور تھی روح روان میں نکلت بر باد
منہ سی نکلے قہقہہ ہو کر مبارکباد کے
مصرع ہوزون ہیں انی تسلیم قابل صدا

رج سی صورت آرام عیان ہوتی ہے
اپنی نصرت یہاں تک ہون میں بار خاطر
ناز کرتی ہی زیادہ طلب بیجا سے
شب صلیت میں نئی طرح سی سالی تہین

عید ویکو پس ماہ رمضان ہوتی ہے
بات جو منہ سی نکلتی ہی گلن ہوتی ہے
زال دنیا می خواہش سی جان ہوتی ہے
مجھ سی کہتی تہین کو اوٹھاؤ ان ہوتی ہی

میری شعرون میں کہاں معنی لفظی تسلیم
یہ تو کیفیت دل ہی کہ بیان ہوتی ہے

۲۲۳

ہوں دیوانہ کہ دست کاوش تقدیر
انکہ کیا چپکے یہاں اب تصور نہیں
کستدر ولیم بہر تھا جوش انداوستہ
میں ہلبیل ہوں کہ ننگ اشدل کی لٹی
اور اک آفت بیا کی بوی گل فی چٹر کر
وصل میں کیا باعث ایدہ شعلہ حسن کا
کی مسیحائی تر خجل لب جان بخشش فی
اگ ہڑکائی تپ سوز درون فی سقدر
غنچہ دل کو ہوئی پہر محبت سرتگی
کیا کریبان سی اوٹھاؤں قوت جان نہیں
ہو گیا آزاد قید زلیست و حشہ ترا
سامنی قاتل کی کرتی ہی گرا بخانی
رور با ہوں جرم ناکرہ نہایت سب

خود بخود ہوں چاک پیلاہن تدبیر
طرز بخوابی ہی سیکھا ویدہ تصویر
زخم منہ رگا اکئی آسوں لب شمشیر
دل لکایا اس چمن میں غنچہ تصویر
مالہ ہلبیل ہی پیداوانہ زنجیر سے
پوچھی لطف زبان شمع کو گلگیر سے
قم باؤنی کا اثر پیدا ہوا تکبیر سے
پڑ گئی چہالی زبان میں شعلہ تقدیر
ای صبا آتی ہی کسکی گلشن تصویر
منفعل ہوں امتحان آہ بی تاثیر سے
آتی ہی آواز ماتم خانہ زنجیر سے
منہ چپا یعنی ہو مجکودا من شمشیر سے
ہیں وہاں شک زامت شمشیر تقصیر سے

۱۵۱

| | | |
|--|---|----|
| ۲۲۴ | مذہب گذرین کہ زور ناتوانی کی سبب رہتی ہی تسلیم صحت خار و ہنکیر سے | ۵ |
| وحشی کو تیری شوکت و توقیر چاہی شوخی غصہ سے، عشوہ بلا تہی ادا یگر شہ فربہ گلستان ہر ہون دیوانہ جمال بت پرہ پوش ہون پیری میں وق حسن ہے ہو کیا مجھے وحشی مزاج صحبت عاشق میں ہو گیا | منصب جنوں کی شمت کی جاگیر چاہیے کیونکہ نہ پر بھی بت ہی پر چاہیے پہولوں میں ہی مری گل تصویر چاہیے حداد بنی صدا، مجھی زنجیر چاہیے لڑکوں کو بوسے تصویر چاہیے پای خیال یار میں زنجیر چاہیے | |
| ۲۲۵ | غمانہ زمانہ میں تسلیم روز و شب عشرت نچا ہی غم شہیر چاہیے | ۱۳ |
| کچھ نہیں اضطراب جو صبر آرمیدہ ہی باوہ نہیں فراق میں چمن چکیدہ ہی دست جنوں ہی پنجہ خوشید کم نہیں دن کو بھی چاندنی مری ظلمت کید میں ہے زیور و نیل میں شست یہ فرط ضعف سے آنسو ہو یا لہو مجھی و نون عزیز میں بلبل مقام نغمہ عشرت نہیں جہان انشد ری ضبط راز محبت کہ آج تک برسون ہے ہی امانت صحر کی استیاط | فریاد بد مزاج ہی ناکہ شیدہ ہی شیشہ کمان کسی کا گلوں بربیدہ ہی میری طرح سحر بھی گریبان دیدہ ہی دیوار سرفید دی نگ پریدہ ہی گردن طوق حلقہ کا چمیدہ ہی وہ پارہ جگر ہے ہی تویہ نور دیدہ ہی جو گل ہی اس چمن میں گریبان دیدہ ہی جو حرف مدعا ہی مرا شنیدہ ہی تکو و نہیں آج تک ہی خار خلیدہ ہی | |

| | |
|--|---|
| کیا جانی لکھا ہی ستمگرنی کیا جواب پیری مین ہی ہی تنہا ہی وصل دست تکلیف التماس سی ہی پاک مدعا | قاصد مری امید پہ جو آبدیدہ ہی آغوش شوق حلقہ قد خمیدہ ہے غماز عاشقی مرانگ پریدہ ہی |
| ۲۲۶ | جبسی سنا کہ پڑھتی ہیں تسلیم کچھ عمل سای سی اپنی یار پرور سیدہ ہی |
| جھکاسر نقش پای یار پر ہے یہا تک تیرہ تختی اوج پر ہے بہلا مین اور ترک صحبت سے نجا ای خانہ برباد سے کہین اور ہنسو بولو کر آئی ہوشب وصل و کھانے آئی ہیں صورت و منزع جگر کاوی ہے شغل شہر کوئے عوض و سنے کی وہ ہنستی ہیں سکر | نہال خاکساری بارور ہے کہ ہمیشگی فلک دو دو جگر ہے خیال ناصح مشفق کدھر ہے کہ آبادی سے ویران ہر گھر ہے شکایت تو مری جان عمر ہر ہے وعای سبج مستبول اثر ہے زبان اپنی زبان نیشتر ہے مری نر یاد کا اولٹا اثر ہے |
| ۲۲۷ | نبا ہے گا کھان تک تو تسلیم فرشتہ کچھ نہیں آخیر بشر ہے |
| ساتہ غیروں کی ای شمع سربانی آئی پہلی انکار نہا پھر نیند ہوئی مانع وصل واہ ری حوصلہ زیست مسمی چپکے چمیرنا تھا زمین دیار پس مرگ کھان | کیا جلن تھی کہ لحد پر ہی جلانی آئی وہ حیا جب ہی یاد بہانے آئی ملک الموت کی ہم نامز اوٹھانی آئی آنکھ جب بند ہوئی شکل کھانی آئی |

| | |
|---|--|
| گہری کچھ کام نہیں چوڑی صحرا میرک | واغ بدنامی وحشت ہیں مٹانے آئی |
| ۲۲۸ | ہوں وہ گمراہ مجھی وحشت جنوں میں تسلیم غول بن ہنکی خضراہ بتانے آئی |
| ہنس ہنسکی غنچہای چین کو ہنسائی احسان چاہرہ گر کی حیا ہی اگر تھیں حسرت کو درو پاس کو داغ فراوان گدڑی عم سامرات نہ آیا وہ ماہر و ہر دم میں ہزار طرح کے شکستے خدا و بعد مرگ بھی اس پر زبانت آخر حصول صحبت دیوانہ کچھ تو ہو فرصت اگر دی فتنہ آشوب و زحشر رنگین مزاجیوں کی کساو بجھی اثر اسد فی وق لطیف ستم کہہ باہی مل | گلشن میں چل کی آج کوئی گل کہلائی اک ہاتھ اور بھی نہ مری جان لگائی کس کو ہجر یار میں چلتے لگائی ہوتی ہی صبح شیشہ و ساغرا و ٹھائی کہنک پہ ایسی زخم جگر کو سلائی آب بقای میں خنجر قاتل بچسائی دربان کو نالہای سلاسل سنائی دو چار ناز اور سحر کی اوٹھائی پای خیال یار میں ہندی رچائی کبھی نہ شکر لاکھ اگر زخم کہائی |
| ۲۲۹ | تسلیم کیا پڑی ہی کسی ہوفا کو آپ دل دی کی روز ناز تمنا اوٹھائی |
| غیر و سب کمتی ہیں نہ نصرت کہان چلے کیا پوچھتے ہو نصرت جانان کی حشرین ہنگام نمشع بھی نہیں کم غفلت مزاج حسرت ہی مثل سایہ رہی ہموال و ج کی | یوسف نہیں جو ساتھ مری کاروان چلے مثل ملو آئی تھی مانند جان چلے اب تک خیر نہیں کہ ہر آئی کہان چلے اک دن سر اوٹھا کی تہ آسمان چلے |

بوسنی وصل میں لب جان بخش کی لی
 دیکھا تھا چہن کہ ہوئی ہم اسیر و ام
 ہوئی نہ بعد مر بھی ہم سرکشو کی ظلم
 دیکھا کہی کسی نی ندیکھا کہے ہمین
 تنگی دل کو دیکھ کے کہتے ہی آرزو
 اب ہم ہیں یا کنارِ حد یا ہجومِ یاس
 موت آگئی مجھی ہخا ہو کی جاٹ ٹھی
 دنیا خراب کو رہا آشوب و ای سخت

سرچشمہ حیات سی ہم نقشہ جان چلے
 لے کر سو قفس ہو پس بوستان چلے
 لیکر تہ زمین گلہ آسمان چلے
 ہم اس جان سی صورتِ عمر روان چلے
 بیٹے کھان کوئی کھان ٹھی کھان چلے
 احباب و کی بیٹہ رہی لوحہ خوان چلے
 گویا کمان کی طرح کھینچے تیرسان چلے
 آئی تو کس جہان میں چلی تو کھان چلے

کہتی ہیں لاش کو مری کفنا کی یاس سے
 تسلیم نہ چھپائی ہوئی تم کھان چلے

۲۳۰

خاکساری سی ہماری یہ زمین پیدا ہوئے
 ہجر کی شب آنے میں سو سو طرح کی ناز ہیں
 پرگئی کسین ق و ش کی جانب پہلو نظر
 خاک میں مچکھلاتا ہی جو مثل نقش پا
 آرزوون کی اوٹھائی ناز جو جو کیا ہیں
 پھوپھو شمنان تشکیں تڑپنی دو بچے
 بسکہ تھا آغاز میں انجام ہستی کا خیال
 نا امید ہی کیسی حسرت کدورت بیدلی
 لڑھکاؤں خاک سنگاں ستان سی میں

۱۲

دو دو دل سی صورتِ چرخ برین پیدا ہوئے
 میری قسمت کے اجل بہی ناز زمین پیدا ہوئے
 پہر ہی بیتابی دل ہمیشہ میں پیدا ہوئے
 کیا عداوت تجاوی چرخ برین پیدا ہوئے
 نا امید ہی میں جب تک تو نہیں پیدا ہوئے
 بیقراری تم سی بڑا ہر و نشین پیدا ہوئے
 نیستی کی پردی میں روح حزین پیدا ہوئے
 اک نہیں ہی تیر ظالم کیا نہیں پیدا ہوئے
 تیری جو کس کے لی میری جبین پیدا ہوئے

| | |
|---|--|
| ابو جو عالم ہوا ای زندگی اچھا ہوا میں جو کچھ ہوں ہوں اپنی سبکی ہونا ہی ہے | پھر قیامت ہے جو مر کر تو کہیں پیدا ہوئے تو تو مجھے بھی سوا اندو کہیں پیدا ہوئے |
| ۲۳۱ | بخنہ کشلیہ کیون کرتا ہے تکلیف نفو چاک ہی ہوئے کو میری ستیں پیدا ہوئے |
| جیسا کہوں بہا کی کیا اپنی قسم کے گرفتار جنوں عالم میں عشق و حسن و نون ہیں ہنسنے زخم جگر جس طرح طلعت کے تصور ہیں تر میں آسمان و نون و بالا ہیں نالوں سی بہشتی کل اہی دم ہی لہناول کی تنگی سی مصیبت سے ہو پید ملا بھی خاک میں غم سی | کہ ہیں کتنا نہیں بلین حکمت کا غم حسرت کے یہاں طوں قلا سیری ہی ہاں زنجیر منیت کے کہ ہر دم دی باہی تو سیم باغ جنت کے مری غنصر میں شالید خاک ہی شربت قیامت کے جیسا کہوں بہتا ہوں حسرت اپنی موت کے مری ہستی تھی ہستی تھی گویا شک حسرت کے |
| ۲۳۲ | پیش دین بھی ہی تسلیم کر دین و جنت میں گولابی پرتی ہی ہمیشہ خاک تربت کے |
| وہ سر آج اسی قاتل تیرے دودھ آگے یہاں تک مثال و از جبر شتاق منزل ہوں کوئی دم نہ ہوئی محشر میں ملنا ہو تو آملنا سکھائی نہ کو مشق مری بزم مزا جمی بہشتی بزم میں ہی قاتل ہی کہ یان آکر ہنسنا دیتا ہی مثل زخم اب تو ناز کاوش بھی مقرر آج کچھ ہونا ہی اپنی تیرہ تختی سے | کہ جسکی تونہ کہا تا تھا کہی ہوئی قسم کے کہ چلتا ہوں میں اپنی کاروان سہمی قدم کے قصا کا ساتھ ہی عمر و ان چلتی ہیں آگے نہا ابرو میں بل کالی تھا زلفون میں خم کے نہ جی چلتی کو کہتا ہی اوٹھتی ہر قدم کے نہ کہتا تھا یہ طہ تیرا ذوق ستم آگے کہی ایسا کہتا تھا شرب قت میں آگے |

فریب ساو کی تسلیم آفت ہو کیا دل کو
نہ ایسا بیوفانہ آشنا سمجھی تھے ہم آگے

نہ

آفت در نفرت نامہ براوس فتنہ ایام کے
دیکھی باہم سیار و نازیہ کیونکر نہ
نوجوانی میں خیالِ عمدہ سے خوب ہی
اک بہار تازہ کی فرقت میں جتا ہوں لہو
کیا مقدر نے فشارِ قبر سی نادم کیا
مرگئی ہیں اک بیت گل پر ہیں عشق میں
آج تک محروم میان اپنی نہ دم بہر کم ہون
اسیلی کنجِ سعد کی آرزو ہی بعدِ مرگ
بخل ساقی سہی کیونکر جی بہ آئی روزِ عید

پھوڑوی خط میں جگہ خالی ہماری نام کے
مجاوچپ منہ کی خو عادت نہیں جنت نام کے
فکر کرنا چاہی آغاز میں انجام کے
رنگ لائی ہی محبت عارضِ کلفام کے
لائی تھی کنجِ سعد میں آرزو آرام کے
چاہی چادر ہماری قبر پر پہولام کے
دیکھی تھی صبحِ ازل کوشکل کسنا کام کے
پہر بھی بلکھون صحت چرخِ ارزق قائم کے
ہامی بلکھون آج بھی ست میں خالی جام کے

کیا کہوں کیون آتی آتی پہر کیا وہ شکِ مہر
یہ بھی ای تسلیم خوبی گردشِ ایام کے

تو کشتِ غم جو دکھائی ہوتی
کیا مجھی حسرتِ لگشتِ حنائی ہوتی
رنگِ قتل میں ہی تیغِ جولائی ہوتی
ساقی اکدن تومی سرخ پلائی ہوتی
مار ڈالا لبِ عجب از نمانے ورنہ
بیٹھہ بھی تھی اگر سوختہ قسمت تیری

آہ فی عیش کے زنجیرِ ہلائی ہوتی
پاون پڑتا ہی تو وہ بات نہ آئی ہوتی
خونِ بسمل میں نہا کر نکل آئی ہوتی
آگ سی آگ لگی دل کی بھجائی ہوتی
آج منہ کی ملکوت فی کھائی ہوتی
صفتِ شمع بھی آبلہ پائے ہوتی

گزشتہ طاقیت دیدار مجھے شکلِ کلیم
 جستجو میں تری ہم پر تری بکوبی کی طرح
 کوئی صحرائہ ملا جو شیشِ جشت میں جان
 شورِ زنجیرِ جگانی ہی غرض تھی جو تجھی
 نوحہ خوانی کو عنادِ اس مردِ آنی
 تہا وہ محرومِ منتِ اجو متنا کرتا
 جاتی گلشن کو اگر تم تو پیہرِ استقبال
 فاتحہ پڑھتے جو وہ ہاتھِ بکدیرِ کمر
 تہا وہ بکس کہ مری غم میں بختِ ہر
 دل کی حرفوں کی طرح تھی مری اونکی لفت
 میں جو گزشتہ بیابانِ جنون میں مرتا
 کیا نہ کہتی دلِ صد چاک کی حشرِ بلبیل
 ایسی بی کیفیت ہم پر کئی ساقی جاتی
 کسکو تھی تابِ قفسِ جان ہرکِ کریمی
 دیکھتا چپ بھی تو صیادِ سنگرنی بھی
 ہجر میں سب سہی تھی وعدہِ خلائی ظاہر

تمنی آواز ہی پردی سہی سنائی ہوتی
 خاک ہی ہو کی سدا خاک اورائی ہوتی
 خار ہوئی کہ مری آبلہ پائے ہوتی
 سختِ خفتہ کی مری تہیندا اورائی ہوتی
 عرقِ گل سہی مری قبرِ سانی ہوتی
 مرکبِ دشمن ہی مری کام نہ آنی ہوتی
 بویِ گل پردہ گل سہی گل آنی ہوتی
 شمعِ تربت مجھی انگشتِ خنائی ہوتی
 خاک اورائی ہوتی سرِ پاجل آنی ہوتی
 ملتی باطن میں توجہِ ظاہر میں جدائی ہوتی
 خاکِ غم سر پہ بکولون نی اورائی ہوتی
 گوشِ گل کو جو میسر شنوائی ہوتی
 سنہی می فوسے تلچٹ ہی پلائی ہوتی
 دو گہری میں نہ اسیری نہ رہائی ہوتی
 کچھ نہ کچھ تہمتِ فریاد لگائی ہوتی
 وہ نہ آئی تھی اگر موت ہی آئی ہوتی

تمنی کیا حال کیا دل کو جلا کر سلیم

اگ اس سوزِ محبت میں لگائی ہوئے

۲۳۵

دلسوزتہ وہ ہوں کہ جہنمِ حذر کرے

کیا مجھ کو آفتابِ قیامت اثر کرے

بت بت کیا کہ راز محبت چسپان نہ ہو
 کیا پوچھتی ہو حال درخشن سراق کا
 بیما کی حباب کی دنی میں کہل گئے
 دیکھتی رو سیاہ زمانہ فی بین باجمال
 یہ بھی لکھا نصیب کا ورنہ بجوم شوق
 ممکن نہیں کہ ہو دل صد چاک کا جواب
 مگر یہی رفعتیں ہی مل ہی نہ کم ہون
 دو دن کی زندگی ہی اسیر عین عیب
 ہو ملی ہوئی ہیں کہیں گل و بلبل بہار

مین کیا گردن جو بخیری خود خبر کرے
 اسہمی جو شام جدائی سحر کرے
 آنسو وہ کیا ہی جو سرشکان تر کرے
 پیدا نہ شکل بدر ہلال سر کرے
 بدظن ہو جسے غیر کو پیغام بر کرے
 غنچہ ہزار رنگ سی ٹکڑی جگر کرے
 وہ خاک ہوں جو دیدہ اختر ہوں گھر کرے
 فکر قفس کی کہ غم ہاں پر کرے
 کوئی تو نہی ثباتی شبہ نہ نظر کرے

تشلیہ پنے حال میں ہر دم ہی بستلا
 قصہ کیا ان نصیب جو کسب ہنر کرے

۲۳۶

سوز دل کہ کہلی تجکو خون دلاؤں تو
 آج ای قاتل قمر تیرے ساؤں تو
 زہد کی لیتا ہی ہر دم فصل گل آئی تو
 اب تو ہنستے ہیں ہنسیں میں گمیری حال تو
 و مگر تو ہو کی بدظن مجھ ہی علی عہد وفا
 تو مجھ کو کہی کہیوں میں کہی صورت تو
 اس قدر بگڑوں وہی پاؤں تو آکر پرے
 نیلا کروں بوسہ لی لی کر رخ نظر بک

باتوں باتوں آگ پانی میں لگاؤں تو
 آب پیکان سی لگی دل کی بجاؤں تو
 آپ بگڑوں تجکو ای زاہد بناؤں تو
 سخت کے بگڑی ہوئی اک دن بناؤں تو
 روز تیری سر کی جوئی قسبیں کہاؤں تو
 بنگلی شکل خواب آنکھوں میں سماؤں تو
 سر لوٹا کر خاک میں تجکو ملاؤں تو
 ارغواں کو بوسل میں سوسن بناؤں تو

جو بھی دیکھی تیری محفل میں ہر رونی لگی
وہ کروٹ لگی کہ سنکر آنکھ سے پاؤں جا بیٹھند
تو نہیں ملتا نہ مل میں وہ شہنشاہِ حسن
میں غرض اسباب ہوں تو سوچ کر ویا کرے
تو نہیں آتا نہ آ میں یہی شہنشاہِ وقت میں آج
رات ہر چہ بیرون ہونی ہوں گہری بھڑک
گر تو ہوتا ہی مری نقش قدم مری بدگمان

یہ شکارِ دل کس طرح طوفانِ اوٹھاؤں تو
ہوش میں تجھ کو بتا دیتا ہوں تو
تیری خبر کو گلی اپنے لگاؤں تو سے
گوشہ دل ہی بھلا کر پاؤں تو سے
دراغ ماکامی کو سینے سے لگاؤں تو سے
بختِ شہنشاہ کس طرح تجھ کو جگاؤں تو سے
بوی گل بکری کو چھیناؤں تو سے

کم طریقت میں نہیں سیکھ کر ہی مرے
نہ تو کیا ہو خضر کورستا بتاؤں تو سے

۲۳۴

شہرِ مثل وود ہوا ہی سفر میں ہے
میں ہوں جہان میں جہان میں جہان میں
اندری و حسرتِ قفسِ تنگ بعدِ مرگ
رونی ہی قوتِ بصری اور بھی بڑ ہے
میں آئینہ ہوں ظاہر و باطن مرا ہی ایک
دونوں وصالِ یار میں آنکھیں چرا گئے
عشرت ہی بی ثبات کی سامانِ گدے
جیتک ہی زندگی مجھی شہرت کہا نصیب
جاؤں گا چورِ قفسِ تنگ میں کہاں
خالی نہیں ہی زخم سی پہلوئی لفظ ہی

دو رخ کنارِ غنہ دروغ جگر میں ہے
میرا شمارِ حلقہ بسیرِ در میں ہے
تن ہی نکل کی روح نہاں بال پر میں ہے
عینک کس طرح اشکِ مری چشمِ تر میں ہے
ولیم میں ہی جلوہ گر رہی جو نظر میں ہے
حسرت نہ دل میں ہی نہ تمنا جگر میں ہے
خندہ دلیلِ گریہ ماتمِ شہر میں ہے
وہ زلفِ شام ہوں جو کنارِ سحر میں ہے
صیا کس لیے خلشِ بال پر میں ہے
پیدا اشکافِ غم جگر ہر جگر میں ہے

تسلیم کیجئے قاصد کی گفتگو

سو سو طرح کی پیغمبری ہر خبر میں ہے

۲۳۸

۱۳

احسان عشق میں کتب کا لیا ہے
خارانِ شہت بہت کیوں چہیرتی ہو ہر
کم کردہ کاروانِ آوارگی پہ میرے
دست کے بعد ولیم ناصح کے رحم آیا
اب وہ نہیں تمنا دم کسکو دی ہی ہو
فصل بہار آئی و عطا کتابت کردی
انہی قیامت آئی پروا یہاں کسی ہی
سچ و نشاط باہم پیش نظر ہیں ہر دم
موسمی سی لہن آئی اور روئے خود نائی

یہ خانِ دل وہی ہی جو آپ نے دیا ہے
کس سے صہبتوں ہی اک ابلہ پڑا ہے
کڑھتا ہی دل جس کا فریاد کر رہا ہے
دیتا ہی مجھ کو تسکین انکو منار رہا ہے
جناؤ بتو حرم اب میں ہوں اور خدا ہے
توبہ کی بجلی اب تو کچھ اور حوصلہ ہے
خواب بحدی اسی دل کو بن جاگتا ہے
ہر بخیر گریہ گریان ہر زخم ہنس رہا ہے
گو یا کلب ہم ہونا اقبال غیر کا ہے

تسلیم کیجئے و کو جانے دو بیوفا کو

تکرار ہے اسباب کا کچھ اور مدعا ہے

۲۳۹

۱۴

کچھ تو ہو تسکین دل سرو و من کے سامنے
دی ہی گئی کیسی مرگ غریبان کی خبر
اپنی مرن کی میں تھی وہی کچھ بچا کی آج
واہ کیا شو و شہادت ہی پہلی سب سے ہم
جس کی مانگی عالی اہل مسم کے
مانع کا ہش نہ میں اضعی لیکن شرط ہی

دفن کر صیاد بیل کو چمن کے سامنے
جائی گی سر پہیٹے اہل وطن کی سامنے
منہ بنائی بیٹی ہیں گور و کفن کے سامنے
سر جو کائی بیٹی ہیں شیشہ زن کی سامنے
بات پہیلا رہ گیا چرخ کہن کے سامنے
منفصل کرنا نہ مجھ کو گور کن کی سامنے

جل کیا جو کچھ پڑا دل کی جل کے سامنے
 شمع کیا کیا روئی اہل انجمن کے سامنے
 کچھ نہیں جلتی بت تو یہ شکن کے سامنے
 دیکھی بھلا کی شمع انجمن کے سامنے
 بن گئی بت ساقی تو یہ شکن کے سامنے
 ایک رشتہ نہیں خستہ تن کے سامنے
 کیا حقیقت ہے مری بیت الحزن کے سامنے

آرزو کیا اب تو دل غ نامرادی بھی نہیں
 وای بیدار دینو چہا ایک نے بھی سوز دل
 سست پیمان میں نہیں البتہ لیکن کیا کرو
 جی میں آتشِ حلوہ رو کو ضد سے پروانے کی آج
 جس کے چہرے پہ بولی شوق می کی وگو
 خاک جی ہلی تہ خاکِ حسد اچھی جی
 گویا ہی ظلمتِ شبِ فرقت مگر

بات کر سکتی نہیں ہم شعر کہنا تو کہان
 کو لیتے ہیں یہ کیا اہل سخن کے سامنے

۱۷

۲۴

جو حوصلہ ہم کہتی ہیں کو یا نہیں کہتے
 تصویر ہیں سینی میں کلجیا نہیں کہتے
 ہم باغ میں اپنی گل رعنا نہیں کہتے
 آرام کہے صورتِ دریا نہیں کہتے
 بتخانہ سہی پاس جو کعبا نہیں کہتے
 جینی کی بھی اس دل میں نہیں کہتے
 میر جمی صیاد کا کہنا نہیں کہتے
 کیا تم لبِ عجب از مسیحا نہیں کہتے
 دل میں کہی پیرنی کا ادا نہیں کہتے
 پامال سرِ جادوہ صحرا نہیں کہتے

جز ترکِ تمنا کے تمنا نہیں کہتے
 جو چاہو کر و ظلم کہی اُفت نکرین گے
 نفرت ہی دورنگی کسی یہاں تک میر جان
 ہر دم ہمہ تن گرم و رواہ طلب ہیں
 سجدی سہی غرض ہی ہیں کیا قید مکان کے
 مرنی ہیں مگر ڈر ہی کسی کا ہمیں ایسا
 ہم طائرِ تصویر ہیں کیا فوج کرے گا
 کہتی ہو جلادی کوئی بسمل کو ہمارے
 دیا کی طرح جوش میں آئی جد ہر آئے
 وحشت میں ہی خاک نشینوں کا ادب ہے

تصویر بنایا ہو جس ترک ہو س نے
کہہ دیتی ہیں چہینی کی لمبی رازِ محبت
سُننے میں فغان چہیر کی مجھ کو صفی نے
وی عمر دور روزہ میں خد اسوت بھی خضر
خجھر کی تسنان کی خلش تیر نظر کے
ہم کشتہ سیما ب ہیں کیا خاک جئیں گے

ہم نام کو بھی کوئی تمنا نہیں کہتے
پر وہ فقط اتنا ہی کہ چاہ نہیں کہتے
خاموش بھی ہنا وہ گوارا نہیں کہتے
یہ بھی کوئی حبسنا ہی کہہ کر نہیں کہتے
کس کسکی ہم اس دل میں تمنا نہیں کہتے
اچھا ہی جو وہ لب و لعل عیسیٰ نہیں کہتے

برسات میں بھی بارہ کشتی سی کریں تو بہ
نسلیں ہم اتنا ابھی تھوئی نہیں کہتے

۲۱۱

قفس میں قبا بن جیش ج کہہ بھی لے پر ہوتے
قیامت قفس میں جیکہ بازو کو رہ جانا
اوٹھالینی کی فرصت ضطرار لگ دیتا
مجھی تو طعنہ پر وار فصل گل میں دیتا
چلو ہم گئی فرصت بھگڑا مٹا ورنہ
کہہ ہی تو اسکتا اوڑ کی قدیوں سے لپٹ جاتے
سبب کہہ رہ قیدیوں کا ورنہ لاکھ بولی تھی
معم پر پیل کار سی کیونکر غفلت ہو
برنگ شمع مہمان شہک ہون لی جو رونا ہو
غنیمت سے شہب و عدہ بلا سی وہ نہیں آتے
بنکر عیش و عشر کا تارامٹایا اور مست

تو ہم بھی پاؤں پہلا کر چہری کی آج سہو
بلا سی صبر جاتا اگر نی بال و پر ہوتے
تو جیسے جی سی پا مال کیوں نخت جگر ہوتے
اسی قابل اگر صیا ویری بال پر ہوتے
یہی شکوی گلی باہم مر سجان عمر بہر ہوتے
تمنا کچھ تو بر آتی جو خاک رہ گذر ہوتے
مری حال نشان ہی تم اتنی بخیہ ہوتے
کہ اکثر آنکھ لگ جاتی ہی انسان کی سحر ہوتے
کہان پاگی تو ابھی کیسی مجھ کو سحر ہوتے
کہ یہ میری بلین میں پائیں گی سحر ہوتے
پہوختی کان تک اونکی اگر مثل کہہ ہوتے

| | |
|--|---|
| <p>تھی جوشت آتا ہی ہو لیکن جان چلتی جہان میں نشانی اپنی ہمہ روز عنقا تھی طلب کے تھی تھی کل مثل شبنم اور کی املتی نہ ہتا کفر و دین کا ایک پایہ عالم میں پس وہی یہ پیدہ دہی ہی جان مضطر کی فقط آواز سن سکر وہ روئے پہن و نہیں</p> | <p>کہ ویرانہ جہان ہوتا نہ آبادی کہ ہونے چھپاتا آسمان جتنا ہم اونٹنی نامور ہوتے اگر بالفرض تم امی مہر سیما چرخ پر ہوتے خدائی لوطی و فہم ہو مریجان تم جد ہوتے قیامت جلوہ گر ہوتی جو تم پیش نظر ہوتے خدا معلوم کیا ہوتا جو نالی با اثر ہوتے</p> |
|--|---|

| | | |
|------------|--|-----------|
| <p>۲۳۲</p> | <p>امیر اس وقت کی تسلیم تامل و جاہل ہیں ہنر کی قدر جسے تی کہ خو کو بھی باہنر ہوتی</p> | <p>مط</p> |
|------------|--|-----------|

| | |
|--|---|
| <p>گو رنگ شرمندہ یاران وطن بھی جائیں گے وہونی و پس ہر کوئی قتل و وہی حشر میں منہ کا ہی خون عیاں تیرا قاتل نہ کہ پیغم بعد مردن ہی نہ کم ہو گا اسیرے کا مزا لاکھ دشمن سپاہان ہی ہم قتل کر لیں سوختہ قسمت ہیں شل شمع کشتہ فوج منہ نہ کہلائیں گے کہیں گے نہ شمع کل خزان امی لے یوانہ امید رہائی کس لیے کاوش صیاد و چور باغبان خار خزان</p> | <p>منہ چھپائی میں جاں کفن سی جائیں گے خون کی وہی کہانتک پیریں جائیں گے اکہان پکان نہی ختم کہن سے جائیں گے تاقض و چارہ پاؤڑ کر چمن سے جائیں گے یار کی دستک کسی حلی سے فوج جائیں گے نور کی ترڑکی تمہاری انجمن سے جائیں گے بوی گل کی طرح چوکے میں چمن سے جائیں گے پیچ و خم کا ہی کوز لہف پر شکن سے جائیں گے کیسی کسی داغ لیکر اس چمن سے جائیں گے</p> |
|--|---|

| | | |
|------------|---|-----------|
| <p>۲۳۳</p> | <p>دیکھنا تسلیم اپنی اعتقاد پاک کو خلد میں جسدن طغیانی بختن بھی جائیں گے</p> | <p>۱۷</p> |
|------------|---|-----------|

ناز برداری میں گذری شب و ناز شاد کی
 آہنی کی نہیں ہی برخیز کر تے ہیں جگہ
 فتن ہو کر خون ہی بلبل فی پیدا کی بہار
 کس قدر ہی جو ہر عاشق کشتی دل کو پسند
 شور بیابانی تو رسوا کر چکا تھا شکر ہے
 روح جب گہری نکلی مل گیا تن خاک میں
 لوٹ میں گلچیں ہے فکر و ام میں صیا و
 تیرہ روزی کیا کمون وقت لاوت دیکھ کر
 حشر کا وعدہ ہی زیر خاک چشم و آہن
 دم ہی جب تک چار دیوار عناصر ہی بیا
 سخت طینت کا شریک حال ہو نا قدری
 رشک بیا و دیکھنا آیا جو حرف آہی
 داغ دل کی سائے بی برگی بھی زرم بھی
 اس قدر جینی سی تنگ آتا میں جب گیا
 آج کیا ہی کس لیے ذکر و فای بار بار
 گردش خنجر ہی پہلی مر گیا میں خستہ جان
 خاک ہو کر بھی ہی باقی ہی نہ ستخوان

تھی کہی منت خموشی کی کہی فسریاوی
 پیاری پیار صوفیہ آفت میں دم او کی
 بوی گل تھی ہیں گلستان امین صیا و کی
 تیغ بنواتا ہی قاتل تیشہ و با و کی
 آبر و رکھ لی خموشی فی مری فریاد کی
 خانہ ویرانی فی کیا مٹی مری با و کی
 کون وئی ہیکسی پر بلبل ناز شاد کی
 اوڑ گئی رنگت رخ صبح مبارک با و کی
 دیکھتا ہوں آہ اپنی ہستی برباد کی
 خاک اوڑتی ہوگی اکدن قصر بنی بنیاد کی
 بن گئی تیشی ہی آخر جان پسند با و کی
 ضبط سی کیا کیا لیل خاموش فی فریاد کی
 لالی کا سینہ ملا قسمت شمشاد کی
 شور ماتم فی اوار رسم مبارک با و کی
 سچ کہو کس ہی ملی کسکی طبیعت شاد کی
 رہ گئی منہ دیکھ کر حسرت دل جلا و کی
 جل ہی ہی شمع اپنی خسانہ برباد کی

حسن بندش میں تلاش معنی نوخیز میں

چاہی تسلیم تجھ کو پروی استاد کی

| | |
|---|---|
| <p>لکائی قہقہی ہنس ہنس کے خوب سینا نے دکھائی دل کی پہ پہولی ہزار وریا نے اوڑائی حشر تلک سر پہ خاک صحرانے مجھتی جینی دیار و ز کی مدا و اس نے رکھانہ حدی قدم دیدہ تماشا نے سیانہ چاک سحر سوزن جیا نے یہ خواب وہ ہی کہ دیکھانہ چشم عقانے</p> | <p>لیی جو بوسے لب جام کی تمنا نے نہ آشنا کو ہوا غم نہ غیب کو فہوس میں جہ غریب تھا جب مر گیا تو ماتم میں ابھی تو او رہ مرتا میں چارہ کر لیکن کہان وہ تاب نظر تھی جو دیکھتا صد شکر قریب ہی نہ رکھتا امید پر دہاری کی سوای نام نشان دہن فسانہ ہے</p> |
|---|---|

| | | |
|-----|---|----|
| ۲۳۵ | <p>تپ فراق سیلیم کی یہ نوبت کی کہ منہ کو ڈھانک دیا دیکھ کر سیانے</p> | ۱۷ |
|-----|---|----|

| | |
|---|---|
| <p>عارتھی جنکو ہمیشہ مری بخوابی سے زلزلہ میں ہی زمین لحدی آٹھ پھر جاگنا ہی شب تکلیف میں اک دولت ہے ندیا جب کہ مہ و مہ کو دم بہرام بجہ گئی دل کی لگی داغ میں ٹھنڈک آئی</p> | <p>وہی جاتی ہیں او تر کر ابھی مہتابی سے مر کی ہی چین میں سر نہیں بیتابی سے آنکھیں باقوت ہو ہیں می بخوابی سے کیا توقع ہمیں اس کتبہ دولابی سے تر ہیں نظریں گل خسار کی شادابی سے</p> |
|---|---|

| | | |
|-----|--|----|
| ۲۳۶ | <p>رہ گئی آج بھی امید شہادت سلیم پھر گئی آ کی اجل تیغ کی زنی آبی سے</p> | ۱۸ |
|-----|--|----|

| | |
|--|---|
| <p>رہا بھی تو کیا پرواز کی دل سی ہوس نکلا امید فیصلہ محشر میں کیا ہو وہ جو بیٹی ہیں پر رمان گونج خنجر ہیں موزون دیکھی کیا ہو</p> | <p>کہ ہل سکتی نہیں جو بال پر زیر قفس نکلا وہاں تہ جان کی شمع بیان فریاد رس نکلا کسی نام کام کہی آسمان کی ہوس نکلا</p> |
|--|---|

اسیر بزم لائی گلشن اج کا و میں قسمت
میں کسکو غیر محبوبوں و نون اپنی میں محبت میں
لحد کی تختہ بندی ہریان کیا تنکی کہوئی گے
بہلا یا محبت بھجنس نے رنج اسیری کو
تمنا تلخ کاموں سے بحث شیریں بیانی سی
مٹیں گے خاک اپنی داغ محرومی قیامت کو
تہ رو میں آلی پہوٹی ہوئی قسمت چون کہوئے
نکالی کا کوئی کبتک لے لے لے سی پیکان کو
مستراح خانہ بڑوٹی بلبل اک تماشا تہی
نکذری رخ خار غم سی دم بہر فی خلش اپنے
عمر قافلہ وہ ہوں جو کم ہو کر میں باداؤ
یونہیوں لٹتی ہرگز فی عمر و روزہ کدر جائے
بڑا ہی آج سا کیسے کی امر کا کہ مدفن سے

وہ بلبل میں غم سی ہم لہری اپنا قفس نکالے
نہ غم نکلی نہ جیتی جی مری ل سی ہوس نکالے
یہ وہ جامہ نہیں تیر سیر جی سکی پیر میں نکالے
ہزاروں شہنای باغ مہمان قفس نکالے
فی قلیان سی ای ہمدقم مگر کہ رس نکالے
وہان کی خار تو لسی ہاں بنکر ہوس نکالے
کہ سیری پاؤں مجھ ہی بھی سوانی دسترس نکالے
جو سو میں ایک ہی نکلی تو یہ لاکھوں برس نکالے
جو کیا اشک گلگون سی نکلی کچھ خار و جس نکالے
ہمیشہ سینی سنی لہجی ہوئی تار نفس نکالے
دراچھاتی کو پٹی ٹھونڈ مہنی باگ جس نکالے
نہ ہم نکلیں نہ میخانی سی ایسا عی نکالے
گریبان کفن کو پہاڑ کروست ہوس نکالے

گلی مل ملکی ای مستلیم روئی خواب پس میں
قفس سے چوٹ کر جس دم اسیران قفس نکالے

۲۵۴

۱۱۳

عشق بت میں فقط چور و جفا دیکھ چکے
کینچ لایا نہ کہی اوسکو مری بالین تک
دل سی کہتی ہیں میں حوصلہ بیتانے
نچراک وشت ہی رو کردہ وحشت اپنا

ہم تو ای چرخ کچھ اس سی ہی سوا دیکھ چکے
بس تجھی اواثر آہ رسا دیکھ چکے
آپ ایسا مجھی کیا بھی تھی کیا دیکھ چکے
یہ بھی مدت فی ہم آبلہ پا دیکھ چکے

| | |
|--|---|
| <p>خوب ہم گرمی باز از قضا و کیمہ چکے کیوں فریب اثر دست و عا و کیمہ چکے تجکو بھی سب دم تنغ بنما و کیمہ چکے دیکھنی تھی جو ہمیں ناز و اوا و کیمہ چکے نکمت افشانی و اماں جع با و کیمہ چکے انتہای ستم رسم حیا و کیمہ چکے بار بار نقش رک تار قب و کیمہ چکے مشک چین شک ختن شک ختا و کیمہ چکے</p> | <p>اب تو خدمت می رز و ملک عدم کی قاتل نا امید کی سہنائی ہی شفیقہ وقت میں تشنہ کامی کی لپی کسکی نہیں کی منت اب کسی اور کو پا مال تمست لے کیمہ دل اسیران قفس کا نہ کسی دن پہلا شوق و پرورہ ہی و ملین کہ تا ہی سوال نازک اندامی جانان کی خبر کیا لیکن ہر گیسو میں کوئے و جہ تسلی نہوا</p> |
|--|---|

| | |
|---|------------|
| <p>شمع افروزی مضمون کے بدولت تسلیم بار بار جلوہ بزم شمع سرا و کیمہ چکے</p> | <p>۲۳۸</p> |
|---|------------|

| | |
|--|---|
| <p>عاشق ہوں میں مزاج مرثا عائد ہے بالای قبر و و جگر شامیانہ ہے گو میں نہیں ہوں ہر میں مل فساد ہے تو کیا بدل گیا ہی کہ بدلا زمانہ ہے قاتل کی ساتھ ساتھ مرا خون چا نہ ہے قاتل پانچ فرض ساز و و کا نہ ہے</p> | <p>ہیں نا لہامی چند غول کا بہانہ ہے مرکز ہی اپنی تیر نصیبی ہی اوج پر خالی نہ بعد مرگ ہی مہسی جہان ہوا نالہ کچا ہی مل ہی خفا شوق ہی اس سر ہی کٹا کی خدمت دشمن ضرور ہے مجہ سخت جان کے قتل سی جلدی ملا فو غ</p> |
|--|---|

| | |
|---|------------|
| <p>استاد سیکڑون ہیں فن سر میں مگر تسلیم اپنی طرز کا تو بھی بکا نہ ہے</p> | <p>۲۳۹</p> |
|---|------------|

| | |
|---|--|
| <p>یہ جبریں تالان ہی اپنی کاروان کچھ اسطے</p> | <p>مر کی مل مضطر ہی لان جہان کیواسطے</p> |
|---|--|

ہمنشیں کہہ کر کیا میں ضبط سوزِ بحر سے
سرخ رو کرنا آئی آج مقتل میں مجھے
ہم صغیری سی ہوا ثابت بھی صیاوی
غیر کا افسانہ سننی کو نہ تھی نازک مزاج
کم نہیں تین ان بڑی ستہ مزاجوں کو وطن
دقن کو دینا مع زنجیر محبو قبر میں
دور میں تیری ہیں مجھ کو سا غریب ہی

ہوا اجازت تالہ آتش نشان کیو اسطے
یاد قاتل فی کیا ہی امتحان کیو اسطے
ہمزبان ہوتا ہی دشمن ہمزبان کیو اسطے
درو سہ ہوتا ہی میری دستان کیو اسطے
باعثِ وحشت تیرے عمر روان کیو اسطے
چاہی ہی بانِ وحشت کچھ بان کیو اسطے
کچھ تو ساتی رحم کر پیر مغان کیو اسطے

فصل گل آئی خزانِ سلیم کلشن سی
چون ہی تھی تنگی بلبل آشیان کیو اسطے

۲۵۰

گری ہی عادتِ تکرار ہنستے بولتے
تھے تنہا باغِ عالم میں گل و بلبل کی طرح
ہامی کہتی ہیں غضبِ لائیں گے تیری مدعی
میری قسمت سے زبان تیر بھی گویا ہیں
دل لگی میں جھرتل کچھ کل جاتی تو ہی
کچھ سبب ہو گا ورنہ بی سبب ایسا نہ تھا

منہ کی اکدن کہا نہیں گے غبارِ ہنستی بولتے
بیٹھ کر ہم تم کہیں ای بار ہنستی بولتے
دیکھ لیں گی اگر پس پوار ہنستی بولتے
ورنہ کیا کیا زخم و ہندار ہنستی بولتے
بوسی لی لیتی ہیں ہم چار ہنستی بولتے
چھپر کر یوں آپ سی غبارِ ہنستی بولتے

آج عذرا اتنا سلیم کل تک یار سے
آپ کو دیکھا سر بازار کہنستے بولتے

۲۵۱

دل ہم آغوشِ خیالِ بہت تنگ ہی ہے
چاک ہونی ہی اسی کو جو نہیں ہی من

ساتہ اسٹیشن کی پہلو میں ہی تنگ ہی ہے
تنگ وحشت بھی گریبان ہی جنوں تنگ ہی ہے

شہر جا اور بھی می ہوش کہ تیری ہمراہ
تو کشیدہ نہوای گل جو نہیں کی تعظیم
کچھ نہ کچھ رنگ جوانی تری ملی می کی ضرور

شوق پرواز میں چہرہ کامری رنگ بھی
طول قامت کے سوا ستر چہن رنگ بھی
سے جو بن بھی الہی نہاں ہو رنگ بھی

مہر بان میں تو ہزاروں میں گرا ہی
دوست صادق بھی تو بھی شفق کی رنگ بھی

۲۵۲

خال تیرہ دل تیرا برو نظر آیا مجھے
کسنی بلبل کو سناوی نصرت گل کی خبر
چشمِ عبرت میں ہی شبِ نیم کو بکھا تو چشم
پاؤں پہلے اگر جو سو یا میر نہ چونکا حشر شک
و یکمک مروتی تمہاری کان کا ثابت ہوا
چشمِ فغان فی جو مارالب فی زندہ کرو یا
کیا ازل سے صورتِ تصویر بیدیل خلوت تھا
جب اوجِ حشری کو تر یا یا خیال زلف فی
غیر سے ایسا کیا پیدا کمی بیشی ہوئی
کیا عداوت تھی مری آرامی بعد مرگ
او حسرت صبح تک بے ہنگامی شکل سرو
آج تو فی ماہ سہا پنی پلائی جو شراب
بوسہ ابرو لیا کرتی ہی اور کر زلف یا
اپنی سہمی ہی لگا کر تیر کو دل فی کسا

کعبی کی محراب میں ہند نظر آیا مجھے
ہو مثل مژنی میں برنگِ بخت نظر آیا مجھے
دیدہ نکس میں بھی سنو نظر آیا مجھے
پہلو مدفن تر پہلو نظر آیا مجھے
اخترِ شام شب کیسو نظر آیا مجھے
منفعل عجاز سی جاو و نظر آیا مجھے
عمر بہر خالی مرا پہلو نظر آیا مجھے
حلقہ ہای و ام میں آہو نظر آیا مجھے
نثرِ عاری مطلع ابرو و نظر آیا مجھے
ای فلکِ یز میں بھی تو نظر آیا مجھے
خواب میں کس کا قد و بچو نظر آیا مجھے
جامِ جم ساقی مرا چپ کو نظر آیا مجھے
سانپ کا مد نظر نہ چکو نظر آیا مجھے
بعد مدت قوت بازو و نظر آیا مجھے

کیون ہلر کہا ورتی ہو ہلال عید کے
مانع دیدار پایا واسطے کو عشق میں
سے تری روز قیامت کے سقد تار یک تھا
اگ پانی میں لگائی گئی ہو کپڑی سرخ

دوستو کیا پار کا ابرو نظر آیا ہے
بند کی جیا آنکھ سے تو نظر آیا ہے
آفتاب حشر اک جگنو نظر آیا ہے
شکل پنجالہ حباب جو نظر آیا ہے

غیر کو سانغ و پاستیلہ سننے جسکڑی

جام اپنی عمر کا مسلوں نظر آیا ہے

۲۵۳

۱۹

یادِ مملکتِ مول سی کے ہے
اشد ری نگہ بانے صیاد کہ ہر آنکھ
گر نقش قدم ہوں تو ہی مٹنی کی تمنا
ہر عقدہ کشتا عقدہ قسمت ہے ناچار
کو سونچے زینچ شہیدان بھی شہوت کون
مٹ جای کہیں زندگی و مرگ کا جھگڑا
شاید نظر آجانی جم سال رخِ سیلی
گل ہوں تو جگر چاک ہوں ہون پریشان
ہر گل صفت شعلہ بنی غنچہ ہے خگر
میں ہوں صفت آئینہ جان تری آگے
یوں کہ ستمِ قہر میں ہے جو ہر ہلے
کیونکر نہ ہنسین زخم و دھن بنکی دم قتل
مر شیبِ وقت میں دمِ صبح جیا ہوں

ہر دم مجھی لوگور کی منزل سی لگی ہے
چاکِ قفسِ تنک عنوان سی لگی ہے
ہوں خاک تو اوڑنی کی مری لگی ہے
یہ بات مری باتہ انال سی لگی ہے
یہ آگ نہی خنجرِ قاتل سے لگے ہے
ای تیغِ جفا بتو یہی دل سی لگی ہے
ہر آنکھ مری پردہ محل سے لگی ہے
ہر تک میں اک آفتِ غم لگی ہے
اک آگ تب آہِ عناد لگی ہے
جوابات تو کہتا ہی مری دل سی لگی ہے
کیا شرطِ غبارِ پس محل سی لگی ہے
شمشیرِ تری سینہ بسمل سی لگی ہے
ڈوٹی ہوئی کشتی مری ساحل سی لگی ہے

ایسا سر مجنون ہی نہ تھا صفت پا بوس
دیتا ہی لپک داغ جگر بعد فنا ہے
وہم لی خلش کو رند کھل جامی کہیں آنکھ
کیا کہتی ہو کیا بھول گیا میں و حیرت
سویا ہوں شب وصل میں نام کی یاد میں

یہ میری جبین ہی کہ سلاسل ہی لگی ہے
اک اک بحد میں تپش ل ہی لگی ہے
مشکل تو یہی ہی کہ مشکل ہی لگی ہے
اک یاو مٹھاری سو مری ل ہی لگی ہے
جب آنکھ لگی ہی مری شکل ہی لگی ہے

اللہ ری حشت کہ پس مرگ بھی سلیم
جنت میں طبیعت می مشکل ہی لگی ہے

۱۶

۲۵۴

چاندنی پر پاہروں ماہر و پر چاند نے
داغ دیتی ہیں چمن میں نی تھی تون بھی
جلوہ گری ملی ہر دوں لحد میں داغ دل
نیک ویت کی قید ارباب ضیاء کہتی نہیں
اب تو تنہائی ہی ہم میں خائے تاریک ہی
کون سرگردان نہیں ای ماہ تیری عشق میں
لوگ کہتے ہیں تیرہ خاکدان دہر کو
غیب سے میری سیہ خانہ کی آرائش ہوئی
کسنی اولیٰ آج اپنی وی وشن نقاب
دیکھا آئینی میں رنگ پیدہ خوش ہوں میں
شب کی اتنی صبح کو تیری طرح رخصت ہوئے
میں ہی محروم احتیاج میں جو سونچا میں

دیکھتا ہوں وصل کی شب میں مگر چاند نے
پہول خگر سی ہوا شعلے سی بڑھ کر چاند نے
دھوپ سے قسمت سے میری گھر میں باہر چاند نے
خار و گل و نون ہی ملتی ہی برابر چاند نے
دیکھیں گے جسد فکھائی کا مقدر چاند نے
دھوپ ن ہر وہوند ہی پہر ہی شب چاند نے
دیکھتا ہوں میں تو گھر گھر چاند نے
پہر گئی مثل سفیدی ساری گھر پر چاند نے
ماہ مثل آئینہ حیرن ہی ششدر چاند نے
لطافت ہی ہی کنارِ موصوع کو تر چاند نے
تھی مقرر کوئی محبوب میں ہر چاند نے
خواب نخل کو بناوی نوک شتر چاند نے

سینہ چاکان لاشمن سی ہلاتی ہین را
آسمان ہی عی قاتل ہی میری خون کا
فوج وہ کرتی ہین ہین ہون بال حسن ج

ہنس ہی ہین ہین ہین زخم کل تر چاند نے
ماہ ہی نہ گوا ہی فرو محضر چاند نے
بخت کہلاتا ہی ہین کو زیر خیر چاند نے

ہون گدا اک پادشاہ حسن کا
چاہی کیا مجکو تکیہ فرش بستر چاند نے

۲۵۵

۱۱

مرے حسن جان فزا کے لیے
چاہا دشمن کو دوست کی خاطر
تیغ ابرو کو دست بچے جنبش
آپ آئین گے میری بالین پر
اتنے صدے دیے کہ آخر کو
ہاں رس شوق خاک میں مل کر
کیا نہا ہو گے تم محبت کو
ہمتو خود کچھ نہیں مرین گے کیا
منتظر ہون گے دیکھنے والے
کچھ زبانی سے نامہ کہنا

مل گئی خاک میں شفا کے لیے
بندہ بہت بنی خدا کے لیے
حیلہ و کار سہ قضا کے لیے
منہ نہ کہلو ایسے خدا کے لیے
بات اوٹھانا پڑا دعا کے لیے
بوسے موج خرام پا کے لیے
حوصلہ چاہیے وفا کے لیے
زندگے چاہیے قضا کے لیے
جائے جائے خدا کے لیے
بت نہ بننا ذرا خدا کے لیے

کیا امید شفا کہیں
پس پیا نہیں ہوا کے لیے

۲۵۶

۵

منفعل کہتا ہی کیوں ہی ابر گریان مجھی
دشمن دیوانہ کسی کی عارض نظر ملک کا

رو چکی ہیں جیتی جی سون کی آنسو مجھی
ای صبا و کار ہی ہنجر موج بو مجھی

| | |
|--|--|
| بنی سب سے ایتھو گھس جاتی ہیں لب مانند خم | ہنستے ہنستے ہو گئی ہنسنے کی آخر خوب مجھے |
| خشت بالین سب کیوں کر سر کو ہٹو تو کچھون | یاد آتا ہے کسی کا تکیہ زرا نو مجھے |

| | | |
|-----|------------------------------------|---|
| ۲۵۷ | میں ہی ہوں ناز بردار وفا تسلیم نام | ۷ |
| | کیا نہیں بچا نہ اسی بیروت تو مجھے | |

| | |
|------------------------------------|------------------------------------|
| جینا اجل سی کم نہیں میرے قفس مجھے | کرتی ہی فوج آمد و رفت نفس مجھے |
| آتا ہے کون قافلہ سالار اس طرف | یہ بھی کہ ہے ہے صد امی جس مجھے |
| و کیا نہ آتش بیان چین و زکار میں | گردون نہ دی سکا کہ نہی چار جس مجھے |
| فرصت طلب ہیں دشت بوی کی حوصلے | جوش جنون معاف کہہ کی برس مجھے |
| میں بھی خستہ جان لہتا کہ روزِ حشر | دور و دیا ہی مکہ کی فریاد رس مجھے |
| کیا خاک و مہل و بعد رہائی کہ آج تک | بہولی نہیں ہی تنگی کچھ قفس مجھے |

| | | |
|-----|-----------------------------------|----|
| ۲۵۸ | دو گز زمین مانگ کی تسلیم پر خ سی | ۱۱ |
| | کیا خاک میں ملا گئی میری ہوس مجھے | |

| | |
|---|---------------------------------------|
| کہوں کیا ہنشتیں تقدیر کا میری لکھائیے | کہ وہ سمجھی کہانی و آستان قصہ گلہائیے |
| ہوس کے تھی کہ مجاہدین و نہیں شکل ہوا یہ | پہر فی آسمان سی و کی قسمت و عائیے |
| وہ اپنی وعدہ ویدار قروا کو اوٹھا کہ میں | یہ صد قیامی چشت کے کہ دیتی ہی مزائیے |
| حجابِ شیشہ میں غیبِ العنب ہی مشکف ہوں | مری تو بیک کی ضد سی آجکل ہی بار سائیے |
| یہاں تک کہ وہیں ہیں جب لکھتا ہوں خط او کو | مرا دل محسوس کتا ہی ذرا یہ ہی ذرا یہ |
| اگر ہو طالبِ دہار و میں جہانک و دیکھو | کہ مشہور چہاں ہی یار کی دولت شہر آئیے |
| کہی آیا نہ ہوئے زبان تک نامِ عاشق کا | تجھ ہی بیروت ہو گیا محسوس و فائیے |

حضور پر و جانان اوین کیون باکین ہم
بہت ہٹا الی لیتا ہی جب کی حسین لگو
نہ لو ہاتھ نہیں لگو حلقہ کیسویں بنی نو

کہ اپنی مین ملت میں ہی محراب عایہ
دم بگانی دیتا ہی بوی آتش نایہ
اوڑاماری گا اکدن آپک دزد حناہ

خلافت طرز کی خوگرنتی تسلیم ہم یکن

حفاظ خاطر احباب سی کہنا چڑا یہ سبھے

۲۵۹

۱۹

تھو کا لہو مرہ کی جو پیاری او اس کے
او کی شمیم لہف سی کرتی ہی ہم سے
کہنی ہی تیری کوچہ جانان کو چوڑو
نہند اوڑگئی تھی ہجر میں اسی کج بعد گ
دو دن نہی لہف تھی ہی کیون کمر پڑ
پیارو کہتا ہوں ہمیشہ میں چشم کو
ہم سائی کی ہی جو تیرے قہر کے قہر سے
اہٹاک ہم انہیں طرف کو ہی یار سے
نیر نکلیاں حیات کی لیل ہیں چھوڑ
کہتا قدم نہ عالم ہستی میں بھول کر
مانند شمع نور فشان ساوگی میں ہی
اللہ ہی ظلمت شہ فہرقت کہ خوف سی
شانہ مٹا رہا ہی عجب حلقہ ہائی لہف
منع سحر فی قتل کیا جس کو وصل میں

گو یا سنان تیرے کلچے پر آگے
گلشن کے امی نسیم تجھی ہی ہوا گے
ایسی نہیں ہی دل کو مری ناصحا گے
زیر سجد ہی آنکھ نہ میری ذرا گے
آگے تو یوں نہ تھی کہی پیچھی بلا گے
کسکی نظر انہیں بہت ناہٹنا گے
بھڑکی جودل کی آگ کلچے کو جا گے
حیرت ہامہ بر کو مری میر کیا گے
رہتی ہی تیری گہات میں وقصنا گے
گر جاننا کہ آتی ہی چھپی فنس گے
لوسی کی ساق پاؤں میں جسدن حنا گے
بھاگی جو بیکسی مری سینی سی آگے
انچ فروں کی دلچ ہی تہ خدا گے
بنکر چہری کی نوک جگر پہ صداس گے

توبہ ہزار کی ہی مگر فصل گل ہے یہ بہتر ہی ہو ٹری می جو رہی ساقیا کے

تسلیم اوسنے کر دینی سوزن بھی کہند

اب کیوں کہ ہی ٹکٹکی سود و لستہ اسکے

۲۱۰

۱۱

بھڑکاتی ہی کیا کیا مری شست کئی سے

کچھ اور ہی ظالم تری بیت کئی دن سے

پہر تا ہی لمبی شوق شہادت کئی دن سے

پاؤں نہیں اگلی وہ مروت کئی دن سے

کئی میں نہیں مری طبیعت کئی دن سے

اوٹتی نہیں خاک سیرت کئی دن سے

دیتا نہیں فریاد کی نصرت کئی دن سے

بریا ہی مری گھر میں قیامت کئی دن سے

انگوٹھیں نہیں شاکست کئی دن سے

برگشتہ ہی مجھ ہی مری قسمت کئی دن سے

کہلاتی ہی ندان میں طبیعت کئی دن سے

ہر بات میں آنکھیں تو چراتا ہی میں سمجھا

مرنی کی تمنا میں جو سب گشتہ شبت و روز

کستانہ خریداری ہر حم لڑی آنکھ

کیا خاک سنون ناصح مشفق تری باتیں

کچھ مل کچھ طرح بٹہ کئی فصحت یہ ہی

کیا آپ سے چپ ہوں مجھی آداب جموشی

ہر بات میں تکرار ہی ہر حال میں غصہ

رونی کی ہی قابل نہ کہاسوز جگر نی

منہ پیری کی چلتی ہیں جب آتے ہیں مقابل

انکار عبث و کیمہ چکی آپ کو تسلیم

چپ چپ کے جہان جاتی ہیں حضرت کئی دن سے

۲۱۱

۹

ترہی نہیں ہوتا سر شریکان کئی دن سے

ہر بات ہی پیوند کر یہ بان کئی دن سے

لبریز گھر میں مری امان کئی دن سے

وہ ہی نہیں ہوتا ناک افشان کئی دن سے

کرتی ہیں کئی مددہ گریان کئی دن سے

دشت میں کہوں کشمکش ضعف کا کیا حال

حاصل ہی مجھی دولت گریہ جو برابر

تماشور تبسم جو لب خم میں افسوس

لای نہ کہیں تیج میں ہر کاکل برہم
تو بھی تو کہی سسہ نکالا نہیں ہر کون
دیکھا ہو تو بتلا دے اول پر خون
کچھ تیری طرف سے جو کی ہیں گلی میں

آئی ہیں نظر خواب پریشان کئی دن سے
برہم ہی مزاج سگ جنان کئی دن سے
وہ ڈھونڈتے ہیں مٹی میں پیکان کئی دن سے
کیا کیا ہیں بشیان مٹی میں کئی دن سے

صیاو ہی کیا مانع نہ یاد ہی تسلیم
خاموش ہیں مرغان گلستان کئی دن سے

۲۳۱

بڑھ گئی مٹی پنی ہی ل کی تمنا اور بھی
ایک تو میں آپن ناصح پریشان جستہ جان
دشتان شوق دل ایسی نہیں تھی مختصر
دیکھ کر وہ آئینہ کہتی ہیں کس کس باز
درویشیابی گھڑی بہر مہین لیتا کہی
کچھ تو پہلی سی ل بیتاب تھا و شعی مزاج

صدقہ اپنا ساقیا اک جام صہبا اور بھی
دل کہا دیتی تھی سری پند بجا اور بھی
جی لگا کر تم اگر سنتی میں کہتا اور بھی
کیون جی ہو گا کوئی مجھ سے صہبا اور بھی
جان سپر کہائی جاتا ہی صہبا اور بھی
مٹی تری نات کہہ آتا ہی تمنا اور بھی

دیکھتی ہی دیکھتی تسلیم وہ چپنے لگے
بڑھ گیا پی پر دگی میں محبسی پروا اور بھی

۲۳۲

کیا ضعف ہی سبک بہتی ابھی ان مجھے
بارغ جہان میں بلبل تصور کی طرح
کیا خاک آئی نیند وہ عالم ہی بھر میں
دیکھا نہ وہ ہوں سر کو جاؤں جو باغ میں
مانند زخم و رو میں خندہ نصیب ہوں

بار فلک ہی ذرہ ریک روان مجھے
صیاو کا خطر نہ غم باغبان مجھے
روتا ہی دیکھ دیکھی افسانہ خوان مجھے
پہنائی موج خندہ گل بڑیاں مجھے
رکتا ہی رنج زیر فلک شادمان مجھے

۱۸

مانگاہی کسنی بوسہ لبونکا زبان وک
 بزمِ جهان میں صبحِ شمعِ خموش ہوں
 ہمدرد چوڑا نہیں مہم بہر فراق میں
 برباد بعدِ مرگ بھی شیتِ جنوں میں ہوں
 کیا پوچھتی ہو شوقِ امیری کی مدین
 ساتی نہ پارسا ہوں زلہ نہ محاسب
 سر پہ سرشک دیدہ گریبان ہی موجزن
 ہر دمِ نظر کی طرح نظر سی نہان ہوں
 لائین لائین تربیتِ بکین چار ہول
 ہر آرزو کو ساتھ لی جاتی ہے مدام
 مستی میں خستِ زخمی کرتا ہوں گہمیان
 کہانی ہیں کسکی تلے سی ظالمِ کلوریان

دیتا ہی بات بات کیوں گل لیمان مجھے
 مانند شعلہ کہنی کو دی ہی زبان مجھے
 لپٹائی ہی کھینچی سی داغِ نہان مجھے
 تقدیر سے بنایا ہی ایک وار سب مجھے
 یادِ قفس میں بھول گیا آشیان مجھے
 ترسار گیا ہی کس لی پیرِ مغان مجھے
 پامال کر گیا ہی ملا کاروان مجھے
 اب کیا کری گا فلک کی نشان مجھے
 قسمت سے شمع گورلی گلستان مجھے
 جی اہستہ بار بھی ہی عمرِ روان مجھے
 ہنستا ہی یکہ یکہ کی پیرِ مغان مجھے
 کرتا ہی آج قتلِ ترانگِ پان مجھے

تسلیمِ باغِ دہر میں فیضِ نسیم سے
 کہتی ہی اخلاقی بلبلِ ہندوستان مجھے

۲۶۴

۱۷

ہستی سی بعدِ مرگ رہائی کہاں مجھے
 میخ و مٹا ہوا ہوں مٹانی کیو مٹلی
 آزاد ہوں نشاطِ عالم سی بربکِ سرو
 آغازِ خموشی میں نہ ہوس کہہ قریب کی
 سوزِ درون سی گور بھی شن ہی بعدِ مرگ

بننا پڑا ہی داغِ دلِ وستان مجھے
 کیوں ہونڈ ہوتا ہی چار طوطِ آسمان مجھے
 یکسان ہی اس چمن میں ہمارا خزان مجھے
 اود گمان ابھی سی نگرِ بگمان مجھے
 شمعِ کھار ہی ہیں مری استخوان مجھے

افسانہ گوئی اور سہ بیخواب کرو یا
 کیونکر نہ کہا کی تیر ہمشوئین رنگ زخم
 وہ کم شدہ ہوں سچ ہی عدم اضطراب میں
 دریا میں کیا رہوں مہ دیوانگی تدم
 افتاد کی مہضعت کی خاک اٹھ سکون
 اتنا نہ دل کہا کہ خدا ہی کا ہو رہوں
 صبا و فی غضب کے لگائی ہی تاک جہانک
 پائی نہ جستجو صفت نقش پائی مور
 کا ہش سہی نشان ہوں عنقا کی طرح میں
 بارغ جہان میں طائر رنگ حنا کی طرح
 مہمان ن نیم دم کا لگالی جگر سہی شمع

ظالم سنا رہا ہی مری داستان مجھے
 رہ رہ کے گدگداتی ہی نوک سنان مجھے
 دوڑی گئی ہی ہونڈ ہنی عمر و ان مجھے
 زنجیر سکی لپٹی کی موج روان مجھے
 سایہ ہی پائی ہو کا بارگراں مجھے
 تو جانتا نہیں بت نامہربان مجھے
 ڈر سی نفس ہو ہی مرا شیان مجھے
 اتنا ہی خاک میں نہ ملا آسمان مجھے
 پیدا ہو قدوان ہی ہونڈ ہی کمان مجھے
 آیا نظر نہ خواب میں ہی شیان مجھے
 پائی کی پھر شر کی طرح تو کمان مجھے

تسلیم کیا عقوبت عقبی سی مین ڈرون
 حاصل ہی چین کو سنا آخر یہاں مجھے

۲۶۵

۱

کچھ بہانا چاہیے ہو ہی قسم کیواسطے
 رہنی تھی تھی حکیم سینی مین غم کیواسطے
 چاہی ہی اک ہمسفر ملک عدم کیواسطے
 عیش کیخا طرنہ پیدا ہون غم کیواسطے
 جہنم فی شہر الیامشوق ستم کیواسطے
 چاہی ہی اک خضر مجکو ہر قدم کیواسطے

عند پھر کرتی ہیں ترک ستم کی واسطے
 استفادہ ای فرغ محرومی تھیلایا تہ پاؤں
 آرزو ہی مہ کی ہی عشق کمر باقی رہے
 وہر آئینہ ہی مین تصویر حیرت آشنا
 ہمسفر حیرت ہو دم کی کی مجکو ہر مین
 بیخودی آہ طلب مین بن گئی غمی لاشت

| | |
|---|---|
| خاکسار و ہرین جہاں کی ہمہ چڑ ہے حدی افزون عیش کا سامان ہی ہی پیغام مرگ | کیا تکلف چاہی ہی نقش قدم کو اسطے بنگنی شاد او کی دم پرارم کی واسطے |
| ۲۶۶ | نزع میں تسلیم کیوں تعلقین سنا تی ہو مجھی حاجت افسانہ کیا خواب دم کو اسطے |
| صوت لفظ خموشی سخن آئی ہے درو دیواری کیوں آج برستی ہی خوشے ای اہل آج تو موقع ہی اگر فرصت ہو دشت گردی میں پہلا کیا اوی مجھ شہیت | بیر بانی جو مری ہی وہی گویائی ہے کیا کہیں خبر مرگ عدوائی سے میں ہوں بیتابی دل ہی شب تنہائی قیس تو انہ ہی مجنون ہی سووائی ہے |
| ۲۶۷ | قتل تسلیم ہی کیوں تیرا و ظالم کس طرف بیان ہی کیا دل میں آئی ہی |
| مرجا میں کی ایسی بلا ہی نہیں آتی بوی گل تر کیا کہی ہو ولی سی خبر کو عشق بت کافر میں غفلت ہی کہ مجھ کو فیصل سن ان یہ ہوں مزہ سنجے اب قافلہ رفتہ کہاں اور کہاں ہم | وہ جاتی ہیں کہ ہر کو قضا ہی نہیں آتی تا کنج قفس باوصفا ہے نہیں آتی والہ کہی یاد خدا ہے نہیں آتی ای مرغ چمن تجھ کو حبا ہی نہیں آتی مدت ہوئی آواز دے اسے نہیں آتی |
| ۲۶۸ | کیا حال ہی سکی لی راتوں کو سجتک تسلیم تجھے نہ دے اورا ہی نہیں آتی |
| ہر گھڑی گم طلبت و جاڑی امین ہے باغ میں چل پہل و بل کی میلیاں | رات بہر پہلو میں بارش عمارت و جاڑی امین ای صبا کیوں ہی پرتی جاڑی امین |

وصل کی شائبہ اوم بہر لپٹ کر سورہین
گرم کہتی ہی مزاج سرد پیری کو شراب
سرد اعضا ہو چکی لب پڑی ہی ہر گرم
سینہ ہی اپنی لگائی رہتی ہیں گل لائے

عذر گرمی کا عجبٹ اچھا جو جاڑی میں ہے
لطفِ سل بادہ و جامہ سب جو جاڑی میں ہے
اک قسمت میں لگی ہی چلتی کو جاڑی میں ہے
قطرہ شبہ نہ کی کیا کیا آبرو جاڑی میں ہے

تہترانا ہی جگر تسلیم ٹہری شعر کیا

سخت شکل دم کا آنا تا گلہ جاڑی میں ہے

۲۶۹

۱

کیا کہہ کی عتدیب چمن ہی نکل گئے
ایسا کہان فوق جو دیتا قلق میں سہا
ای جان شہر فراق کا صدمہ نہ پہنچا
مجھ کو دیا وصال فی صبح صدمہ فراق
کہ بڑی تھی فراق میں لیکن ہزار شکر

کیا سن لیا گلونے کہ نکلت بدل گئے
اک جان تھی سو وقت پہ ہی نکل گئے
وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سے ٹل گئے
سو سو طرح کی دل ہی تمنا نکل گئے
باتیں دل فی کین کہ طبیعت بہل گئے

تسلیم آج تک وہی شعر و شاعر

بڑی ہو گئے مگر نہ مہارنی ٹل گئے

۲۷۰

۵

غیر سی ملی بھی نا کام رہنے دیجئے
وصل میں سنکر گلی تقدیر کے کہتے ہیں وہ
تنگی کج فقس شاید پڑ گئی ہی ندی
کچھ نہیں بتائیں تو ہی مجھ رہا وہ نوش

آپ اپنی نامہ و پیغام رہنے دیجئے
آج نوکر گردش ایام رہنے دیجئے
کوئی دم بیتا نہ ہر دم رہنے دیجئے
سامنی آنکھوں کی خالی جام رہنے دیجئے

ہم نہیں کہنی کی اسی تسلیم پیغام وصال

یہ مٹنا یہ خیال خام رہنے دیجئے

۲۷۱

۱۱

وہ کہنے سننے سے گرے نہ کئی کدورت نہ خاک جی کی
 وہی ہے دود و دود پر اڑے وہی ہے بخش گہری گہری کی
 وہ کم حقیقت ہیں اس جہان میں کہ وقت عہد غلط چل ہے
 ہمیشہ کہانی ہے جو مٹی قسین لمحہ سی اپنی ہی زندگی کی
 ستم اوٹھائی و فانی ہاں شکایت اسکی نہیں ہی ای دل
 مگر بہلائی کی تو نے اونے امید رکھی بہت بُری کی
 نہ شامیانہ نہ شمع تربیت نہ موج سبزہ نہ چادر گل
 بلا نصیبوں سے مل کی کیا کیا خراب مٹی ہو کسی کی
 گئی نہ سوی حرم کسی دن نہ کام و میزبان ہی رہا
 سلامتی ہیں اس شوق کی ہو یہ ہیں سے دونوں کو بندگی کی
 ہزار صد می دے فلک سے کہی نہ ہنسنے سے باز آئے
 ہمیشہ مثل لب جراح خوشی نہونی کی بھی خوشی کی
 فنا نصیبوں سے ایک دم بھی کمال مشکل ہے ربط ہستی
 شرار آتش سے کوئی پوچھو خاشاک ہوا ی فسر و گی کی
 حسین میں جب تک انہیں ہی عبت میں ظاہر کی نگاہ و غن
 کہ حسن تصویر لا کہہ رکھی طبعیت آتے نہیں کسے کی
 پس جو برگ حنا تو کیا کیا ہوئی بہہو کا وہ فتنہ دق
 عجب تندرست نہنگ بدلا کسی کی بکڑی بنی کسی کی
 اور اکی آتش برنگ نکلت سپر و بابل کیا قفس میں

گلون کی دل میں جگہ پائی صبا کی آشفتمند خاطر کی

کسی توقع ہے فصل گل تک پہن کی تیلیں پار ساہم

ابھی سی غمزدار گناہ توبہ تلاش میں ہے شکستہ کی

نہ مانوں گا میں صبا چمن میں گلی سی او کو لگا گئی ہے

بسی ہی پوشاک بوی گل میں حیا سے بیتاب ناز کی ہے

جو شکو آنا ہو جلد آؤ کہ دم میں رخصت حیات کی ہے

گلی سے حسرت لگا رہی ہی آپ صورت کو تک رہی ہے

پہلے فصل بہار میں سے خدا کی ڈری شہابِ گلگون

یہی ہی واعظِ جوشِ طرب توبہ تو ایسی توبہ کو بند کی ہے

ہو میں گستاخ آرزو میں نہ سخت جانی فی دل و کسایا

کوئی یہ پوچھو کہ تیغِ قاتلِ جانِ صیدوں سی کیوں کہنچی ہے

میں ترکِ مطلب کے اپنی صورت کے شکلِ تصویر اس جہان میں

نہ دوستی ہے کسی سے مجھ کو سیکو مجھ سے نہ دشمنی ہے

کی پرانے ہو تم جو امی جانِ نعتِ اب اولٹو حجاب کیسا

کہ آج میں ہوں کہ ساتھ میرے شریکِ تنہا کے بیسی ہے

میں خاک و کیوں بہارِ گلشنِ خرم جدائی سی بہک رہا ہوں

یہ آگ بہڑ کی ہوئی ہے جسے مری طبیعت بھی ہوئی ہے

جہاں آسامری کر رہا میں ہوا سے بیسایے نہیں کچھ

مجھے تعجب ہی کہات میں کیوں ازل سے ہر دم شکستہ ہے

بزرگ تصویر نیک بدست جہان کے مین ہوں شیدہ خاطر

ہوایا بت کہ روح میری نہ دوشے ہے نہ جنت سے

گرا کے نظروں سے سبب یوں نہ بھولا حسان غم وون کا

یہ دل وہی ہی کہ جس میں ظالم تری تمنا سدا رہے ہے

لبِ عنادل میں گرم شیون قبای کل ہے ہزار ٹکڑے

خبر نہیں کیا خبر چمن میں یہ آکر اوڑا گئے ہے

نصیب و اشد ہوئی نہ ہو گئے عجب ہی تدبیر چارہ گر کی

مری مہر میں مثل گوہر ازل سی ولبستگی لکھے ہے

بیان کیف و مہر و مستی خبر یہ دیتا ہی مجھ کو زراعت

بہت نہیں تو ضرور تو فی شراب و وچار گھوٹ رہی ہے

وصال میں سے مری تمنا ہوئی نہ دشا و وای قسمت

یقین نہو جسکو پوچھ دستے کھے گواہ اوس گل کی ناز کی ہے

ہزار پیری مٹا سچے ہے تب محبت ہی دل میں باقی

ہنوز خاکستر کہن میں وہ آگ جوتھے دہی ہوئی ہے

شراب ساقی پئین کہاں تک کہ آج تسلیم کے طرح سے

۲۳۳ کئے ہیں خالی ہزاروں ساغر ابھی طبیعت بہر ہوئی ہے

شہادت میں حیاتِ خضر کی تاثیر ہوئی ہے

صدادتی نہیں بخیر زورِ ناتوانی سے

لب جان بخش جان سی برابر ہو نہیں سکتا

۲۳۴ دم عیسے ہوای دہن شمشیر ہوئی ہے

خمشوی کی گرفتاری میں ہی تاثیر ہوئی ہے

مسیحا کی مری و دو پہر تھر تھر ہوئی ہے

تلوں سے نہیں شرط وفاقِ حال سے ابتک
 کیا شیریں بنی کیونکر ماتم فریاد حیرت سے
 وہ حیران تھی چوٹا ساتھ حیرانی کا مرکز ہی
 نظر آتی ہیں جب خواب سے دیدن چونک ٹہتا ہو
 عدم تو پیچھی چھٹ جاتا تجھے کامِ اول میں
 وہی کر ہی مل چلنی کی عادی ہے سیرِ فر
 نسیمِ باغِ جنس کے تمنا ہو تو کافر ہوں
 دیرِ سوختہ جب کہتا ہوں قطع کرتا ہی
 بچا کر چشمِ دربانِ خاکِ نکلون کنجِ زندان سے
 خبر کیا پوچھتی ہو اب بے بضیحی کی اپنی
 مقرر کچھ صبا سی کہ یا ذوقِ اسیر کی
 دلوں کو اپنا کر لیتی ہیں کافر وہی تو نہیں
 بگڑ جانی سی مٹی ہی بنانی سی بگڑتی ہی
 مٹایا نوجوانوں کو بہت اچھا کیا لیکن
 کسی لم میں بوجِ زنجیر مزاجی مجھ کو لازم ہے
 تعجب کیا خیالِ وچ جان ہی اگر دل میں
 ستم کو نہ کیا پہولتی پہولتی مانی میں
 اگر عذرِ حیا ہی ل میں قاتل کیوں نہیں آتا
 زمانہ نہیں الاهی عروسِ فکر کا جو بن

کہی تقریر ہوتی ہی کہی تحریر ہوتی
 خداوندِ اجماع میں الہی تقریر ہوتی
 ہمارے خاکِ صرفِ کردہ تصویر ہوتی
 وہاں ہی داغِ دلِ کامی تقریر ہوتی
 سحرِ جگو کہاں اونا لہ شبگیر ہوتی ہے
 کوئی آئی ہمارے خاکِ دہنگیر ہوتی ہے
 ہوا کی جی جان کس سی ولیتر ہوتی ہے
 تجھی کیا لاگ شمعِ برہم سی گلگیر ہوتی
 کہ غمازِ رانی پاؤں کی زنجیر ہوتی ہے
 کفر آ یا ہوا غشیل کی تیر ہوتی ہے
 کہ موجِ بویِ سبزہ پاؤں کی زنجیر ہوتی ہے
 عجب جاؤ وبتانِ ہند کی تقریر ہوتی ہے
 تری میخانہ ویرانی عجب تعبیر ہوتی ہے
 کوئی ٹکسلی ہمسای ہی بت بی پیر ہوتی ہے
 مری ہستی پریشانِ خج اب کی تعبیر ہوتی ہے
 کہ اکثر آینی کی ساتھ اک تصویر ہوتی ہے
 ہمیشہ بی شمشلِ کمان تیر ہوتی ہے
 کہ غم ہوتا ہی تیرا یہ سنان تیر ہوتی ہے
 جوان ہوتی ہی ہی تسلیمِ جت پر ہوتی ہے

مخمسات

خمسہ غزل جناب فیض انتساب حضرت حکیم محمد مومن خان تخلص مومن مغفور

شک گلخن پیش ل سہی گلستان ہو گئے
جل کی شمشاد چمن سرور چراغان ہو گئے
جیتی جی شعلہ زین عالم امکان ہو گئے
دفن جہاک میں ہم سوختہ سامان ہو گئے

فلس ماہ کی گل شمع شبستان ہو گئے

شام سہی دتی ہی کیون تر نصیبو نکلی ہے
پڑ رہیں گے کہیں خاک میں جلدی سہی ہے
بیخبر اپنی خبر لی کہ سحر ہوئے تہوئے
تو کہاں جائی کی کچلہ پناہ کانا کر لے

ہمتو کل خواب مہم میں شب ہجران ہو گئے

کیا ہوا بڑھ چلی کیون جس نہی یادہ سنا
کیون بلا میں تو لیا کرتی ہی پا کر تنہا
دیکھ لک وزیر بنائیں گی چمن میں سدا
ہم نکالیں گے سن امی موج ہوا بل تیرا

اوسکی زلفون کی اگر بال پریشان ہو گئے

جان پر دیدہ و دانستہ بلا کیونکر لون
چھپی لک جای سد انیم ادا کو ترسون
کچھ تو ہی میں جواو نہیں مانع خوبی ہو
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا وہی دون

اور بنجائیں کی تصویر جو چیران ہو گئے

جیتی جی گسی کہیں نہ چڑھیں گے کہے
بہول کر چشمہ حیون نہ جائیں گے کہے
حشرک خضر کی جھپٹو نہیں آئیں گے کہے
منت حضرت عیسیٰ نہ اٹھائیں گے کہے

زندگی کی لپی شرمندہ حسان ہو گئے

پند بیجا سہی دل ہو نہ کب تک برہم
کوئی کبتک سہی بیکار نصیحت کی ستم

کس لیے ہای لگائی ہی یک بک دم

ناصری و لیسین تو اتنا تو سمجھ اپنی کہ ہم

لاکھ نادان ہوئی کیا تجسی رہی نادان ہو

واغ کو دیتی ہیں مہنی مہی می مرکز بھی

شمع بالین سے نہ تربت پیر کی بٹے

غیر ہوٹا ہی احد پرتی ل تفتہ کی

بی نصیبوں کی لی پول کی چادر کیسے

گل نہونگی شریر آتش سوزان ہوئے

یہ بھی سین کے پی سیر و تماشا کہ نہیں

جیتتی جی دیکھوں گا پابند بلا یا کہ نہیں

آخر انکا بھی کوئی ہو گا مدا واکہ نہیں

صبر یارب مئی حشت کا پیر گیا کہ نہیں

چارہ فرما بھی کہی قیدی زندان ہوئے

نیکے پر دل بیتاب کے آتا ہی س

رات دن کہتی ہیں کیا مہنی مہی کی تہوں

ایک ہم ہیں کہ ہوئی لہی پشیمان کہ نہیں

کھٹا فسوس ملا کرتی ہیں بانند کس

ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کی ارمان ہوئے

ایک صورت کہ پٹری بہر ہی چلن میں نہیں

گر نظارہ کہیں برق تبسم ہی کہیں

سمجھوں کیا نینک جنوں جاوے دیکھ میں جنین

چاک پڑے مہی غمزی مہی مہی وہ انشین

ایک میں کیا کہ سبھی چاک گریبان ہوئے

توڑ کی سانی صدا کی پینکی ہوگی

ہنہکڑی ہوگی نہ دور وز میں پٹری ہوگی

پہر بہار آئی وہی شت فوری ہوگی

جوش میں بہا بہا بان جنوں لی ہوگی

پہر وہی پاؤں ہی خار سیا بان ہوئے

مر کی بھی زجر ایک تماشا ہوگا

دیکھنا آگی اگر دین کہی خصرت عدا

رنگ لائی گی بہار گل حسرت کیا کیا

واغ دل نکلیں گے تربت پیر مئی ن لالا

یہ وہ اکل نہیں جو خاک میں نہاں ہو گئے

کر چکی تو بہ کہ توبہ کی ہوئی نصیحت
مٹل تیل نہیں دیر سی پہنا ممکن
ہو گا فترہ کوئی ای نہا بد تیرہ باطن
عمر ساری تو کٹی عشق بتان میں من

آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہو گئے

خمسہ غزل لانا ہوتا نامیر محمد
نسر علی خان نسیم شاہ حکیم محمد خان صناعم

نوجوان بچہ نہیں دیکھوں ارباب ہو گئے
نہ شہیام کو مانا کہ ہر سان ہو گئے
بیجا بنی کی دم صبح تو سامان ہو گئے
وصل کے رات ہی آخر کہی بیاں ہو گئے

میں بپیان ہوں تو کیا وہ نہ بپیان ہو گئے

دونوں بہت ہی نئی لکیری لکیری شہر
کون بنا کام ہے کسی تہمت سا نکلے
دو کٹریں ہی عجیب کا قصہ بھی
شوق کہتا ہی کہ لوہین کے مری صلیب کے

در کہتا ہی شریک شب بچران ہو گئے

اور مہمان نفس چند ہیں وحشت کے کرم
پہیڑ دھن کو ہنسنا چاک قبا کو پہنم
نگہن کف پہی سرجادہ ہر دم
شوخیان کہ لہ جنوں آج کہاں بہر کلام

خاک اڑائی گئی میں شہت یہ یران ہو گئے

خواب غیاسی تو باتیں بنا اوظالم
کس لیے آئی گا کیا کام ترا اوظالم
نسہ می عدہ بیداد و فساد اوظالم
آپے جاؤں گا تو آ کہ نہ آ اوظالم

آج وہ دن ہی کہ محیر مری حسان ہو گئے

بیا کرتا ہی کسی کسی گلی پسٹا ہی
اب وہ میں ہوں شوق جگر فرسا ہی

کیا ملون خاک میں جی اور ملا جاتا ہی

دل جمع روٹھا تو سنائی سی کہیں مٹتا ہی

یہ ستم باعثِ حسرتِ بھولی بجان ہونگے

چشمِ عاشق کو نہ بھین کہی تنہا خانے

یہ نہیں مثلِ جبابِ لبِ ریّا خانے

کسو پہر جائیں لی جوشِ تنہا خانے

یاں نہیں جلوہ جاناں ہی ذرا جا خانے

اشکِ کرمری نکھو نہیں ایشیاں ہونگے

ہنس لے آتی ہی ٹھٹھکی شکستہ ہونی

کچھ تنہائی میں چپ چپ کے صد روئی

دھوم مچ جائی گی پیوندِ زمین ہونی کے

تجھ کو کر دین گی خبر زیرِ لحد سوئی کے

سرِ شکیستہ تری ریرِ مری اریان ہونگے

غم نہیں دی مہین صبا و ستمگرِ صد داغ

چوڑ کر کچھ قفسِ جان میں نہیں اتنا داغ

اب مبارک رہی مرغانِ نواسخ کو باغ

خانہ زاد و نگو کہاں قیدِ محبت سے فراغ

ہم وہ بلبل ہیں ہیدجاکِ گلستان ہونگے

اب تو سنتے نہیں شیخِ ادا عاشق کے

کہتے ہو شکل و کھائی نہ خدا عاشق کے

خونِ وِکی محبت میں سدا عاشق کے

یا وائی گی پسِ رگ و فدا عاشق کے

حالِ گنہ گارِ کجای کا جب خاک میں نہیاں ہونگے

صبرِ صبر کہ نصرت کوئی مہینِ شہاب

پہر کہاں جس کے بازار میں نہ رخِ حساب

اور کچھ دوسری فخرِ غضبِ نار و عتاب

تا جوانی ہی گرانی نہو امی ل بیتاب

پہر تو پوی لبِ جان بخش کی رزان ہونگے

قتل سی کیو طربِ انگیز ہی اتنا قاتل

ڈر ہی مجھ کو کہیں شادی ہی غمِ حاصل

کہہ دی ہیہ روزِ راجا کی پیامِ بسمل

گر یہ انجامِ بے شرم ہی نہ ہنوا غافل

| | |
|---|---|
| خونِ مین کی مٹی زخمِ خونِ خندان ہوئے | |
| شوقِ پاؤں سیلا اگر ہی تسلیم | اچل سو گل و مین ہوئی کسی علیٰ علمِ مقیم |
| کہہ گئی مین دیرِ محبتِ جانِ مستقیم | طوفِ ہر نخل کرینگی صفتِ گردِ مسیم |
| ہم پرک ہی قربانِ کستان ہوئے | |
| ایضاً | |
| ہنسنا گھڑی گھڑی کھل بسی بھلا ہی دینگی | وہ بات ہم کرینگی تمکو روا ہی دینگی |
| تنگ کی زندگی کا جھگڑا مٹا ہی دینگی | شکِ عدو مین دیکھو جانتک گنوا ہی دینگی |
| لو جو بٹ جانتی ہوا کدن دکھا ہی دینگی | |
| پا پاں کیا کرینگی وہ شوخ و شنگ ہو کر | لائیں گے رنگِ لیساک ورتنگ ہو کر |
| ترسین گے کہنی کو حیرتِ دنگ ہو کر | اوڑ جائیں گے جہاں عاشقِ کارنگ ہو کر |
| نقشِ قدم نہیں مین جسکو مٹا ہی دینگی | |
| فریادِ بکیسی مین دیکھیں گے کسکو دربان | آئیں گے سرکھا کی حسرتِ نصیبِ حیران |
| دیکھیں گے رنگِ محفلِ سبکی نظری نہان | آواز کی طرح سے بٹھیں گے آج ہی جان |
| دیکھیں تو آپ کیونکر ہلکواوٹا ہی دینگی | |
| اک ہم مین جس سے ہر دم نفرت کی گفتگو | رنجش گھڑی گھڑی ہی دشنام و بدوہی |
| کستی مین بختِ سکو کیا دہم کو باوہی | غیر و نگی جستجو ہی ہر وقت آرزوہی |
| یہ یاد وہ نہیں ہی جسکو بھلا ہی دینگی | |
| کیونکر خبر کریں ہم زارِ غم نہان ہی اپنے | پڑتی مین لب پہ چہا سوزِ نہان ہی اپنے |
| مانندِ شمع روشن سب ہی ان ہی اپنے | شعلے نکل ہی مین ہر آنکھ ان ہی اپنے |

یہ اک دو نہیں ہی جسکو ہمارا ہی دینکے

حیرت سی لب پر آنکھیں کھلتی سدا رہیں
خاموش گفتگو میں افسردہ آرزو ہیں

نصو کی طرح ہوا میں تکی اور پڑیں
کیونکہ گدا کی ناحق احباب ہوتے ہیں

وہ دل نہیں ہمارا جسکو ہنسنا ہی دینکے

رکھتی ہیں دلیلیں جدایہ خیال باطل
اونکی کلی سی جانا اب ہی تیسرے شکل

تسلی کی طرح ہوں اجنبی منزل
بیکار کا دکھون میں ناہی خاک حاصل

ہوں اشک اور فقاوہ کیونکہ اوٹنا ہی دینکے

محمسن الہ فرناورہ حسن ملک الشعر ارجناں شیخ محمد ابراہیم قزوینی

بحقیقت مجھی سمجھیں نہ حقیقت والے
کیا غرض لا کہ خدائی میں جو وقت والے

اپنی ہمت پہ مغرور ہوں ہمت والے
کچھ قدر تو نہیں حشرت و شوکت والے

اونکا بندہ ہوں جو بندی ہیں محبت والے

رفتہ رفتہ میری شوق کی تہمت تو بچی
ہامی ہی حشرت میری ہامی کو بھی

تہمت یدی فرصت کی شہرت سہلی
خط جو لکھو آتا ہوں اس پر خط لکھو میں

لکھتی ہیں یاد و چہمی سی کتابت والے

کوئی دم فکر طلب نہیں حاصل احت
حرص کے پیلتے ہیں باون بقدر سعت

جسے پی نہیں یا گو کہری بہر وقت
غیر ممکن کہ ترقی ہی تہی کہ غفلت

تنگ ہی رہتی ہیں نیا میں فراغت والے

ہمدوم و مسخ و موش و یار و غمخوار
نہیں چرشمع مجاور مری بالین مزار

جیتتی جی سب شریک غم و محنت مزار
پس میں یہ ہوا بکین و تنہا ناچار

| | |
|---|--|
| نہیں جز کثرت پروانہ زیارت و اس کے | |
| حاصل کرتی ہیں کہیں کسی خواہش نہ ستم کا کہی شکوہ نہ کرم کی خواہش | شکل تصویر میں کہتی نہیں کئی خواہش اپنی مرضی ہٹی ہی تری مرضی خواہش |
| دیکھ تو ہم ہی ہیں کیا صبر و قناعت و اس کے | |
| نجد میں خاک اور اتنی پہری کثرت و فزون رہی جو شیشہ ساعت ہر کدر و فزون | لیلی و قیس تھے گزشتہ مقدر و فزون نہوئی صاف کسی طرح کٹری بہر و فزون |
| کہی مل ہی گئی او دو دل جو کدورت و اس کے | |
| لب جان بخش سی اس جلازمیہ پیدا تو آجای تو اسی در و محبت کی دوا | چشم بیمار تری و تھم آں رام و شفا کھائی جاتی ہیں کی جان بن بھرا |
| میری ہمدرد ہوں بیدار و نصیحت و اس کے | |
| ہر سر موی ہو یاد ہی شہر کا انداز چوڑ ویتی ہیں قلم جو ن قلم آتش باز | اس قدر شعلہ فشان ہی شہر سوز و کداز بیہ جون کیا خط تجوی ہی گرم دوا آفت ناز |
| میری شرح پیش دل کی کتابت و اس کے | |
| سیر بالین نہیں باب ایک ہی حیات مری کیسے افسوس ہی آتا کہی رونا آتا | خضر کا نام و نشان ہی مسیحا کا پتا خوش کہی انکو خدا جی تو بہلتا ہی مرا |
| دل بیمار کی ہیں دو وہی عیادت و اس کے | |
| کیا کہیں کرتی ہیں کس طرح لب و صبر و صفا وہی کہی کہتی ہیں ہم جس ہی پہل کہتا | نی تری بستر غم پریت ہر دم و وفا کہی افسانہ حسرت کہی غم کا قصا |
| دونوں اک حال میں ہیں رنج و مصیبت و اس کے | |

مستقل مسلمینند و مانند دهرن در این اندو و
کس کیسے نہ کہ ہوتے ہیں جو دھن میں اندو و

کهنی و جوگی بر بی بی طین میں امی و ق
نازی گل کو نزاکت چمن میں اندی و ق

سے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

محمسن الفخ شعراعی وز کار مشهور هصار و دیار جناب اسد اضاغالب

۱۰۰
۱۰۱
۱۰۲
۱۰۳
۱۰۴
۱۰۵
۱۰۶
۱۰۷
۱۰۸
۱۰۹
۱۱۰
۱۱۱
۱۱۲
۱۱۳
۱۱۴
۱۱۵
۱۱۶
۱۱۷
۱۱۸
۱۱۹
۱۲۰
۱۲۱
۱۲۲
۱۲۳
۱۲۴
۱۲۵
۱۲۶
۱۲۷
۱۲۸
۱۲۹
۱۳۰
۱۳۱
۱۳۲
۱۳۳
۱۳۴
۱۳۵
۱۳۶
۱۳۷
۱۳۸
۱۳۹
۱۴۰
۱۴۱
۱۴۲
۱۴۳
۱۴۴
۱۴۵
۱۴۶
۱۴۷
۱۴۸
۱۴۹
۱۵۰
۱۵۱
۱۵۲
۱۵۳
۱۵۴
۱۵۵
۱۵۶
۱۵۷
۱۵۸
۱۵۹
۱۶۰
۱۶۱
۱۶۲
۱۶۳
۱۶۴
۱۶۵
۱۶۶
۱۶۷
۱۶۸
۱۶۹
۱۷۰
۱۷۱
۱۷۲
۱۷۳
۱۷۴
۱۷۵
۱۷۶
۱۷۷
۱۷۸
۱۷۹
۱۸۰
۱۸۱
۱۸۲
۱۸۳
۱۸۴
۱۸۵
۱۸۶
۱۸۷
۱۸۸
۱۸۹
۱۹۰
۱۹۱
۱۹۲
۱۹۳
۱۹۴
۱۹۵
۱۹۶
۱۹۷
۱۹۸
۱۹۹
۲۰۰

وہو کا ہی طلسمتہ و بالامری آگی
یا نہ چہ اطفال ہی دنیا میری آگی

ہوتا ہی شب روز تماشا می آگے

رہتا ہی بھی خوش شکوہ تری بھی
خوش نہی ہیں آہیں آہ تری بھی

دیتا ہوں موت کا جینا تری پیچھی
مست پوچھ کہ کیا حال ہے تری پیچھی

تو ویکو کہ کیا رنگ ہی تیرا مری آگے

ہو خاک نہیں خاک کو رہتا مری ہوتی
کوئی ہو کہ ہی نسخ نہیں کہتا مری ہوتی

سب کچھ ہی لک کر چمک نہیں جیسا میری
ہوتا ہی تھا ان گرو میں صحابہ میری ہوتے

استیہی چیمین خاک پہ دریا میری آنکے

ہوئے شکر میں ہیں فکرِ مصبوحی میں شکر
سنگو ایسی شکر میں خوش رنگ کی ہو جا

کسکو میری ہی کہان لذتِ شہوا
پھر و کیہی اندازِ گل افشائی گفتا

مکملہ کوئے پیمانہ صہبامری آگے

جز نام عدد و اسلحہ کہتا ہوں چہا
کچھ اور صحبت ہے بگڑنا مری وٹل کا

منظور ہی جو چاہیں حسین ذکر احباب
نفرت کا گمان ہر نامہ میں شک گنہرا

کیونکہ کہوت کو نام نہ اون کا مری آگے

اک تو ہی کہ اپنا نہیں ہو تا بیت و کام
 اعجاز کی باتیں ہیں کہ امات کی پیغام

مجنون کو برا کہتی ہی سلی مری آگے

مرا تو ہوں اب کیوں دم آخر یہ ستم ہے
 تسکین تو کوئی دم غرضیں میں و الم ہے

رہنی واہی ساغر و مینا مری آگے

ہریان ہی سخن دانی سجاں نئی دیک
 ہر مشکل و شوار ہی آسان مری نزدیک

اک بات ہی اعجاز سیسی مری آگے

اے اہد و آئی نہ کہانتک مجھی غھٹا
 مشہور ہی تسلیم کے مانند ہمیشہ

غالب کو برا کیوں کہ اوچا مری آگے

مخمس غزل سر آمد شعرائی مان مستنہ سخنوار
 جہان جانیستہ انجمن نامہ

زندگی میں موت کا موجود سا مان چاہے
 خود فراموشی نہ ایسی بہرہ مان چاہے

گو عزیز مصر ہی سیرا یو کنعان چاہیے

دیدہ سرہین جنوں ہیری بونی کی لئی
 کیا کروں داغ دل غمناک ہونی کی لئی

پانوں کو اب ابلی کی چشم کریاں چاہیے

| | |
|--|--|
| کیا کہوں کہ سوا سلی میری ہنر نشانِ صبح | داعِ سنواں کہیں لے ہی نہیں پنہاںِ صبح |
| بی سببِ انہیں ہی چرخِ گردانِ صبح | چاک کہتا ہوں چشتیں کہیں نشانِ صبح |
| اک پریر و غیرت خورشیدِ تابان چاہیے | |
| چاہتی ہی تُو وہ دریا جسمیں ہنرِ نشا | گروشِ گردابِ ہر موج و فکرِ بادبان |
| مشوقِ ساحلِ مین نہی و تہمتی ہر زبان | دوبد مکتبی ہی ہری کشتی عمرِ روان |
| بجاکوبِ خنجرِ قاتل کا طوفان چاہیے | |
| وادیِ شمس کے بہی زوی کارانِ دل میں ہے | الفیہِ افغنی ہر آل و پنہانِ دل میں ہے |
| کیا کہوں کیا چاہتا ہوں کیا مریجانِ دل میں ہے | حسرتِ نظارہ زلفِ پریشانِ دل میں ہے |
| بہرِ شکین گور میں کچھ مارِ پہچان چاہیے | |
| کیا بہر سازندگی کا عالم فانی میں ہے | صورتِ ہمزاد ہر دم مرگ ہمارا ہی میں ہے |
| کسی تیغِ ظلم کیون تاخیر بر جی میں ہے | عمرِ گذری روتی روتی ہنس بھی اب جی میں ہے |
| میری سُنہ پر کوئی قاتل نہ خیم خندان چاہیے | |
| کیا کریں قہمیں نہ رنگِ غم پنہانِ وصف | عمرِ ہر وہی سنی سنی ہی ہنرِ عنوانِ وصف |
| وصف کے قابل ہیں اپنے دیدہ گریبانِ وصف | وردِ مرگان کے زبانی ہیں لہجہ جانِ وصف |
| اشکِ خون کی چشم کو تسبیحِ مرجان چاہیے | |
| آج ہی طورِ تکلیفِ جنوں کا امتحان | سنگِ باران کی ہو سکتی ہیں زیرِ آسمان |
| شہر کی گلیوں میں مگن اس قدر تہکھان | سنگِ ریزی لہجوں چن چن چکی بہرِ دوکان |
| عدایتِ امی کو وہ مجھ وحشی کو دامان چاہی | |
| وہ انگیزہ جوانی و تقاضایِ حمال | ابھان مگن کہ سب بھوتے وقتِ وال |

| | |
|---|------------------------------------|
| ابتویر و ناپڑا ہی کیا کروں ان فی و الجلال | اگیا پیری میں کئی عرصہ ایک خیال |
| ہو نہ نہ کاٹوں کس طرح حسرت کے دندان چاہے | |
| دیکھی کیونکر ہو زیر آسمان اپنی بسیر | ہر گڑھی و اترتی پر مٹی حشت میں ہو |
| ہمت یونگی پر کیوں نہیں میں چشم تر | پنچہ خورشید کو کافی ہی اک حبیب سحر |
| روزانہ دست جنوں کو سو کر بیان چاہے | |
| برہمن ہو اس میں بایہو زادت احکام | طالب حقیقی حشت میں لی تسلیم نام |
| کیوں نہیں صحت راہ دولت کو حرام | طالب دنیا مونت میں بہلا کیا ہی کام |
| مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ دران چاہی | |
| محمد غفرلہ وجد کرم بیانی یکہ تازمید ان شعلہ بانی جناب جہ حیدر علی اثر | |
| سدا آتی ہیں غیب کی کیسی کیسی | بیان کرتی ہیں سخن بیان کیسی کیسی |
| تھکاتی ہیں کام و زبان کیسی کیسی | دہن پر ہیں نگی گمان کیسی کیسی |
| کلام آتی ہیں در میان کیسی کیسی | |
| بہار آگی جو بن و کہاتی ہی کیا کیا | خزان شرم ہی نہ چپاتی ہی کیا کیا |
| صبا ہوش بلبل وڑاتی ہی کیا کیا | زمین چین گل کہلاتی ہی کیا کیا |
| بدلتا ہی تنگ آسمان کیسی کیسی | |
| قتیلوں کے جسے سنے مرتبے میں | ہزاروں گلستان میں بسمل می میں |
| لگا کر لہو پر میں تر کئے ہیں | تمہاری شہیدوں میں اعلیٰ میں |
| ارادی خراباتیوں کی بڑھی ہیں | گل ولالہ وار غوان کیسی کیسی |
| | برابر می لالہ کون پی رہی ہیں |

| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| اُنکوں سے چوٹی سستی مزی ہیں | ہمارا آئی ہی نشہ میں جھومتی ہیں |
| مریدان پیر مغان کیسے کیسے | |
| بیان کیا کروں او سکی ہر جھوٹ کا | رہی دل کی دل ہی میں سبکی تنہا |
| خدا جانی کیا دشمنوں نے پڑھایا | نہ مگر بھی بید و قاتل نے دیکھا |
| تڑپتے رہے نیجان کیسے کیسے | |
| دم چند تھا دور دورا وہ سارا | کہاں روم و ایران کی پشکار آرا |
| پس مرگ دیکھا ہوا آشکارا | نہ گور سکندرنہ ہی قبر دارا |
| مٹے نامیوں کی نشان کیسی کیسے | |
| نہ ظلمت سی نہ شام سحر ہے | نہ شب کا اثر ہی نہ دن کا گزر ہے |
| نہ اپنا نہ بیگانہ پیش نظر ہے | دل ویدہ اہل عالم میں گھر ہے |
| مہاری لی ہیں مکان کیسی کیسے | |
| جدائی کی صد محبت کے قربان | رفیقوں کی عزت کیا کیا ہیں جہان |
| ذرا دیکھ تو آ کی او دشمن جان | غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان |
| ہماری بھی ہیں مہربان کیسے کیسے | |
| یہاں سی عدم تک ہزاروں تہن | دل و جان و اسلام ایمان کی دشمن |
| وطن کو کیا کون بی چاک دامن | عجب کیا چٹا رو حے جامہ تن |
| لے راہ میں کاروان کیسی کیسے | |
| بشر کے لیے ہر پیاسی ستم ہے | سکوت آ کی منعم کی تسلیم ستم ہے |
| بہت بے ارشاد دانشور ستم ہے | کرمی جس قدر شکر نعمت وہ کم ہے |
| مزی لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے | |





**ALLAMA
IQBAL LIBRARY
UNIVERSITY OF KASHMIR
HELP TO KEEP THIS BOOK
FRESH AND CLEAN.**